اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مُدلّل و مکمّل

جلد دوم

کتابُ الصَّلٰوة (رُبع اوّل)

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ
(مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دَارُالاِشَاعَت
اُردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : ۱۹۲ صفحات

........ملنے کے پتے........

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ثانی

(کتاب الصلوٰۃ)

دیباچہ:۔	۲۵
کتاب الصلوٰۃ نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل:۔	۲۹
ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے۔	۲۹
جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں۔	۳۰
رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں۔	۳۰
اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر جرم عائد ہوگا۔	۳۰
ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں۔	۳۰
ایسے شخص سے تعلقات رکھے جائیں یا نہیں۔	۳۰
نمازی بنانے کے لئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں۔	۳۰
کیا ذکر اللہ فرض نماز سے بہتر ہے۔	۳۱
سائنسی تجربات میں انہماک کی وجہ سے تاخیر وقضا درست ہے یا نہیں۔	۳۱
نمازیں کب فرض ہوئیں۔	۳۲
الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بہا فصل اول۔ اوقات الصلوٰۃ:۔	۳۲
اذان وجماعت فجر۔	۳۲
قطب شمالی وجنوبی میں اوقات نماز کی پابندی کا طریقہ۔	۳۳
نماز فجر کا مستحب وقت۔	۳۳
مقیاس الظل۔	۳۴
وقت ظہر اور امام صاحبؒ۔	۳۴
کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں۔	۳۴
انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ۔	۳۵
طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ	۳۵
نماز عصر نصف غروب آفتاب، کے وقت جائز ہے یا نہیں۔	۳۵

عنوان	صفحہ
ظہر و جمعہ کا وقت۔	۳۶
نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے۔	۳۶
کسی کے انتظار میں مستحب وقت ضائع نہ کیا جائے۔	۳۶
نینی تال میں وقت عشاء۔	۳۷
وقت ظہر الی المثلین۔	۳۷
مغرب کی اذان وتکبیر میں فصل۔	۳۸
نماز عشاء کا وقت۔	۳۹
نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں۔	۳۹
ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں۔	۴۰
عشاء کا مستحب وقت۔	۴۰
ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ۔	۴۰
عشاء کے پہلے سونا جب کہ نماز فوت نہ ہو۔	۴۱
اذان مغرب وعشاء میں فاصلہ۔	۴۱
ابتداء وقت عصر عند الامامؒ۔	۴۱
صبح کی نماز کب پڑھی جائے۔	۴۱
لندن میں اوقات نماز۔	۴۲
ایام بارش میں مستحب اوقات نماز۔	۴۲
نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں	۴۲
نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں۔	۴۳
مغرب وعشاء کے درمیان فاصلہ۔	۴۳
مسئلہ فیٔ الزوال۔	۴۴
وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت۔	۴۴
وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق۔	۴۴
نماز فجر میں تاخیر۔	۴۵
وقت نماز مغرب۔	۴۵
نماز ظہر دوسرے مثل میں۔	۴۵

عنوان	صفحہ
عشاء کی اذان و جماعت میں فاصلہ ابر آلود دن میں نماز عصر۔	۴۶
عصر و مغرب کے درمیان مدت فصل۔	۴۶
اگر عصر مغرب سے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے۔	۴۶
نماز عشاء اخیر رات میں نیند کے بعد درست ہے یا نہیں۔	۴۷
جماعت میں مقرر وقت سے تاخیر	۴۷
وقت عصر اور مثل ومثلین کی بحث۔	۴۸
ابتدائے وقت مغرب۔	۴۸
حنفی وشافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے۔	۴۹
نماز مغرب وعشاء کا وقت۔	۴۹
نماز ظہر کا وقت عند الاحناف کیا ہے۔	۵۰
عصر کا وقت۔	۵۰
وقت ظہر کی تحقیق۔	۵۱
نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت۔	۵۲
شہر بلغار کا حکم۔	۵۳
وقت نماز صبح اور اس میں قراءت کی مقدار۔	۵۳
شافعی کی اقتداء میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں۔	۵۴
عشاء کا وقت غروب کے کتنی دیر بعد ہوتا ہے۔	۵۵
صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا کیا عمل تھا۔	۵۵
اندھیرے میں صبح کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں۔	۵۶
ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے۔	۵۶
موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہئے۔	۵۶
ظہر اور جمعہ کا وقت۔	۵۷
لاپ لینڈ میں نماز روزہ کیسے ادا کیا جائے۔	۵۷
فصل ثانی۔ اوقات مکروہہ (یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں):۔	۵۸
جمعہ کی دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں۔	۵۸
استواء شمس کے وقت نماز درست ہے یا نہیں۔	۵۸

صفحہ	عنوان
۵۸	صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کسی نفل کی اجازت نہیں۔
۵۹	فجر کے وقت سوائے سنت اور قضاء کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا۔
۵۹	عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت ونفل نہیں۔
۵۹	کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر والفجر ہے۔
۵۹	فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں۔
۶۰	نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست ہے یا نہیں۔
۶۰	جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں۔
۶۰	غنودگی کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹا، لہذا پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں
۶۰	سنت فجر وظہر میں فرق کیوں۔
۶۱	بوقت زوال اور دوپہر میں تلاوت ونفل کا کیا حکم ہے۔
۶۱	آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں۔
۶۱	نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں۔
۶۲	ظہر کا ابتدائے وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں۔
۶۲	جمع بین الصلوٰتین کی تحقیق۔
۶۶	کیا ظہر وعصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے۔
۶۷	**الباب الثانی فی الاذان:۔**
۶۷	فرش مسجد پر اذان جائز ہے یا نہیں۔
۶۷	اس مؤذن کا کیا حکم ہے جس کو پاکی کی احتیاط نہ ہو اور نہ تلفظ کی۔
۶۷	اذان دے کسی مسجد میں اور نماز پڑھے کسی مسجد میں یہ فعل کیسا ہے۔
۶۷	ایک مسجد میں اذان دے، دوسری میں امامت کرے، یہ فعل درست ہے یا نہیں۔
۶۷	دفن اور قحط دوبا میں اذان ثابت ہے یا نہیں۔
۶۸	نابالغ لڑکے کی اذان جائز ہے یا نہیں۔
۶۸	مسجد میں اذان جائز ہے یا نہیں۔
۶۸	آٹھ سالہ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے۔
۶۸	جماعت میں عدم حاضری کی وجہ سے گھر میں اذان کہنا کیسا ہے۔
۶۹	جنبی کو جواب اذان جائز ہے یا نہیں۔

عنوان	صفحہ
مغموم کا اذان کہلوا کر سننا کیسا ہے۔	۶۹
مکبر کہاں کھڑا ہو۔	۶۹
اجابت اذان قولاً واجب ہے یا فعلاً	۶۹
بوقت ضرورت ایک آدمی دو مسجد میں اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔	۷۰
اذان دائیں سے اور تکبیر بائیں سے کہنے کی کچھ حقیقت نہیں۔	۷۰
اذان میں بارش کی وجہ سے صلوا فی رحالکم کہنا۔	۷۱
اقامت میں دائیں بائیں مڑنا۔	۷۱
اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا۔	۷۱
جمعہ اور عشا میں تثویب۔	۷۲
جمعہ کی دوسری اذان کا جواب	۷۲
بے وضو اذان درست ہے یا نہیں۔	۷۲
اگر امام بغیر تکبیر بوجہ ضعف سماع جماعت شروع کر دے تو کیا حکم ہے۔	۷۳
خشک سالی اور طاعون کے موقعہ پر اذان ثابت ہے یا نہیں۔	۷۳
قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنے تو کیا کرے۔	۷۴
اذان میں ترجیع کی بحث۔	۷۴
محمد رسول اللہ پر صلی اللہ الخ کہنا کیسا ہے	۷۴
حضرت بلال کی اذان۔	۷۴
اذان و اقامت کے درمیان میں درود پڑھنا کیسا ہے۔	۷۵
اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مسنون ہے یا نہیں۔	۷۵
قرآن شریف و درود شریف پڑھتے ہوئے اذان سنے تو......	۷۵
جمعہ کی اذان نصف النہار کے وقت درست ہے یا نہیں۔	۷۵
فائتہ نمازوں کے لئے اذان گھر میں اور صحرا میں۔	۷۶
فجر کی قضا کے لئے اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہے یا نہیں۔	۷۶
تکبیر سے پہلے بسم اللہ۔	۷۶
کیا اقامت وہی کہے گا جس نے اذان دی ہے۔	۷۶
اذان کا جواب اور دعا۔	۷۷

عنوان	صفحہ
بوقت اذان کانوں کے سوراخوں میں انگلی ڈالنا سنت ہے۔	۷۷
اذان جمعہ مسجد سے باہر دی جائے یا اندر	۷۷
تکبیر میں کلمات اذان کا تکرار۔	۷۷
اللہ اکبر میں واؤ کا اضافہ غلط ہے۔	۷۸
ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا۔	۷۸
اذان فجر میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا اضافہ۔	۷۸
جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعا۔	۷۸
جاہل کی اذان۔	۷۸
اذان مسجد کے اندر ہو یا باہر۔	۷۹
کلمات اقامت کا جواب۔	۷۹
اذان کے بعد مسجد کی طرف روانگی ضروری ہے یا نہیں۔	۷۹
اقامت پہلی صف سے ضروری نہیں۔	۸۰
اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں۔	۸۰
بعد اذان امام اور مقتدیوں کو ملانا کیسا ہے۔	۸۰
سہارا لے کر اذان اور بیٹھ کر اقامت مکروہ ہے۔	۸۱
جماعت کے لئے نقارہ بجانا کیسا ہے۔	۸۱
اقامت میں ''قد قامت الصلوٰۃ'' بلند آواز سے کہنا کیسا ہے۔	۸۲
جیل میں اذان دی جائے یا نہیں۔	۸۲
مسجد کے اندر رہتے ہوئے اذان کا جواب دینا ضروری نہیں۔	۸۲
اذان سے پہلے ''الصلوٰۃ والسلام'' کی رسم درست ہے یا نہیں۔	۸۲
اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے۔	۸۳
اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت۔	۸۳
اذان کا ضد کی وجہ سے نہ دینا۔	۸۳
چلتے ہوئے تکبیر شروع کر دینا کیسا ہے۔	۸۴
شیعہ کی اذان میں اضافہ اور اس کی حیثیت۔	۸۴
ننگے سر اذان پکارنا درست ہے یا نہیں۔	۸۴

عنوان	صفحہ
کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں۔	۸۵
کیا برہنہ سر اذان ونماز رُوافض کا طریقہ ہے۔	۸۵
نماز کے باطل ہونے کی صورت میں اعادۂ نماز کے وقت تکبیر کہی جائے یا نہیں۔	۸۵
بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں۔	۸۵
کلمات اذان کے جواب کی دلیل کیا ہے۔	۸۶
اقامت واذان صرف فرائض کے لئے ہے۔	۸۶
تکبیر کب شروع کی جائے۔	۸۶
مقتدی وامام کب کھڑا ہو۔	۸۷
امام کا ’’قدقامت الصلوٰۃ‘‘ پر ہاتھ باندھنا۔	۸۷
زنخے کی اذان واقامت کیسی ہے۔	۸۷
گھر کے اندر اذان و جماعت۔	۸۷
گھر میں جماعت کرنے سے مسجد کی جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں۔	۸۸
اگر گھر میں بچوں کو عادی بنانے کے لئے اذان دی جائے تو کیا حکم ہے۔	۸۸
شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں۔	۸۸
اللہ اکبر میں راء کی حرکت۔	۸۹
امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی تو کیا پھر تکبیر کہی جائے۔	۸۹
بالغ نہ ہو تو نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں	۸۹
تکبیر کس جانب سے کہی جائے۔	۸۹
تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہو تو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے۔	۹۰
جاہل جمع ہو کر تنہا تنہا نماز پڑھیں تو کیا اذان نہیں ہے۔	۹۰
تکرار جماعت کے بعد تکبیر کہی جائے یا نہیں۔	۹۰
اذان میں ’’حی علی الفلاح‘‘ کی جگہ ’’حی علی خیر العمل‘‘ کہنا کیسا ہے۔	۹۱
بلند آواز آدمی نہ ہو تو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔	۹۱
تکبیر دائیں جانب اور اذان بائیں جانب ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں۔	۹۱
جمعہ میں تکبیر کون کہے۔ جب پہلی اذان کوئی اور پکارے اور دوسرا کوئی اور	۹۲
اذان وتکبیر غلط کہی جائے تو اسے لوٹائے یا نہیں۔	۹۲

عنوان	صفحہ
اذان میں محمد رسول اللہ پر درود پڑھنا کیسا ہے۔	۹۲
جوتے پہن کر اذان دینا کیسا ہے۔	۹۳
اذان بلا وضو درست ہے یا نہیں	۹۳
غیر مقلد کی تکبیر سے نماز میں نقص نہیں آتا۔	۹۳
اقامت میں دیر ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔	۹۳
متعین امام کی بغیر اجازت امامت و اذان درست ہے یا نہیں۔	۹۳
صبح کی اذان کس وقت کہی جائے۔	۹۴
اذان بلا ترجیع افضل ہے۔	۹۴
خطبہ کی اذان کا جواب۔	۹۵
نمازیوں کو خبر دینے کے لئے مسجد میں نقارہ بجانا کیسا ہے۔	۹۵
محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے۔	۹۵
اذان کے بعد مقتدیوں کو آواز دینا کیسا ہے۔	۹۶
بارہ برس کے لڑکے کی اذان درست ہے۔	۹۶
سنت جمعہ کے لئے موذن کا آواز دینا ثابت نہیں۔	۹۶
بوقت اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے۔	۹۷
قضا نمازوں کے لئے تکبیر و اذان کا حکم ہے اور مرد وعورت کے لئے ایک حکم ہے یا الگ الگ۔	۹۷
نماز کے لئے مکان و دوکان یا جنگل میں اذان کہے یا نہیں۔	۹۷
اذان ثانی سے پہلے "استووا رحمکم الله" کہنا کیسا ہے۔	۹۷
اذان ہوتے وقت مؤذن اور سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے۔	۹۸
اذان شروع کرنے کے بعد پائخانہ پیشاب کو جانا کیسا ہے۔	۹۸
الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ فصل اول، طہارت:۔	۹۹
کچھوے کی ہڈی کا طلاء لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۹۹
جس گھاس پر ماکول اللحم جانور نے بول و براز کیا ہو اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۹۹
ناپاک تیل کی مالش کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔	۹۹
بازاری لٹھا وململ میں نماز درست ہے۔	۱۰۰

عنوان	صفحہ
مقدار درہم سے کم رطوبت کے ساتھ نماز صحیح ہے۔	۱۰۰
مذی لگے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے یانہیں۔	۱۰۰
پیال پر نماز۔	۱۰۰
چماروں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز جائز ہے یانہیں۔	۱۰۱
کوٹ پتلون میں نماز ہوتی ہے یانہیں۔	۱۰۱
حشرات الارض کا تیل لگا کر نماز جائز ہے یانہیں۔	۱۰۱
غسل خانہ میں نماز جائز ہے یانہیں۔	۱۰۱
غیر مفتیٰ بہ قول پر بغیر غسل نماز کا حکم۔	۱۰۲
دھبے دیکھتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۱۰۳
ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی۔	۱۰۳
جیل خانہ کی بنی ہوئی جائے نماز کا استعمال درست ہے۔	۱۰۳
کورے کپڑے میں نماز درست ہے۔	۱۰۳
ناپاک اونی کپڑا بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا اور نہ ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے۔	۱۰۴
ننگے پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے ہوئے نماز پڑھ سکتا ہے۔	۱۰۴
بغیر استنجاء نماز پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں۔	۱۰۴
پاک چارپائی پر نماز جائز ہے۔	۱۰۴
رنڈی کے بالا خانہ کے نیچے والے کمرہ میں نماز درست ہے یانہیں۔	۱۰۵
ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم۔	۱۰۵
جماع کے بعد کپڑے نہیں بدلے اور نماز پڑھی تو ہوئی یانہیں۔	۱۰۵
ملازمین ہسپتال نماز کس طرح پڑھیں۔	۱۰۵
ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی۔	۱۰۶
فصل ثانی۔ستر عورت:۔	۱۰۶
کیا عورت کی نماز قدم کھول کر نہیں ہوتی۔	۱۰۶
کیا عورت پاؤں ڈھانکنے کے لئے موزے پہنے۔	۱۰۷
دھوتی باندھ کر نماز درست ہے یانہیں۔	۱۰۷
عورتوں کی نماز ساڑھی میں جائز ہے یانہیں۔	۱۰۷

عنوان	صفحہ
جانگیا پر لنگی باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔	۱۰۷
کپڑے میں ستر پایا جانا ضروری ہے۔	۱۰۷
فصل ثالث۔ استقبال قبلہ:۔	۱۰۸
بحث سمت قبلہ۔	۱۰۸
ریل میں نماز کے اندر استقبال قبلہ کی بحث۔	۱۰۹
فصل رابع۔ نیت:۔	۲۱۰
کیا زبان سے نیت شرط ہے۔	۲۱۰
کیا زبان سے نیت بدعت ہے۔	۲۱۰
زبان سے نیت ضروری نہیں۔	۲۱۰
امام کی اجازت مقتدی کے لئے ضروری نہیں۔	۲۱۰
نیت دل سے ضروری ہے یا زبان سے۔	۲۱۱
زبان سے نیت بدعت ہے یا نہیں۔	۲۱۱
نماز کی نیت عربی میں ضروری ہے یا نہیں۔	۲۱۱
مقتدی عورت کے لئے کیا امام کی نیت ضروری ہے۔	۲۱۱
الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ فصل اول فرائض نماز:۔	۱۱۲
تکبیر تحریمہ جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے عورت کے لئے بھی ضروری ہے۔	۱۱۲
ریل میں استقبال قبلہ حتی الوسع ضروری ہے۔	۱۱۲
نماز میں سجدہ۔	۱۱۲
نماز میں پیر کا انگوٹھا ہل جائے تو کیا حکم ہے۔	۱۱۲
بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کس طرح کیا جائے۔	۱۱۳
گھاس پر نماز درست ہے یا نہیں۔	۱۱۳
عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں۔	۱۱۳
چار پائی پر نماز درست ہے۔	۱۱۳
قعدہ اخیرہ میں سوجائے اور امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے تو نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۱۴
قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ رکھنا کیسا ہے۔	۱۱۴
سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے۔	۱۱۴

صفحہ	عنوان
۱۱۵	کیا اس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز درست ہے جو چلتا پھرتا ہے۔
۱۱۵	**فصل ثانی۔ واجبات صلوٰۃ:۔**
۱۱۵	نوافل میں قاعدۂ اولیٰ واجب ہے یا نہیں۔
۱۱۵	رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔
۱۱۵	پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ اعادۂ نماز واجب ہے
۱۱۶	تشہد نماز میں واجب ہے۔
۱۱۶	فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں کیا حکمت ہے۔
۱۱۶	کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے۔
۱۱۶	بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے۔
۱۱۶	**فصل ثالث۔ سنن وکیفیت نماز:۔**
۱۱۶	تسبیحات رکوع وسجود کی تعداد۔
۱۱۷	رفع یدین کہاں ہے۔
۱۱۸	رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل کیا ہے۔
۱۱۸	نیت کے بعد ہاتھ باندھنے کی ترکیب۔
۱۱۸	بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ترکیب۔
۱۱۸	بیٹھ کر نماز پڑھنے کی شرطیں کیا ہے۔
۱۱۹	عدم رفع یدین کے سلسلہ کی ایک حدیث کا حال۔
۱۱۹	عورت سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کس طرح رکھے۔
۱۱۹	بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس سلسلہ میں ایک غلط روایت۔
۱۲۰	سورہ سے پہلے بسم اللہ ملانا کیسا ہے۔
۱۲۰	تحیات میں انگلیوں کا حلقہ۔
۱۲۰	اگر آمین اس طرح کہے کہ ایک دو آدمی سن لیں تو کیسا ہے۔
۱۲۰	سجدۂ شکر کرنا کیسا ہے۔
۱۲۱	"ربنا لک الحمد" کے ساتھ "اللھم" کہے یا نہیں۔
۱۲۱	السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے۔

عنوان	صفحہ
اللہ اکبر میں راکو دال کی آواز سے ادا کرنا کیسا ہے۔	۱۲۱
سجدہ کا طریقہ۔	۱۲۱
عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کس طرح رکھیں۔	۱۲۲
امام ثناء پڑھ کر قرآت شروع کردے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے۔	۱۲۲
سلام پھیرتے وقت جو ملے وہ تشہد پورا کرے یا نہیں۔	۱۲۲
امام کے سلام پھیرتے وقت مقتدی دعا پوری نہ کرسکا ہو تو کیا کرے۔	۱۲۲
جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید۔	۱۲۲
فرض کے بعد آیۃ الکرسی۔	۱۲۳
عصر و فجر میں دھنی جانب رخ کر کے دعا مانگنا۔	۱۲۳
ہندوستان میں انصراف الی الیمین والیسار کا رواج۔	۱۲۳
انصراف مذہب حنفی کے موافق ہے یا نہیں۔	۱۲۳
حدیث میں انصراف کی مراد کیا ہے۔	۱۲۳
انصراف للدعاء کی دلیل	۱۲۴
تسبیحات رکوع وسجدہ میں ''بحمدہٖ'' کا اضافہ درست ہے یا نہیں۔	۱۲۴
سلام کے بعد بغیر دعا مقتدی کا چلدینا کیسا ہے۔	۱۲۴
درود میں سیدنا کا اضافہ کیسا ہے۔	۱۲۵
درود کے بعد کی دعاء پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو مقتدی کیا کرے۔	۱۲۵
بعد نماز ''لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے۔	۱۲۵
رکوع میں تطبیق کی روایت ہے۔	۱۲۵
قعدۂ نماز میں مختلف دعاء۔	۱۲۶
تسبیحات رکوع میں جو عظیم نہ کہہ سکے وہ کریم کہے یا نہیں۔	۱۲۶
دونوں سجدوں کے درمیان دعاء۔	۱۲۶
انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ۔	۱۲۶
عورتوں کا سجدہ میں پاؤں داہنی جانب نکالنا ثابت ہے یا نہیں۔	۱۲۷
سینے پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں۔	۱۲۷

عنوان	صفحہ
تشہید میں انگلی اٹھانا کیسا ہے۔	۱۲۷
رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ۔	۱۲۸
بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کس طرح کیا جائے۔	۱۲۸
بعد تکبیر تحریمہ کی دعائیں۔	۱۲۸
خشوع نہ ہونے کی صورت میں نفل کا اعادہ کیسا ہے۔	۱۲۸
تسبیح پُر نہ پڑھے تو کیا حرج ہے۔	۱۲۹
قرآت دو ہی رکعت میں کیوں پڑھی جاتی ہے۔	۱۲۹
نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے۔	۱۲۹
اللہ اکبر کی الف کو کھینچنا مفسد صلوٰۃ ہے۔	۱۲۹
ایک استفسار کا جواب۔	۱۳۰
آمین آہستہ کہی جاوے۔	۱۳۰
رفع یدین۔	۱۳۰
رفع یدن کے منسوخ ہونے کی دلیل۔	۱۳۱
بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ۔	۱۳۱
تحت السرہ ہاتھ باندھنا۔	۱۳۱
قرأت وتکبیر میں جہر کی مقدار۔	۱۳۲
تشہید میں انگشت شہادت اٹھانا۔	۱۳۲
عورت جلسہ اور سجدہ میں پاؤں کیسے رکھے۔	۱۳۳
ایک چٹائی پر مرد وعورت نماز پڑھ سکتے ہیں۔	۱۳۳
بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ سراً ہے یا جہراً۔	۱۳۳
جہری نمازوں میں منفرد کیا کرے۔	۱۳۴
ہاتھ ناف کے اوپر باندھنا کیسا ہے۔	۱۳۴
فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ۔	۱۳۴
بسم اللہ فاتحہ اور سورہ کے پہلے۔	۱۳۵
بعد تکبیر تحریمہ ارسال نہیں۔	۱۳۵

عنوان	صفحہ
امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد متعین نہیں۔	۱۳۵
سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یانہیں۔	۱۳۵
فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث۔	۱۳۶
فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق۔	۱۳۷
رفع سبابہ چاہئے یانہیں۔	۱۳۸
آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے	۱۳۸
تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے	۱۳۸
انگشت شہادت سے اشارہ۔	۱۳۹
دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو۔	۱۳۹
سلام کے بعد والی دعاء میں مقتدی کی شرکت	۱۳۹
جلسۂ استراحت درست ہے یانہیں	۱۳۹
وقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ جائز ہے یانہیں۔	۱۴۰
دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہوتو کیا کرے۔	۱۴۰
سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے۔	۱۴۰
امام باآواز بلند دعا مانگ سکتا ہے۔	۱۴۱
السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت۔	۱۴۱
تشہد میں انگشت سے اشارہ۔	۱۴۲
فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث۔	۱۴۲
امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے۔	۱۴۳
آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یانہیں۔	۱۴۳
غیر مقلد کی شرکت جماعت میں۔	۱۴۳
ختم نماز ''السلام علیکم'' پر ہونا چاہئے۔	۱۴۳
جن نمازوں کے بعد سنت نہیں دعا لمبی کرے۔	۱۴۴
آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے۔	۱۴۴
بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہیئت رکوع کیا ہو۔	۱۴۵

صفحہ	عنوان
۱۴۵	بعد نماز پنجگانہ دعا سنت ہے۔
۱۴۵	ثناء اور تشہد وغیرہ کے پہلے بسم اللہ نہیں ہے۔
۱۴۶	فرائض کے بعد سنن سے پہلے دعاء کی مقدار کیا ہے۔
۱۴۶	حالت رکوع میں الصاق کعبین۔
۱۴۶	بعد فرائض دعاء۔
۱۴۷	متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں ہے۔
۱۴۷	بجائے ''اللہ اکبر'' کے ''یا اللہ'' کہنا جائز ہے یا نہیں۔
۱۴۷	انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے۔
۱۴۷	رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں۔
۱۴۹	تشہد میں بحث رفع سبابہ۔
۱۴۹	سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے۔
۱۵۰	رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ۔
۱۵۰	قعدۂ اولیٰ میں اگر امام کھڑا ہو جائے اور مقتدی التحیات پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا چاہئے۔
۱۵۰	حالت نماز میں درود کے اندر ذریات وازواج کا کلمہ بڑھانا کیسا ہے۔
۱۵۱	سلام میں صرف منہ پھیرے سینہ نہ پھیرے
۱۵۱	سورہ ملانا واجب ہے۔
۱۵۱	امامت بغیر عمامہ ثابت ہے یا نہیں۔
۱۵۱	رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں۔
۱۵۱	عورتیں کس طرح سجدہ کریں۔
۱۵۱	تشہد کی حالت میں نگاہ کہاں ہو۔
۱۵۲	امی کس طرح نماز پڑھے۔
۱۵۲	فرض سے پہلے انی وجہت پڑھنا کیسا ہے۔
۱۵۲	فرض نمازوں کے بعد دعاء جائز ہے یا نہیں۔
۱۵۲	آمین بالجہر وبالسر کی تحقیق۔

عنوان	صفحہ
فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔	۱۵۳
مسائل مختلف فیہا کے متعلق سوال۔	۱۵۴
فصل رابع۔ آداب نماز:۔	۱۵۴
امام مصلے پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے رہیں۔	۱۵۴
قد قامت الصلوٰۃ پر امام کا نیت باندھنا۔	۱۵۵
بیٹھ کر نماز پڑھے تو حالت قعود میں نگاہ کہاں رکھے۔	۱۵۵
کیا اقامت کے وقت امام اور مقتدیوں کا بیٹھا رہنا ضروری ہے۔	۱۵۶
فصل خامس۔ قرأت فی الصلوٰۃ:۔	۱۵۷
قرأت خلف الامام۔	۱۵۷
جمعہ کی فجر میں سورہ سجدہ اور سورہ دہر مسنون ہے۔	۱۵۷
دوسری رکعت کو پہلی سے لمبی کرنا اور درمیان میں چھوٹی سورہ چھوڑنا مکرو ہے۔	۱۵۷
سورہ کے پہلے بسم اللہ۔	۱۵۷
قراۃ کی چند صورتوں کے متعلق سوال۔	۱۵۸
عورتوں کا نماز میں جہر کے ساتھ قرآن پڑھنا درست نہیں۔	۱۵۸
فرض نماز میں لقمہ دینا۔	۱۵۸
آمین اور سورہ فاتحہ امام کے پیچھے۔	۱۵۹
ایک سورۃ پڑھ رہا تھا چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھنے لگے۔	۱۵۹
فاتحہ کے بعد مقدار قراءت۔	۱۵۹
قدر واجب قرأت کے بعد لقمہ دینا کیسا ہے۔	۱۵۹
دوسری رکعت میں لمبی قرأت مکروہ تنزیہی ہے۔	۱۶۰
قرأت مکروہہ۔	۱۶۰
سری نماز میں فاتحہ خلف الامام۔	۱۶۰
قرأت میں ترتیب کا لحاظ۔	۱۶۱
فاتحہ خلف الامام پر عمل کی بحث۔	۱۶۱
خلاف ترتیب سورتیں نماز میں مکروہ تحریمی ہیں اور اس کا اعادہ واجب ہے۔	۱۶۱

عنوان	صفحہ
چھوٹی سورۃ کا فصل مکروہ ہے۔	۱۶۱
نماز میں آیت سجدہ کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔	۱۶۲
اخیر سورۃ میں آمین اور دوسرے کلمات نہ کہے جائیں۔	۱۶۲
بسم اللہ جزو قرآن ہے یا نہیں۔	۱۶۳
چھوٹی سورت کی تعریف۔	۱۶۳
نماز میں متواترہ قرأت۔	۱۶۳
رموز اوقاف پر ٹھیرنے نہ ٹھیرنے کی بحث۔	۱۶۴
متفق علیہ مسلک حنفی کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قول معتبر نہیں۔	۱۶۴
امام رموز اوقاف پر وقف نہ کرے تو بھی نماز صحیح ہے۔	۱۶۴
سورہ فاتحہ میں سکتہ نہ کرنے سے شیطان کا نام نہیں بنتا۔	۱۶۵
بے جگہ وقف کرے یا نماز میں جزو سورہ پڑھے تو نماز ہو جائیگی۔	۱۶۵
فاتحہ خلف الامام بقصد ثنا پڑھنا کیسا ہے۔	۱۶۶
تجوید کی عدم رعایت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۱۶۶
نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۶۷
قرآن سے لفظ مقصود ہے یا معنی۔	۱۶۷
مقدار واجب پڑھنے کے بعد بھول گیا اور امام نے رکوع کے بجائے نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے۔	۱۶۷
دو آیت پڑھ کر بھول گیا اور بیچ کی آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھا۔	۱۶۸
اگر دو آیت پڑھ کر بھول گیا تو دوسری سورت پڑھے یا نہیں۔	۱۶۸
بعض لفظوں میں دو قراءت۔	۱۶۸
قراءت میں ترتیل کی رعایت ضروری ہے یا نہیں۔	۱۶۸
ہر رکعت میں سورۃ کے ساتھ سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے۔	۱۶۹
پہلی رکعت میں رکوع اور دوسری رکعت میں سورۃ کی قراۃ کی جائے تو کیا حکم ہے۔	۱۶۹
پہلی رکعت میں ایک سورہ کا ایک حصہ اور دوسری میں دوسری سورت کا حصہ پڑھا جائے تو درست ہے یا نہیں۔	۱۶۹

عنوان	صفحہ
وتر کی رکعتوں میں بڑی چھوٹی سورتوں کی قرائت کی تو ہوئی یا نہیں	۱۷۰
درمیان میں چھوٹی سورت نہ چھوڑی جائے۔	۱۷۰
نماز میں ترتیب سور کا لحاظ۔	۱۷۰
وقت کی تنگی کے وقت نماز فجر میں چھوٹی صورتیں درست ہیں۔	۱۷۰
پہلی رکعت میں مزمل کا حصہ اور دوسری میں بقرہ کا حصہ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔	۱۷۱
نماز میں آیت کے دہرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۱۷۱
فرض میں آنحضرت صلعم سے جزو سورہ کا پڑھنا صراحۃً ثابت نہیں۔	۱۷۱
سورہ فاتحہ کے سکتات میں ثنا پڑھنا نہیں چاہئے۔	۱۷۲
فاتحہ خلف الامام۔	۱۷۲
پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھی تو کوئی نقصان ہوا یا نہیں۔	۱۷۲
قرائت بغیر حرکت لب معتبر نہیں۔	۱۷۲
نصف آیت سے قرأت کی ابتداء مناسب نہیں۔	۱۷۳
الحمد اور ایاک پر جھٹکا۔	۱۷۳
تین آیتیں پڑھنا فرض ہیں یا واجب۔	۱۷۳
پہلی رکعت میں پارہ ستائیس سے اور دوسری میں پہلے سے پڑھے تو کیا حکم ہے۔	۱۷۳
بلا بسم اللہ نماز میں فاتحہ۔	۱۷۳
جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی بھول سے دوسرے میں اسی کو دہرایا تو کیا حکم ہے۔	۱۷۴
ہر رکعت میں سورہ اخلاص کا تکرار فرائض میں نہیں چاہئے۔	۱۷۴
رب العلمین پر سانس روکنا۔	۱۷۴
فعال کی عین پر جزم پڑھنا۔	۱۷۵
یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاً پر وقف	۱۷۵
آیت لا پر وقف۔	۱۷۵
نماز فجر میں طوال مفصل۔	۱۷۵
آیت سجدہ کا ترک	۱۷۵
چھوٹی سورۃ کی مقدار کیا ہے اور وہ کون سی ہیں۔	۱۷۶

عنوان	صفحہ
علامت آیت۔	۱۷۶
نستعین پر وقف نہ کرے تو کیا حکم ہے۔	۱۷۶
رکعات نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔	۱۷۷
فاتحہ خلف الامام والی حدیث کا جواب۔	۱۷۷
سورہ فاتحہ سے فرض قراءت ادا ہو جاتی ہے۔	۱۷۸
صیغہ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا غلط ہے۔	۱۷۸
منفرد کی نماز میں قراءت واقامت۔	۱۷۸
فرض میں دو رکعت خالی اور دو بھری کیوں ہیں۔	۱۷۸
فجر کی دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے لمبی کر دے تو مکروہ ہے یا نہیں۔	۱۷۸
قرائت خلاف ترتیب کی کراہت	۱۷۹
فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن	۱۷۹
امام کو مخصوص سورتوں کا حکم	۱۸۰
قرائت خلف الامام کی احادیث اور ان کا درجہ، اور عوام قرائت پر آیت سے استدلال کا ثبوت	۱۸۰
نماز میں مختلف سورتوں کا رکوع پڑھنا کیسا ہے۔	۱۸۱
قراءت خلف الامام میں حنفیہ کیا کہتے ہیں اور کیوں۔	۱۸۲
عورت کا تراویح میں قرآن جہر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔	۱۸۲
فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کو کافر کہنا غلط ہے۔	۱۸۲
آیات کا جواب نماز میں۔	۱۸۳
دوسری رکعت کو طول دینے میں کس کا اعتبار ہے۔	۱۸۳
ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے۔	۱۸۳
قراءت خلف الامام جائز ہے یا نہیں۔	۱۸۴
آمین بالجہر جائز ہے یا نہیں۔	۱۸۴
فاتحہ خلف الامام کا حکم ہے یا نہیں۔	۱۸۴
اگر امام جہری نماز میں چند آیتیں سراً پڑھ جائے تو کیا کرے۔	۱۸۴
فاتحہ خلف الامام اور ہاتھ ناف سے نیچے باندھنا۔	۱۸۵

عنوان	صفحہ
خلاف ترتیب قرأت کا کیا حکم ہے۔	۱۸۵
منفرد نماز میں قراءت جہری یا سری۔	۱۸۵
نماز میں سے متفرق پاروں سے قراءت جائز ہے۔	۱۸۶
سنت ووتر میں متفرق آیات پڑھنے کا حکم۔	۱۸۶
جمعہ کی فجر میں قراءت۔	۱۸۶
فاتحہ خلف الامام۔	۱۸۷
فجر میں قرأت کی مقدار۔	۱۸۷
ضاد کو ظاء پڑھنا کیسا ہے۔	۱۸۷
ضاد کو درمیانی مخرج سے پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں۔	۱۸۷
وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانا چاہئے یا نہیں۔	۱۸۸
آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے آمین بالجہر وبالاخفاء ثابت ہے یا نہیں۔	۱۸۸
فرائض ونوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر قرأت درست ہے یا نہیں۔	۱۸۸
آیت کا شروع چھوڑ کر قرأت کی جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۸۹
پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھی تو کیا حکم ہے۔	۱۸۹
ایک سورہ بیچ میں چھوڑ کر پڑھے یا بے موقع وقف کرے تو کیا حکم ہے۔	۱۸۹
قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھنا کیسا ہے۔	۱۸۹
عورتیں جہری نماز میں قرأت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ۔	۱۹۰
فرض قرأت کی مقدار کیا ہے۔	۱۹۰
فجر کی ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا اور دوسری میں کوئی سورت، تو کیا حکم ہے۔	۱۹۰
قرأت خلف الامام درست ہے یا نہیں۔	۱۹۱
قرأت میں مسبوق کے لئے امام کی ترتیب لازم ہے یا نہیں۔	۱۹۱
مشکوٰۃ و بخاری کی حدیث میں تطبیق۔	۱۹۱
خلاف ترتیب قرأت کا کیا حکم ہے۔	۱۹۲
درمیان سے سورہ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یا نہیں، اور اسی طرح قنوت وجنازہ میں دعاء کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے۔	۱۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل (جلد دوم)

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

دنیا جس تیزی سے آگے جارہی ہے، یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے، ہر دور کی کچھ خصوصیات ہوا کرتی ہیں، موجودہ دور کی خصوصیات میں نمایاں چیز خاکسار کے نزدیک حد سے بڑھی ہوئی سہل پسندی اور عجلت ہے اور اسی کے ساتھ ہر قدم پر سبب کی تلاش و جستجو، جس درجہ کا بھی آدمی ہو اور خواہ اسے فقہ اور فتاویٰ سے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو، مگر وہ ہر حکم پر نقد وتبصرہ اپنا اولین حق اور خوشگوار فریضہ سمجھتا ہے۔

سہل پسندی اور عجلت تو انسانی مزاج میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ کوئی اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتا، جس کو دیکھئے اور جہاں دیکھئے وہ رفتار زمانہ اور اس کی راہ ورسم سے بری طرح مرعوب ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ تدبر وتفکر اور دور اندیشی ومعاملہ فہمی ختم ہوتی جارہی ہے جس کا نام غور وفکر ہے، وہ بالکل سطحی بن کر رہ گیا ہے، جب سوچتا ہوں کہ اس عدم تعمق کا انجام کیا ہوگا تو دل لرزنے لگتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام خدا کا سب سے آخری اور پسندیدہ مکمل دین ہے۔ اور اس کے آئین وقوانین انسان کے نہیں بلکہ خالق کائنات کے بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی تشریح ووضاحت رحمت عالم ﷺ نے اپنے تئیس سالہ دور نبوت میں مختلف مواقع سے فرمائی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر چل کر ان کو نکھارا، اور کہیں سے کوئی گنجلک رہنے نہیں دی۔ اور آپ کے بعد ائمہ مجتہدین اور علماء امت نے کتاب وسنت کی روشنی میں فقہ کے نام سے ان دفعات کو مدون کیا جس کی تفصیل مقدمہ جلد اول میں گذر چکی، مگر حالات کے پھیلاؤ کے ساتھ برابر ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ جب کبھی نئے مسائل پیدا ہوئے، علماء راسخین فی العلم نے ان کا حل تلاش کر کے پبلک کو ان سے روشناس کیا، اور آئندہ بھی برابر ایسا ہی ہوتا رہے گا، یہ سلسلہ کسی منزل پر رکنے والا نہیں ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ یہ سب کچھ جاننے اور مشاہدہ کرنے کے باوجود علماء امت پر تنگ نظری، کم مائے گی اور بے خبری کا الزام ہے، اور یہ مکروہ پروپیگنڈہ زبان زد عام وخاص ہوتا جارہا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر تعلیم یافتہ حضرات کا ایک طبقہ جس میں دور بینی اور دین فہمی کی صلاحیت نہیں ہے، ہر اس شخص کے پیچھے چلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جو دین خداوندی کو اپنے غلط ذوق کے مطابق مسخ کر کے پیش کرتا ہے اور تحریف معنوی کی لعنت میں گرفتار ہے۔

عوام وخواص کو کس طرح یقین دلایا جائے، کہ علماء امت کا ذمہ دار طبقہ زمانہ اور اس کی تیز گامی سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں، اس کی انگلیاں ہر وقت رفتار زمانہ کی نبض پر اور اس کی دور بین نگاہیں دور جدید کے رخ زیبا پر لگی ہوئی ہیں، اور

اسے یہ بھی احساس ہے کہ امور دینیہ میں گرفت ڈھیلی کرنے کا مطالبہ شدت کے ساتھ جاری ہے اور علماء کے خلاف زمانہ کے ساتھ نہ چلنے کا شکوہ عام ہے، اور اس طرح کے مطالبات اور شکووں پر توجہ نہ دینے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا ہم سے بدظن ہوتی جارہی ہے۔

مگر اسی کے ساتھ اس طبقہ کے پیش نظر علماء بنی اسرائیل، مسیحی پادریوں اور دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی تاریخ بھی ہے کہ انہوں نے عوام کو خوش کرنے کے لئے اپنے اپنے مذہب کا حلیہ کس طرح بگاڑا، اور اسے کیا سے کیا بنا دیا، پھر اسے اپنی اس عظیم الشان ذمہ داری کا احساس بھی ہے جو خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہے، اور اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ علماء دین پوری پامردی سے اپنی جگہ کھڑے ہیں، اور وہی کرتے ہیں، جو کتاب وسنت کی روشنی میں انہیں کرنا چاہئے۔ اور خدا کرے ان کی اس استقامت میں سرمو بھی کوئی فرق نہ آنے پائے۔ یہ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ عوام کا جیسا مطالبہ ہے اگر اس سے گھبرا کر کوئی قدم اٹھایا گیا تو بہت ممکن ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین قیم بازیچہ اطفال بن جائے اور اس کے تقدس ووقار کا آبگینہ چور چور ہو جائے۔

پاکستان عائلی کمیشن کی رپورٹ، منکرین حدیث کے دین مسخ کرنے والے اجتہادات اور دوسری روشن خیال دینی جماعتوں کی غلط تعبیریں اور ان کا لرزہ خیز انجام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ علما ، قائمین بالحق ورا سخین فی العلم پر زمانہ کے انقلاب نے جونئی ذمہ داریاں ڈال دی ہیں وہ ان سے عہدہ براہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو کچھ انہیں کرنا چاہئے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

خوب یاد رکھئے کہ الدین یسر دین آسانی کا دوسرا نام ہے، نہ اس میں تنگی ہے نہ سختی نہ افراط ہے، نہ تفریط۔ بلکہ اس کے قوام میں اعتدال ہے اور ہر دور کا ساتھ دینے کی بے پناہ قوت، وہ اپنے اندر بے انتہا لچک اور جاذبیت رکھتا ہے پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے معلمین دین کو ہدایت ہے کہ ”آسانی کرنا سختی نہ کرنا، خوش خبری سنانا، نفرت نہ پھیلانا۔“

احکام دین میں جو وسعت وہمہ گیری اور رفق وسہولت ہے، وہ ہر شخص جانتا ہے باب طہارت میں پانی کے استعمال کا حکم ہے، مگر پانی، یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں مٹی کو اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وضو اور جنابت دونوں کے لئے مٹی یا جو مٹی کے حکم میں ہے، اس پر دونوں ہتھیلیاں مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا صرف کہنیوں تک مسح کر لے۔ مٹی اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کو علم ہے کہ ان دو چیزوں کا انسان اور دوسری مخلوق کی پیدائش اور نشو ونما میں کیا حصہ ہے، عبادات میں نماز ایک عظیم المرتبت عبادت ہے اور اس قدر عام کہ کسی عاقل وبالغ مسلمان سے معاف نہیں اس نماز میں قیام کو فرض ہے، مگر جن کو قیام وغیرہ پر قدرت نہیں ہے ان کو بیٹھ کر ادا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر، اسی طرح فرض نمازوں کی ادائیگی جماعت کے ساتھ سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، اور مسجدوں کا سارا نظام اسی سے وابستہ ہے لیکن اگر کوئی معمولی عذر شرعی بھی ہے تو پھر اسے ترک جماعت کی اجازت حاصل ہے، اسی طرح مقیم کے لئے سنت اور ہر فرض کی پوری رکعتیں ضروری ہیں، لیکن مسافر شرعی کے لئے تخفیف ہے کہ چار فرض کی جگہ صرف دو پڑھے، اور سنتیں معاف۔

پھر نماز کی ہیئت ترکیبی اور اس کے جو شروط وصفات ہیں ان میں سے کسی میں کوئی سختی نہیں، اور جو التزام ضروری قرار دیا گیا ہے وہ سب نفع بخش اور انسانی زندگی کو سنوارنے والے اور پاکیزگی بخشنے والے ہیں۔ مختصر یہ کہ دین سہل بھی ہے اور کم سے کم وقت میں ادا ہو جانے کے لائق بھی۔ اور کم وبیش یہی ساری سہولتیں دوسری عبادات میں بھی حاصل ہیں۔ کاش عام مسلمان دین سے پورے طور پر واقف ہوتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ اسلام کتنا آسان دین ہے اور نفسیات انسانی سے کس قدر قریب۔

اس جلد کی ترتیب میں بھی ان تمام امور کا لحاظ رکھا گیا ہے جن کی تفصیل پہلی جلد میں آچکی ہے پہلے ارادہ تھا کہ پوری ''کتاب الصلوٰۃ'' ایک جلد میں یا زیادہ سے زیادہ دو جلدوں میں آجائے مگر اس جلد کی بڑھتی ہوئی ضخامت اور لوگوں کی آسانی کے لئے اس کی متعدد جلدیں کرنی پڑیں مسائل میں تکرار کے خلاف کا اہتمام اس جلد میں بھی کیا گیا ہے مگر بعض مسائل کی اہمیت اور سوالات کی مختلف نوعیت کی وجہ سے دو تین مسئلوں میں ضرورت بھر تکرار باقی رکھی گئی ہے اور بعض مسائل میں تکرار انسانی نسیان کے تحت بھی رہ گئی ہے مگر وہ برائے نام ہے۔ لیکن تکرار کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھا جائے کہ ایک ہی سوال وجواب لوٹ کر آگیا ہے۔ بلکہ سائل بھی دوسرا ہے اور سوال وجواب کے الفاظ بھی بدلے ہوئے، اور دو وقت کے لکھے ہوئے ہیں۔

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ خاکسار بچنے کا دعویٰ کرے، لیکن اپنی جدوجہد اور محنت وکاوش کی حد تک جو کچھ کر سکتا تھا اس میں ہرگز کوتاہی نہیں ہونے دی ہے۔ کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائیں اور اسے علماء کی نگاہ میں وقیع وپسندیدہ، اور عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ لائق استفادہ بنائیں، ساتھ ہی مرتب کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں یہ مجموعہ فلاح ونجات کا ذریعہ ثابت ہو، **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم**۔

طالب دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی۔ دار الافتاء دار العلوم دیو بند۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

کتاب الصلوٰۃ

(نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل)

ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:۔

(سوال ۱) ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں۔

(جواب) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وانها لكبيرة الا على الخاشعين الذين يظنون انهم ملقوا ربهم وانهم اليه راجعون** ۔(۱) ترجمہ:۔ اور بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جو فروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی طرف لوٹنا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اولاً خوف الٰہی اور خوف قیامت واحوال قیامت اور پیشی بارگارہ الٰہی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں دیکھے سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا، اور جب اس پر غور کرے گا کہ **احب الا عمال الی الله ادومها**(۲) یعنی پسندیدہ تر عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو، اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا، **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيتم لو ان نهراً بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمساً هل يبقى من درنه شئى قالوا لا يبقى من درنه قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا. رواه البخارى ومسلم.**(۳) حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے تو وہ شخص پکا نمازی ہو جاوے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم من جد وجد ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔ الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقہ مذکور سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔ اور جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہو سکیں ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں یہ باتیں سنائیں اور انذار و

---

(۱) البقرہ رکوع ۳.۵ ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ باب القصد فی العمل، الفصل الاول ص ۱۱۰ ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ص ۵۷ . ۱۲ ظفیر.

بشارت کی آیات واحادیث کا ترجمہ ومطلب سنائیں اور بتلائیں تو ضرور ہے کہ بحکم **وذکر فان الذکریٰ تنفع المؤ منین**.(۱) ان کو یہ نصائح نافع اور ممد ہوں گے۔ اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ والسلام۔ فقط۔

جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲) جو شخص کبھی کبھی بعض نماز ترک کرتا ہے اور بعض نمازیں ادا کرتا ہے اس کو اداشدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) اداشدہ نماز کا ثواب ملے گا، اور ترک شدہ نماز کا عذاب ہوگا(۲)۔

رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳) ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا **قال تعالیٰ وآخرون اعتر فوابذ نو بھم خلطوا عملاً صالحاو آخر سیئاً الآیۃ**(۳). فقط.

اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا:۔

(سوال ۴/الف) ایک محلّہ کے مسلمانوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز نہ پڑھے تو جرمانہ ادا کرے اور تارک الصلوٰۃ کے ساتھ میل جول نہ رکھا جاوے۔ اس محلّہ میں زید خود تو نماز پڑھتا ہے مگر اس کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے ۔ زید سے جب کہا گیا تو یہ جواب دیا کہ نہیں پڑھتے تو میں کیا کروں مجبوری ہے۔ اس سے کہا گیا کہ ترک تعلقات کیجئے تو زید نے یہ جواب دیا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا مجبوری ہے۔

(ب) زید کا یہ کہنا کہ مجبوری ہے قابل معافی ہے یا نہیں۔

ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵/ ۱) جب کہ زید تارک الصلوٰۃ سے میل جول رکھتا ہے تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہ۔

ایسے شخص سے تعلقات رکھے جائیں یا نہیں:۔

(سوال ۶/ ۲) زید سے تعلقات رکھے جاویں یا نہیں۔

نمازی بنانے کے لئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷/ ۳) نماز پڑھانے کی غرض سے اس قسم کے اثر سے کام لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) زید نے اگر نصیحت کی اور انہوں نے نہ مانا تو زید کے ذمہ مواخذہ نہیں ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ ولا**

---

(۱) الذاریات رکوع ۲ . ۲ ا ظفیر.

(۲) وتارکھا عمداً مجانۃ ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم وعند الشافعی یقتل بصلاۃ واحدۃ حداً وقیل کفرا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۲۶ .ط.س. ج ا ص ۳۵۲) وفساد اصل الصلوٰۃ بترک الترتیب موقوف الخ فان کثرت وصارت الفوائت مع الفائتۃ ستا ظہرت صحتھا (ایضاً باب قضاء الفوائت ج ا ص ۶۸۴ .ط.س. ج ا ص ۷۰...... ۷۱) ظفیر. (۳) سورۃ التوبہ. رکوع ۱۳ . ۲ ا ظفیر.

ولاتزروازرۃ وزر اخری۔(۱)وقال تعالیٰ: لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین.(۲)

(۲) زید کی امامت اس صورت میں مکروہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) زید سے تعلقات قائم رکھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴) نماز کی تاکید اپنی وسعت کے موافق خوب کرنی چاہئے لیکن جرمانہ مالی جو شرعاً ناجائز ہے یہ نہ کرنا چاہئے۔(۴) ویسے تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہر طرح چاہئے اور نہ ماننے پر اس سے انقطاع کر دینا اور ترک تعلق کر دینا مناسب ہے۔(۵)

کیا ذکر اللہ فرائض نماز سے بہتر ہے۔:۔

(سوال ۸) گروہے از صوفیاء میگوید کہ ذکر اللہ از جماعت پنجگانہ و دیگر فرائض اولیٰ وافضل است اگر بوجہ مشغولیت ذکرو اذکار فریضہ فوت شود بروے قضا نیست نہ عاصی شود واز آیۃ کریمہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشآء والمنکر ولذکر اللہ اکبر .استدلال می کنند قول ایشاں صحیح است یا نہ۔

(جواب) ایں قول شان باطل است چنانچہ در حدیث صحیحین است۔ وعن ابن مسعودؓ قال سئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لوقتھا قلت ثم ای قال برا لوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ (۶)الحدیث .وقال اللہ تعالیٰ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی.(۷) وباتفاق امت نماز فرض قطعی است وذکر اللہ علاوہ نماز وغیرہ از مستحباب است واتفاق است کہ فرض افضل است از مستحباب ومعنی آیۃ این است کہ نماز چونکہ متضمن ذکر اللہ است لہذا افضل است از غیر آں از عبادات، قال فی الکمالین فالصلوٰۃ لما کان کلھا مشتملۃ بذکر اللہ تعالیٰ تکون اکبر .الخ.(۸)

سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز کی قضا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹) اگر دار التجربات سائنس میں تجربہ کیا جارہا ہے اور نماز کا وقت بھی تو کیا یہ مجبوری ایسی ہے کہ اس نماز کو دوسری

---

(۱)سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲. ۱۲ ظفیر.
(۲)سورۃ النساء رکوع ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳)لا باخذمال فی المذھب بحر وفیه عن البزازیة قیل یجوز ومعناہ ان یمسکه مدۃ لینزجر ثم یعیدہ له فان ایس من توبته صرفه الی ما یری وفی المجتبی انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ (درمختار) قوله لا یاخذ مال قال فی الفتح وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان با خذ المال وعند ھما وباقی الائمة لا یجوز ۱ ہ ومثله فی المعراج فظاھرہ ان ذلک روایة ضعیفة عن ابی یوسف قال فی الشرنبلالیة ولا یفتی بھذا لما فیه من تسلیط الظلمةعلی اخذ مال الناس الخ. (رد المحتار. باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ج۳ ص ۲۴۶ .ط.س.ج ۱ ص ۶۱)ظفیر مفتاحی .
(۴)وتارکھا عمد امجانة ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ (ج ۱ ص ۳۲۶ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۲) ظفیر.
(۵) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل اول ص ۵۸. ۱۲ ظفیر.
(۶)سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱. ۱۲ ظفیر.
(۷)بر حاشیه تفسیر جلالین ص ۳۳۹ وفی عبارۃ ابی السعود ولذکر اللہ اکبر ای الصلوٰۃ اکبر من سائر الطاعات (ایضاً ص ۳۳۸)ظفیر.

نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو۔

(جواب) اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔(۱)

نمازیں کب فرض ہوئیں:۔

(سوال ۱۰) کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے۔

(جواب) نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔(۲)

الباب الاول فی المواقیت و ما یتصل بها
فصل اول اوقات الصلوٰۃ

اذان و جماعت فجر:۔

(سوال ۱۱) فجر کی نماز جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہئے۔ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہئے۔

(جواب) شامی میں ہے، قال ابو حنیفهؒ یؤذن للفجر بعد طلوعه(۳) یعنی صبح صادق ہونے کے بعد کہنا بہتر ہے اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا اذان کا بھی وقت ہے کما فی الشامی ولعل المراد بیان الاستحباب و الا فوقت الجواز جمیع الوقت الخ.(۴) اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہئے یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے۔ اس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنی پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کر لیں(۵) غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط۔

---

(۱) وتاركها عمدا مجانة ای تكا سلا فاسق يحبس حتي يصلي الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۶ .ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) ولا جمع بين فرضين فی وقت بعذر الخ فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عكس ای اخره عنه الا لحاج بعرفة ومزدلفة (ايضا ج ۱ ص ۳۵۵ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۲) ظفير صديقی.

(۲) هی فرض عين علی كل مكلف بالا جماع فرضت فی الا سراء ليلة قبل السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف و كانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس وقبل غروبها شمنی (درمختار) انهم اختلفوا فی ای سنة كان الا سراء بعداتفاقهم علی انه كان بعد البعثة الخ (رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۵ .ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے ثم فرضت علی الصلوٰة خمسين كل يوم فرجعت علی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت بخمسين صلوٰة كل يوم قال ان أمتک لا تسطيع خمسين صلوٰة كل يوم وانی والله قد جربت الناس قبلک وعا لجت بنی اسرائيل اشد المعالجة فارجع الی ربک فسله التخفيف لا متک فرجعت فوضع عنی عشر فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت وفوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرافرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فرضع عنی عشرا افامرت بعشر صلوات كل يوم فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت فامرت بخمس صلوات. كل يوم الخ متفق عليه (مشكوٰة باب فی المعراج فصل اول ص ۵۲۸) ظفيرغفرله.(۳) رد المحتار. باب الاذان ص ۳۵۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفير.(۴) ايضا .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفيرمفتاحی.(۵) والمستحب لرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحيث يرتل اربعين اية ثم يعيده بطهارة ولو فسد (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفير.

قطب شمالی وجنوبی میں اوقات نماز کی پابندی کا طریقہ:۔

(سوال ۱۲) اوقات نماز کی پابندی ممالک قطب شمالی اور قطب جنوبی میں کس طرح ہوسکتی ہے۔ ان ممالک میں تین تین مہینہ تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا علی ہذا۔ تین ماہ تک غروب نہیں ہوتا۔ ایسے مقامات میں نماز کس طرح ادا کی جاوے۔

(جواب) ایسے مواقع کا حکم بھی فقہانے لکھ دیا ہے کہ وہاں اندازہ کر کے نمازیں ادا کریں۔ (۱) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دجال کے ظہور کے وقت ایک دن سال بھر کا ہوگا، اس میں آنحضرت ﷺ نے بجواب صحابہ نمازوں کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ اندازہ کر کے نماز ادا کرو۔ (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں پڑھو اسی قدر فصل سے جیسے عام بلاد میں نمازوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے پس یہی حکم عند المحققین ان مواقع کا ہے جہاں چھ چھ مہینہ یا کم و بیش دن اور رات رہتی ہیں۔ (۳)

نماز فجر کا مستحب وقت:۔

(سوال ۱۳) فجر کی نماز میں چند مسلمانوں کے درمیان اختلاف پڑا ہوا ہے۔ اوقات طلوع شمس حیدر آباد دکن ۵ بج کر ۴۵ لحظہ پر اور غروب ۶ بج کر ۵۶ منٹ پر ہوتا ہے، اس لئے یہاں دن رات کا شمار تقسیم بالمناصفہ سے کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کے اکثر حضرات اختلاف کی وجہ سے غلس میں نماز پڑھتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے فجر پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اسفار میں ۵ بجے کے بعد پڑھتے ہیں لہذا حنفی مذہب میں جو اصح اور متفق علیہ ہو وہ تحریر فرمادیں۔

(جواب) نماز فجر میں عند الحنفیہ اسفار مستحب ہے۔ مستحب کہنے سے معلوم ہوا کہ غلس میں درست ہے مگر بہتر اسفار ہے اور اسفار کی معنی ظہور نور اور انکشاف ظلمت کے ہیں۔ پس جب کہ طلوع آفتاب ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو تو ۵ بجے کے بعد عمدہ وقت اسفار کا ہے (۴) اور ساڑھے چار بجے پڑھنے والے بھی لائق ملامت کے نہیں ہیں، کیونکہ غلس میں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ (۵) اختلاف صرف افضلیت وعدم افضلیت میں ہے۔ جواز میں اختلاف نہیں ہے۔

والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار درمختار وفی الشامی قوله

....

(۱) وفا قد وقتهما کبلغار فان فیها یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینیة الشتاء مکلف بهما ما فیقدر لهما ولا ینوی القضاء الخ (درمختار وقدو جدو هو ما تو اطئت علیه اخبار الا سراء من فرض الله تعالیٰ الصلوٰة خمسا بعد ما امراو لا بخمسین ثم استقو الا مر علی الخمس شرعا عاما لا هل الا فاق لا تفصیل بین قطرو قطر. (۲) روی انه صلی الرعد وسلم ذکر الدجال قلنا ما لبثه فی الا رض قال اربعون یوما، یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعةوسائر ایامه کا یامکم قلنا یا رسول الله فذالک الیوم الذی کسنة اتکفینا فیه صلاة یوم قال لا، اقدر و . رواه مسلم الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ و ص ۳۳۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۲) ظفیر. (۳) قال الرملی فی شرح المنهاج ویجری ذلک فیما لو مکثت الشمس عند قوم مدة ۱۵ ح قال فی امداد الفتاح قلت وکذالک یقدر لجمیع الا جال کا لصوم والزکاة والحج والعدة واجال البیع والسلم والا جارة وینظر ابتداء الیوم فیقدر کل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مایکون کل یوم من الزیادة والنقص کذا فی کتب الائمة الشافعیة ونحن نقول بمثله اذا صل التقدیر مقول به اجماعاً فی الصلوٰة (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ وج ۱ ص ۳۳۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۵) ظفیر. (۴) عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسفروا با لفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وابو داؤد والدار می (مشکوٰة. باب تعجیل الصلوٰة ص ۶۱) ظفیر.

(۵) وعن عائشة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیصلی الصبح فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن ما یعرفن من الغلس متفق علیه (ایضاً ص ۶۰) ظفیر.

باسفار ای فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة الخ .(۱)فقط۔

مقیاس الظل :۔

(سوال ۱۴) دائرہ ہندیہ میں مقیاس کاظل سر سے ناپنا چاہئے یا جڑ سے اور سایہ اصل صحیح کس صورت میں ہوگا۔

(جواب) مقیاس کاظل جو بوقت زوال شمس ہووہ سایہ اصل کہلاتا ہے اس کوخواہ سر سے جڑ کی طرف کو ناپا جاوے یا جڑ سے سر کی طرف کو ہر دو صورت میں مآل واحد معلوم ہوتا ہے۔ باقی دائرۂ ہندیہ اور فی الزوال اور مثل ومثلین کی تشریح جو کچھ شرح وقایہ میں مذکور ہے وہ سہل ہے اور اقرب الی الصواب۔(۲) فقط۔

وقت ظہر اور امام صاحب :۔

(سوال ۱۵) امام ابوحنیفہؒ کا رجوع وقت ظہر مثلین سے اور الشفق ہو البیاض سے اور جائز ہونا مسح کا اوپر جورب کے یہ کہ منعل یا مجلد ہو ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) رجوع امام صاحب کا مثلین سے وقت ظہر میں اور وقت مغرب میں شفق ابیض سے ثابت نہیں اور قول امام اصح واحوط ہے۔ کما حققه العلامه شامی (۳) اور جورب منعل ومجلد پر مسح کا جواز مسلم ہے۔(۴) فقط۔

کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں :۔

(سوال ۱۶) زید آیة کریمه اقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفاً من الیل سے تین وقت کی نماز فجر۔مغرب۔عشاء پر استدلال کرتا ہے۔کیا قرآن شریف کی کسی آیت شریفہ سے اوقات نماز پنجگانہ صریحاً ثابت ہوتے ہیں۔

(جواب) آیة کریمه اقم الصلوٰة طرفی النهاو ز لفاً من الیل. (۵) میں پانچوں نمازوں کی فرضیت مراد ہوسکتی ہے۔اس طرح کہ دن کے ایک طرف میں صبح کی نماز ہے اور دوسری طرف میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب کے بعد تک تین نمازیں ظہر۔عصر۔مغرب اور زلفاً من الیل میں عشاء مراد ہو۔اس لئے کہ دن کا پہلا نصف حصہ زوال تک ہے اور دوسرا حصہ زوال کے بعد غروب تک۔اگر دوسرے حصے میں غروب تک دو نمازیں ظہر اور عصر رکھی جاویں تو مغرب اور عشاء زلفاً من الیل سے مراد ہوسکتی ہیں۔اور ایک دوسری آیة سے بھی مفسرین نے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں، وہ یہ ہے فسبحن الله حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فی السموت والارض وعشیاً وحین

---

(۱) ردالمحتار . کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے شرح وقایه کتاب الصلوٰة ص ۱۴۴ و ص ۱۴۵. ۱۲ ظفیر. (۳) الشفق هو الحمرة عند هما وبه قالت الثلاثة والیه رجع الا مام كما فی شروح المجمع وغیرها فكان هو المذهب (درمختار) قوله والیه رجع الا مام ای الی قولهما الذی هو روایة عنه ایضاً الخ ورده المحقق فی الفتح بانه لا یسا عده روایة ولا درایة وقال تلمیذه العلامه قاسم فی تصحیح القدوری ان رجوعه لم یثبت الخ فثبت ان قول الا مام هو الاصح الخ(رد المحتار. کتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۴ و ص ۳۳۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱)ظفیر. (۴) او جو ربیه من غزل او شعر الثخینین الخ والمنعلین ما جعل علی اسفله جلدة والمجلدین (درمختار) ماذکره المصنف من جوازه علی المجلد والمنعل متفق علیه عند نا (رد المحتار. باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹. ط.س. ج ۱ ص ۲۶۹)ظفیر.

(۵) سورة هود رکوع ۱۰. ۱۲ ظفیر.

تظهرون.(۱)

انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ :۔

(سوال ۱۷)حنفیہ کے نزدیک انتہائی وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کب پڑھی چاہئے۔

(جواب)قال فی الدر المختار ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والا ئمة الثلاثة قال الا مام الطحاوی وبه ناخذو فی غزر الا ذكار هو الماخوذبه وفی البر هان وهو الا ظهر الخ وفی الشامی قوله الی بلوغ الظل مثليه هذا هو ظاهر الرواية عن الا مام نهاية وهوالصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم . واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما نا خذ لا يدل علی انه المذهب الخ ثم قال وقد قال فی البحر لا يعدل عن قول الامام الی قولهما الخ.(۲)پس معلوم ہوا کہ راجح عند الحنفیہ قول امام اعظم ہے اور وقت ظہر دو مثل تک رہتا ہے سوائے فئی الزوال کے اور وقت عصر کے بعد مثلین کے ہے۔فقط۔

طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ:۔

(سوال ۱۸)طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا کیوں منع ہے۔

(جواب)حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ ان وقتوں میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں، اس لئے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔(۳)

نماز عصر نصف غروب آفتاب کے وقت جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹)فرض عصر کے غروب آفتاب کے وقت اگر سورج نصف اندر اور نصف باہر ہو جائز ہیں یا نہیں۔

(جواب)نماز عصر اس دن کی ایسے وقت میں ادا ہو جاتی ہے۔یعنی اگر ایسا وقت ہو جاوے اور نماز عصر کی نہ پڑھی ہو تو پڑھ لینی چاہئے۔(۴)مگر قصداً ایسا وقت نہ کرنا چاہئے کہ یہ معصیت ہے۔

---

(۱)سورة الروم ركوع ۲.۱۲ ظفير. فسبحان الله حين تمسون الخ قيل المراد بالتسبيح هنا الصلوٰت الخمس فقوله حين تمسون صلاة المغرب والعشاء وقوله حين تصبحون صلاة الفجر وقوله عشيا صلاة العصر وقوله وحين تظهرون صلاة الظهر كذا قال الضحاك وسعيد بن جبير وغيرهما الخ (فتح القدير للشوكانی ج۴ ص ۲۱۱)ظفير.

(۲)رد المحتار. كتاب الصلوٰة. جلد اول ص ۳۳۲.ط.س.ج ا ص۳۵۹.۱۲ ظفير.(۳)قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ولا تحينوا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع بين قرنی الشيطان متفق عليه وفی رواية ثم اقصر عن الصلوٰة حين تطلع الشمس حتی ترتفع فانها تطلع حين تطلع بين قرنی الشيطان وحينئذ يسجد لها الكفار (مشكوٰة . باب اوقات النهی ص ۹۴)ظفير.(۴)لا تجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيا مها ولا عند غروبها الخ الاعصر يومه عند الغروب (هدايه فصل فی الاوقات التی تكره فيها الصلوٰة ج ا ص ۸۰)ظفير.

ظہر وجمعہ کا وقت:۔

(سوال ۲۰) ظہر وجمعہ کی اذان ہمیشہ سوا بارہ بجے اور جماعت ساڑھے بارہ بجے جائز ہے یا نہیں:۔

(جواب) مختلف موسموں میں حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ زوال سے پہلے ظہر اور جمعہ کا وقت نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مستحب ہے اور جمعہ میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے لیکن اس کا خیال رکھا جاوے کہ وقت ہو جاوے۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے جمعہ کی اذان نہ کہی جاوے اور ایک بجے جمعہ پڑھا جاوے۔ اور ظہر میں موسم گرما میں تاخیر چاہئے۔ (۱) اذان دو ڈیڑھ بجے اور نماز سوا دو یا اڑھائی بجے پڑھنی چاہئے اور جاڑوں میں ایک ڈیڑھ بجے۔

نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے:۔

(سوال ۲۱) مغرب کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بمجرد غروب آفتاب کے ہو جاتا ہے یا نصف آسمان تک اندھیرا ضروری ہے۔

(جواب) وقت نماز مغرب کا ہمیشہ مجرد غروب شمس سے ہوتا ہے۔ اور روزہ کے افطار کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بھی بمجرد شمس سے ہو جاتا ہے۔ درمختار کتاب الصوم میں ہے **هو امساک عن المفطرات الخ فی وقت مخصوص وهو الیوم** (درمختار) **ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الخ والمراد بالغروب زمان غیبوبة جرم الشمس بحیث تظهر الظلمة فی جهة الشرق** (۲) الخ ص ۸۰ جلد ثانی شامی۔ فقط۔
صفحات کا یہ حوالہ شامی، مطبوعہ "مجتبائی دہلی" کا ہے اور حاشیہ میں شامی مطبوعہ "مکتبہ عثمانیہ" "دار الخلافہ عثمانیہ" کا۔ ظفیر۔

کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے:۔

(سوال ۲۲) ایک شخص کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے محلّہ میں اور بھی بہت سے مسلمان ہیں مگر وہ شخص کہتا ہے کہ امام مسجد کا نماز جماعت اس وقت تک نہ "پڑھاوے جب تک ہم نہ آویں۔ اکثر ہوا ہے کہ اس کے انتظار میں وقت مکروہ میں جماعت ہوئی ہے۔ اب امام اپنے وقت معینہ پر جماعت پڑھا دیا کرتا ہے یعنی ہر نماز کی اذان کے آدھا گھنٹہ پون گھنٹہ بعد اور نمازی قریب قریب بیس تیس آدمی کے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اب وقت کی پابندی امام کو لازم ہے یا اس شخص کا انتظار۔

(جواب) وقت مستحب پر نماز پڑھنی چاہئے شخص مذکور کا انتظار نہ کیا جاوے لیکن اگر اندیشہ فساد ہو تو فقہاء نے اس کے انتظار کی اجازت دے دی ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) والمستحب فی الفجر باسفار الخ وتاخیر ظهر الصیف بحیث یمشی فی الظل مطلقا الخ . وجمعة کظهر اصلا واستحبابافی الزمانین لانها خلفه (درمختار) لکن جزم فی الاشباه انه لا یسن لها الابرار لخ (رد المختار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر. (۲) رد المحتار کتاب الصوم جلد ثانی ج ۲ ص ۱۱۰ ط.س.ج ۱ ص ۳۷۱) رد المحتار، ہی شامی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ . ظفیر. (۳) رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شهرا والوقت متسع (الدر المختار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر.

نینی تال میں وقت عشاء:۔

(سوال ۲۳) نینی تال میں مغرب کا وقت مدراس ٹائم سے سات بج کر بیس منٹ پر ہوتا ہے اب اسی اعتبار سے عشاء کا وقت کے بجے ہوگا اور وتر و سحر کا انتہائی وقت کیا ہوگا۔

(جواب) اگر غروب آفتاب سات ۷ بج کر بیس ۲۰ منٹ پر ہے تو وقت عشاء آٹھ ۸ بج کر چون ۵۴ منٹ پر ہے اور طلوع آفتاب اگر پانچ بج کر ۲۲ یا ۲۳ پر ہے تو صبح صادق ۳ بج کر ۴۸ یا ۴۹ منٹ پر ہے۔ یہی انتہائی سحری کا وقت ہے۔ فقط۔

وقت ظہر الی المثلین:۔

(سوال ۲۴) ماقولکم فی وقت الظهر عند الحنفية هل هو باق الی المثلين او خرج مع ظل واحد امامنا ابو حنيفة رحمة الله هل رجع الی قول صاحبين يعنی الی المثل والی هذا القول مال وافتی مولانا الفاضل عبدالحی الكهنوی رحمه الله فی مجموع فتاویٰ فان رجع بای قول يعمل وما حكم قوم احناف يصلون عند ختم المثل هل يجوز فان جاز فبلا كراهة او معه وما حكم اقتداء غير المقلد هل يجوز وتر جمة الخطبة بغير العربی وبجوازه افتی بعض علماء مدراس هل هو بلا كراهة او معه.

(جواب) قال فی الدر المختار " ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما " الخ وفی ردالمحتار " قوله الی بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الروايةعن الا مام نها ية وهو الصحيح بدايع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما ناخذ لا يدل علی انه المذهب واما فی الفيض من انه يفتی بقولهما فی العصر و العشاء مسلم فی العشاء فقط علی ما فيه وتمامه فی البحر " الخ وفيه ايضاً "قال فی البحر لا يعدل عن قول الا مام الی قولهما او قول احد هما الا لضرورة من ضعف دليل اوتعامل بخلافه " الخ وقد قال قبيله " ان الا دلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الا مام بل ادلة قوية ايضاً "(۱) الخ فالحاصل ان وقت الظهر يبقی الی المثلين و الامام ابو حنيفة مارجع فی هذا الی قول الصاحبين بل يروی عنه كقولهما ولكن ظاهر الرواية خلافه فما يروی بعد المثل فهو اداء والا حسن الا حوط ما فی السراج عن شيخ الا سلام" ان الا حتياط ان لا يؤ خر الظهر الی المثل وان لا يصلی العصر حتی يبلغ المثلين ليكون موديا للصلوتين فی وقتهما بالاجماع" الخ شامی .(۲) وفی اقتداء غيرء المقلد قيل وقال وتقصيل واجمال فالا حوط تركه الا بضرورة داعية وترجمة الخطبة بغير العربی مكروهة علی التحقيق صرح به فی المسویٰ والمصفیٰ شرح الموطاء وجوازه بغير العربی مختلف فيه فالحذر كل الحذر من الاختلاف فانه خلاف الا حتياط .فقط.

(۱) رد المحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۲ وص ۳۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۹ ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۹ ۱۲ ظفير.

مغرب کے اذان وتکبیر میں فصل :۔

(سوال ۲۵) حسب معمول زید نے ایک روز مغرب کی اذان دی اور بعد اذان جس قدر مسلک حنفیہ میں توقف جائز ہے یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر تکبیر کہی۔ اور امام صاحب اذان کے پہلے سے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز کے لئے تیار تھے، بعد تکبیر انہوں نے نماز پڑھائی۔ مگر امام صاحب کے خادم (جو کہ امام صاحب کا کھانا پکاتے ہیں اور بعض اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں) بکر و نیز دوسرے مصلی جیسا کہ عام لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اذان ہونے کے وقت آ کر وضو وغیرہ کرتے ہیں۔ بعد نماز بکر نے زید سے کہا کہ آپ لوگ ذرا سی بھی نہیں ٹھیرتے فوراً ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تکرار بھی کرنے لگے۔ حالانکہ زید نے جائز توقف کے بعد تکبیر کہی تھی۔ تو ان کے جواب میں زید اور ایک مصلی نے کہا چونکہ اس وقت بہت کم وقت رہتا ہے اس لئے نہیں ٹھیرنا چاہئے۔ لیکن وہ ایک عالم کے خادم ہیں انہوں نے کسی کی نہ سنی اور حجت کرتے رہے۔ سوال یہ ہے کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کچھ تاخیر وفصل کرنا چاہئے۔ یا تعجیل ووصل کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق قال فی الدرالمختار. وقیل صلوٰۃ مغرب لکراھۃ تاخیرہ الا یسیراً (۱) الخ وفیہ ایضاً ویجلس بینھمابقدر ما یحضر الملازمون مرا عیا لوقت الندب الا فی المغرب وفیسکت قائماً قدر ثلث ایات قصار ویکرہ الوصل اجماعاً (۲) الخ وفی الشامی ویستحب التحول للاقامۃ الی غیر موضع الا ذان وھو متفق علیہ (۳) وایضاً فی الشامی قولہ وقبل صلوٰۃ مغرب علیہ اکثر اھل العلم منھم اصحابنا وما لک واحد الوجھین عن الشافعی لما ثبت فی الصحیحین وغیرھما مما یفید انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یواظب علی صلوٰۃ المغرب باصحابہ عقب الغروب ولقول ابن عمر رضی اللہ عنھما ما رأیت احداً علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھما رواہ ابو داؤد وسکت عنہ والمنذری فی مختصرہ واسنادہ حسن وروی محمد عن ابی حنیفۃ عن حماد انہ سئل ابراھیم النخعی عن الصلوٰۃ قبل المغرب قال فنھی عنھا وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمرلم یکو نو ایصلو نھا وقال القاضی ابو بکر بن العربی اختلف الصحابۃفی ذلک ولم یفعلہ احد بعدھم فھذا یعارض ماروی من فعل الصحابۃ ومن امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلوتھما لانہ اذا اتفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المر فوع لا یجوز العمل بہ لا نہ دلیل ضعیفہ علی ماعرف فی موضعہ ولو کان ذلک مشتھراً بین الصحابۃ لما خفی علی ابن عمر او یحمل ذلک علی انہ کان قبل الا مر بتعجیل المغرب وتمامہ فی شرح المنیۃ وغیرھما الخ .(۴) ان روایات کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ جس قدر وقفہ اذان کے بعد دعا ماثورہ پڑھنے اور تحول من موضع الاذان الی موضع الا قامۃ میں ہوتا ہے وہ کافی ہے

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۴۹ ط.س.ج ا ص۳۷۶ ۱۲ طفیر.
(۲و۳) رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۲ ط.س. ج ا ص ۳۸۹ ۱۲ ظفیر.
(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۴۹ ط.س. ج ا ص ۳۷۶ ۱۲ ظفیر.

اور وصل مکروہ کو رافع ہے اور ظاہر ہے کہ تین آیات قصار نصف منٹ سے بھی کم میں پڑھ سکتے ہیں۔ الغرض عبارات مذکورہ سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب واضح ہو گیا۔ فقط۔

نماز عشاء کا وقت:۔

(سوال ۲۶) آج کل رمضان مبارک میں اکثر لوگ نماز عشاء میں بہت جلدی کرتے ہیں، عام طور سے ساڑھے آٹھ بجے ریلوے گھڑی سے کہ شفق سرخ غائب نہیں ہوتی اذان کہہ کر ۹ بجے سے قبل نماز پڑھ لیتے ہیں۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔ کیا عشاء کی اذان قبل از وقت جائز ہے۔ مغرب وعشاء کی اذان کے درمیان کم از کم انتہائی مع احتیاط ضروری کتنا فاصلہ ہونا چاہئے مذہب حنفیہ میں۔ جس گھڑی میں مغرب کی اذان ½ ۷ بجے ہوتی ہو عشاء کی اذان کس وقت ہونی چاہئے۔

(جواب) ۱۹۔ و ۲۰ جون کو مثلاً غروب آفتاب ۷ بج کر ۲۷ منٹ پر ہے اور وقت عشاء موافق قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ۹ بج کر ۴ منٹ پر ہے۔ پس تفاوت مابین غروب آفتاب و غروب شفق ابیض یعنی وقت عشاء امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ کا ہے۔ تاریخ ہائے مذکورہ پر ۹ بجے سے قبل اذان و نماز موافق قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ درست نہیں ہے البتہ صاحبین کے قول کے موافق صحیح ہے اور یہ ایک قول امام صاحب کا بھی لکھا ہے، مگر شامی میں کہا کہ احتیاط یہ ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے اور شفق ابیض کے غروب سے پہلے عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (۱) اور عشاء کی اذان کسی کے نزدیک قبل از وقت صحیح نہیں ہے۔ (۲) انتہائی وقت تاریخ ہائے مذکورہ تقریباً پونے نو بجے ریلوے ٹائم سے ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۷) جمعہ کی نماز کا وقت کب سے ہو جاتا ہے۔ مدراس کے ٹائم کے حساب سے کے بجے نماز جمعہ کا وقت ہو جاتا ہے، اور زوال کا وقت آج کل کب سے کب تک ہے۔ کیا نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ظہر اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے یا کچھ فرق ہے۔

(جواب) ظہر کی نماز کا اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے۔ زوال شمس کے بعد وقت شروع ہوتا ہے اس لئے پہلے جمعہ درست نہیں ہے جیسا کہ ظہر بھی درست نہیں ہے۔ (۳) یہاں تقریباً مدراس کے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال ہوتا ہے۔ وہاں کے زوال کا وقت دیکھ لیں، غالباً وہاں بھی اسی کے قریب قریب ہوگا۔ اس کے بعد جمعہ پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

(۱) فثبت ان قول الا مام هو الا صح ومشی علیه فی البحر (رد المحتار کتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر.

(۲) فیعا داذان وقع قبله کالا قامة خلا فا للثانی فی الفجر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان جلد ص ۳۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر.

(۳) وجمعة کظهر اصلا واستجبابا فی الزما نین لا نها خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸) جمعہ کا وقت اڑھائی بجے رہتا ہے یا نہیں، پنجاب کے اکثر مسلمان معترض ہیں کہ اڑھائی بجے کا وقت صحیح نہیں۔

(جواب) جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور ایک مثل یا دو مثل تک علیٰ اختلاف القولین باقی رہتا ہے۔ لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے مثل ریلوے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک یا کچھ کم وبیش نماز جمعہ ادا کر لینی چاہئے۔ لیکن اڑھائی بجے تک بھی وقت رہتا ہے۔ البتہ قصداً اس قدر تاخیر پسندیدہ اور مشروع نہیں ہے۔(۱) شامی میں ہے **لکن جزم فی الاشباہ انہ لا یسن لھا الا براد الخ**(۲) فقط۔

عشاء کا مستحب وقت:۔

(سوال ۲۹) عشاء کی نماز کا بہتر وقت کون سا ہے جس میں عوام کو تکلیف نہ ہو۔

(جواب) عشاء کی نماز ایک ثلث شب ہونے پر مستحب ہے۔ اور اگر بضرورت کچھ پہلے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۳)

ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ:۔

(سوال ۳۰) موسم برسات میں اکثر دیہاتوں میں ایسا واقعہ پیش آیا کرتا ہے کہ کئی کئی دن آفتاب نہیں نکلتا اور نہ کوئی گھڑی گھنٹہ ہوتا ہے جس سے نماز کے وقتوں کی شناخت ہو۔ ایسی حالت میں گاؤں والوں کو ظہر وعصر کا وقت معلوم کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ پس شرعاً جب ابر محیط ہو تو کس طرح یہ دونوں نمازیں پڑھی جاویں اور مثلاً کوئی نماز ادا کی گئی اور بعد کو آفتاب نکل آیا جس سے معلوم ہوا کہ نماز جو تحری سے پڑھی گئی تھی بے وقت تھی اس کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں اندازہ اور تخمینہ کیا جاوے اور اسی کے موافق نماز پڑھی جاوے۔ اگر خطا ظاہر نہ ہوئی تو وہی نمازیں ہو گئیں اور اگر خطا ظاہر ہوئی تو اعادہ کر لینا چاہئے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه(درمختار) اصلا ای من جهت اصل وقت الجواز و ما وقع فی اخره من الخلاف قوله استحبابا فی الزما نين ای الشتاء والصيف لكن جزم فی الا شباه فی فن الا حكام انه لا يسن لها الابراد الخ وقال الجمهور وليس بمشروع لانها تقام بجمع عظيم فتاخيرها مفض الى الحرج ولا كذا لک الظهر (رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۷)(۲)رد المحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۴۰ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۷. ۲ ا ظفير.(۳)وتا خير عشاء الى ثلث الليل قيده فی الخانية وغير ها با لشتاء اما الصيف فيندب تعجيلا (درمختار) قوله فی الخانية الخ وفی الهداية وقيل فی الصيف يعجل كيلاتتقلل الجماعة(رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۱ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸) ويستحب تعجيل المغرب فی كل زمان كذا فی الكافی وكذا تاخير العشاء الى ثلث الليل الخ وفی يوم الغيم يؤخر الفجر الخ ويعجل العشاء كيلا يمنع مطر اوثلج عن الجماعة هكذا فی محيط السر خسی هذا فی الازمنة كلها (عالمگيری مصری الباب الاول فی المواقيت فصل ثانی ج ۱ ص ۴۸ ط.ماجديه ج ۱ ص ۵۱)ظفير.(۴)واذا كان اليوم يوم غيم فالمستحب فی الفجر والظهر والمغرب تاخير ها يعنی بالتا خير عدم التعجيل فی اول الوقت لا التاخير الشديد الذی يشک بسببه فی بقاء الوقت وذالک لان التعجيل فی الفجر يودی الى تقليل الجماعة بسبب الظلمة وربما تقع قبل الوقت وكذا فی الظهر والمغرب لا يو من بالتعجيل من وقوعهما قبل الزوال والغروب قال فی المحيط المراد من تاخير المغرب قدر ما يحصل التيقن بالغروب الخ.(غنية المستملی شرط خامس ص ۲۳۴)ظفير.

عشاء سے پہلے سونا جب کہ جماعت فوت نہ ہو:۔

(سوال ۳۱) نماز مغرب کی پڑھ کر سو رہا اور عشاء کے وقت جاگا تو نماز عشاء میں تو کچھ خلل نہ ہوگا۔

(جواب) نماز عشاء میں کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن عشاء سے پہلے سونا اچھا نہیں۔(۱)

اذان مغرب و عشاء میں فاصلہ:۔

(سوال ۳۲) اذان مغرب و عشاء میں کس قدر فاصلہ درکار ہے۔ کیا جس جگہ بحساب دھوپ گھڑی قریب سوا سات بجے شام کے اذان مغرب ہوتی ہو وہاں اسی گھڑی سے ۸ بجے اذان عشاء ہو کر فرض ادا کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ پچیس منٹ کا فاصلہ اذان مغرب و عشاء میں ہونا چاہئے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) غروب کے بعد عشاء کا وقت عند الامام ابی حنیفہؒ اس وقت ہوتا ہے کہ شفق ابیض غائب ہو جاوے۔(۲) اس کی مقدار بعض موسموں میں ایک گھنٹہ چوبیں پچیس منٹ اور بعض موسموں میں ایک گھنٹہ ۲۷ منٹ اور بعض موسموں میں اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پس مغرب و عشاء میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ کرنا چاہئے بلکہ احتیاطاً پونے دو گھنٹہ کا فاصلہ کرنا چاہئے اور جنتری طلوع و غروب آفتاب و صبح صادق وغیرہ سے مقدار وقت ہر زمانہ میں معلوم ہو سکتی ہے۔ فقط

ابتداء وقت عصر عند الامام:۔

(سوال ۳۳) امام اعظمؒ کے نزدیک ایک مثل پر عصر کا وقت ہو جانے کی روایت معتبر اور مفتی بہ ہے یا دو مثل کی یا دونوں فتوے دینے اور عمل کرنے میں ایک درجہ کی معتبر اور صحیح ہیں۔

(جواب) حنیفہ کا فتویٰ ہر دو قول پر ہے۔(۳) لیکن احوط دو مثل پر عصر کو پڑھنا ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔ فقط۔

صبح کی نماز کب پڑھی جائے:۔

(سوال ۳۴) صبح کی نماز کے بعد کتنا وقت رہنا چاہئے۔

(جواب) امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے کہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ (۴) یعنی تاخیر کرنی چاہئے اس قدر کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت طلوع آفتاب تک باقی رہے اگر امام وغیرہ کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کے اعادہ

---

(۱) قال فی البرهان ویکره النوم قبلها والحدیث بعدهاالنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنهما الخ وقال الطحاوی انما کره النوم قبلها لمن خشی علیه فوت وقتها او فوت الجماعة فیها واما من وکل نفسه الی من یو قظه فیباح النوم (ردالمحتار. کتاب الصلوٰة تحت قول وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل ج ۱ ص ۳۴۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس واخر وقتها مالم یغب الشفق الخ ثم الشفق هو البیاض الذی فی الا فق بعد الحمرة عندابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایہ. کتاب الصلوٰة. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۷ و ج ۱ ص ۷۸).

(۳) ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثلیه وعنه مثله وهو قولهما الخ وبه یفتی (درمختار) قوله الی بلوغ الظل مثلیه هذا ظاهر الروایة عن الا مام وهو الصحیح بدائع ومحیط وینا بیع وهو المختارغیاثیة واختاره الامام المحبوبی الخ وفی روایة عنه ایضاً انه بالمثل یخرج وقت الظهر ولا یدخل وقت العصر الا بالمثلین ذکر ها الزیلعی وغیره الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۰). (۴) والمستب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین ایة ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر.

کی ضرورت ہو تو آفتاب کے طلوع سے پہلے پہلے پھر نماز کا اعادہ ہو سکے۔ پس پندرہ بیس منٹ باقی رہنا طلوع آفتاب میں بعد نماز کے کافی ہے۔ فقط۔

لندن میں اوقات نماز:۔

(سوال ۳۵) جس جگہ تین ۳ بجے دن نکلے اور نو ۹ بجے دن چھپے یعنی لندن میں ایسا وقت ہے تو اس حساب سے ۱۸ گھنٹہ کا دن اور ۶ گھنٹہ کی رات ہوتی ہے تو نماز مغرب بعد غروب ہی پڑھے یا کہ بارہ گھنٹہ کے حساب سے پڑھی جاوے، اور اسی طرح عشاء کی نماز کس طرح پر اور کس وقت پڑھی جاوے۔

(جواب) نماز مغرب بعد غروب کے پڑھے۔ اسی طرح سب نمازیں وہاں کے حساب سے پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایام بارش میں مستحب اوقات نماز:۔

(سوال ۳۶) نماز پنجگانہ فرض کا وقت مستحب ایام بارش میں گھڑی کے حساب سے کتنے بجے ہو جاتا ہے۔

(جواب) اوقات نماز میں شرعاً وسعت بہت ہے اس لئے گھنٹہ وگھڑی سے کوئی خاص وقت معین کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ شرعاً کوئی خاص وقت مقرر ہے کہ اس قدر گھنٹہ اور منٹ ہونے پر فلاں نماز پڑھی جاوے۔ شرعاً یہ حکم ہے کہ اس قدر تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ آجاوے اور وقت مستحب کا خیال رکھا جاوے۔ مثلاً ظہر کی نماز ایک بجے سے تین بجے تک جس وقت اجتماع نمازیاں ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں، لیکن بہتر تاخیر ہے۔ مثلاً آج کل موسم برسات میں دو اڑھائی بجے یا کچھ بعد پڑھ لی جاوے، تو بہتر ہے اور عصر کی نماز ۵ بجے سے ۶ بجے تک کے درمیان میں پڑھیں اور صبح کی نماز سوا پانچ بجے یا ساڑھے پانچ بجے تک پڑھیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ طلوع آفتاب آج کل چھ بجے کے قریب ہے ساڑھے پانچ بجے بھی آدھ گھنٹہ باقی رہتا ہے پڑھ سکتے ہیں اور ضرورت ہو تو اعادہ بھی کر سکتے ہیں۔(۱) الغرض جس قدر صبح کی نماز میں اسفار ہو بہتر ہے۔ قال علیه الصلوٰة والسلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر.(۲)

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ۳۷) رمضان شریف میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) یہ اوقات دیوبند کے ہیں یہاں سے دور دراز مقامات میں کافی فرق ہوتا ہے اس کا لحاظ ہر حال میں ملحوظ رہنا ضروری ہے ۱۲۔

(۲) مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ ۱۲ ظفیر۔

(۳) وقت صلوٰة الفجر انخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ وج ۱ ص ۳۳۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹ وعن قتادة عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم وزید بن ثابت تسحر ا فلما فر غا من سحور هما قام نبی الله صلی الله علیه وسلم الی الصلوٰة فصلی قلنا لا نس رضی الله تعالیٰ عنه کم کان بین فرا غهما من سحور هما و د خولهما فی الصلوٰة قال قدر ما یقرء الرجل خمسین اية رواه البخاری (مشکوٰة. باب تعجیل الصلوٰة فصل اول ص ۶۰) محمد ظفیر الدین غفر له.

نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۸) بوقت افطار لوگوں کی لائی ہوئی افطاری کھا کر نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ ایک شخص اس پر معترض ہے کہ بعد نماز کے کھاؤ۔ مگر اذان ہوتے ہی صرف چھوہارے سے روزہ افطار کر کے فوراً نماز کو کھڑے ہو جاؤ۔ اور وہ شخص ناراض ہو کر جماعت مغرب علیحدہ کرتا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) افطاری کی وجہ سے نماز مغرب میں کچھ دیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اطمینان سے روزہ افطار کر کے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو نماز پڑھنی چاہئے۔ پس جو شخص اس تاخیر معمولی کی وجہ سے ناراض ہوا اور علیحدہ نماز پڑھنے لگا اس نے خطا کی اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو اور اس تاخیر کو جو بوجہ افطار کرنے روزہ کے ہے خلاف شرع نہ سمجھے۔(۱) یہ عین حکم شریعت کا ہے۔ فقط۔

مغرب وعشاء کے درمیان مقدار فاصلہ:۔

(سوال ۳۹) مذہب حنفی میں غروب آفتاب یعنی مغرب کی نماز کے بعد اور اول وقت عشاء میں کس قدر فصل متفق علیہ احناف ہونا ضروری ہے۔ دوم یہ کہ ایام صیف وشتاء میں مابین مغرب وعشاء وقت کی ایک ہی مقدار معین ہے یا کچھ کمی و بیشی گھنٹہ اور منٹ میں ہوتی رہتی ہے۔

(جواب) عشاء کا وقت غیبوبتہ شفق کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور شفق کے بارہ میں امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت ہوتا ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفق ابیض کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے۔(۲) اور ظاہر ہے کہ قول امام اعظمؒ پر عمل کرنا احوط ہے۔ کما فی الشامی وقولہ احوط۔(۳) اس کے بعد واضح ہو کہ شفق ابیض غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غائب ہوتا ہے اور اس میں صیفاً وشتاءً چند منٹ کا تفاوت ہوتا ہے۔ چنانچہ جنتری طلوع وغروب آفتاب سے جس میں وقت عصر ووقت عشاء حسب مذہب امام اعظمؒ درج ہے، واضح ہوتا ہے کہ یکم اگست ۱۹۲۱ء کو غروب آفتاب ۷ بج کر ۱۷ منٹ پر ہے۔ اور وقت عشاء موافق مذہب امام اعظمؒ ۸ بج کر ۴۷ منٹ پر ہے...... اس سے واضح ہوا کہ تفاوت وقت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ تیس منٹ ہے اور ۳۱۔ اگست ۱۹۲۱ء کو غروب آفتاب ۶ بج کر ۴۸ منٹ پر ہے اور وقت عشاء ۸ بج کر ۱۳ منٹ پر ہے اس وقت تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہے الغرض ہمیشہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق میں تقریباً اسی قدر فاصلہ رہتا ہے۔ پس

---

(۱) جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا دیر کی جاتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ ووقت المغرب الی غیبوبة الشفق (عالمگیری کشوری اوقات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۰) عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یزال امتی بخیر او قال علی الفطرة مالم یوخر واالمغرب الی ان تشتبک النجوم رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۶۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تک ستارے زیادہ تعداد میں آسمان پر نکل کر نہ پھیل جائیں، تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وفی القنية یکره تاخیر المغرب عند محمد رحمة اللہ علیه وفی روایة عن ابی حنیفة ولا یکره فی روایة الحسن عنه مالم یغب الشفق والا صح انه یکره الا من عذر کالسفر والکون علی 'لا کل ونحو هما الخ والذی اقتضته الاخبار کراهة التاخیر الی ظهور النجوم وما قبله مسکوت عنه فهو علی الا باحة (غنیة المستملی ص ۲۳۳) ظفیر.

(۲) ثم الشفق هو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعند هما هو الحمرة (هدایه. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۸) ظفیر.

(۳) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱. ۱۲.

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غروب آفتاب سے عشاء کا وقت ہوجاتا ہے اور صاحبینؒ کے مذہب کے موافق بارہ منٹ پہلے وقت عشاء کا ہوتا ہے کیونکہ تفاوت مابین شفق احمر وابیض بارہ منٹ کا ہے۔ **کما فی الشامی ذکر العلامه المرحوم الشیخ خلیل الکائلی الخ ان التفاوت بین الفجرین وکذا بین الشفقین الا حمر والا بیض انما هو بثلث درج الخ.** (۱) اور ایک ایک درجہ ۴ منٹ کا ہے۔ پس تین درجے ۱۲۔ منٹ کے مساوی ہوئے۔ فقط۔

مسئلہ فئی الزوال:۔

(سوال ۴۰) بعض غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسئلہ فی الزوال کی کوئی اصل نہیں کیونکہ مدینہ شریف میں فئی الزوال نہیں تھا۔

(جواب) مثل یا مثلین علاوہ فی الزوال کے لینا متفق علیہ مسئلہ ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ **من شاء فلیراجع الیها۔** (۲)

وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت:۔

(سوال ۴۱) امام بوقت مغرب نماز میں لمبی سورۃ کہ جس سے وقت تنگ ہوجاوے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقت مغرب کا رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔ (۳) اور صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کے غائب ہونے تک وقت مغرب کا رہتا ہے جو پہلی مقدار سے کم ہے۔ (۴) اور مغرب میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک سورۃ کا پڑھنا مستحب ہے۔ پس بہت لمبی سورہ مغرب میں پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف سنت ہے۔ (۵) فقط۔

وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق:۔

(سوال ۴۲) اگر صبح چار بجے ہو تو جماعت صبح کا وقت اصلی کون سا ہوگا۔

(جواب) اگر صبح صادق ۴ بجے مثلاً ہوتی ہے تو نماز فجر پانچ سوا پانچ بجے تک بلکہ اس کے بھی بعد تک پڑھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے فارغ ہوجانا چاہئے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) رد المحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۲ .ط.س.ج ا ص ۳۵۹.۲ ا ظفیر.

(۲) ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثلیه الخ سوی فئی یکون للا شیاء قبیل الزوال ویختلف باختلاف الزمان والمکان الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۳.ط.س.ج ا ص ۳۵۹) ظفیر.

(۳) ثم الشفق هو البیاض الذی فی الا فق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایه باب المواقیت ج ا ص ۷۸) ظفیر.

(۴) ووقت المغرب منه الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۴.ط.س.ج ا ص ۳۶۱) ظفیر.

(۵) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد والناس عنه غافلون طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر ومنها الی اخر لم یکن او ساطه فی العصر والعشاء وباقیة قصاره فی المغرب ای فی کل رکعة (ایضاً . فصل فی القرأ ة ص ۵۰۳ ج ا .ط.س.ج ا ص ۵۳۹......۵۴۰) ظفیر.

(۶) وقت صلوٰۃ الفجر الخ من طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء الخ والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین ایة ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۱). ط.س.ج ا ص ۳۵۹ ظفیر.

نماز فجر میں تاخیر:۔

(سوال ۴۳) یہاں کے امام نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں کہ زردی صبح کی ظاہر ہو جاتی ہے اور ظہر کی نماز میں دو چند سایہ تک دیر کرتے ہیں اور عصر کی نماز گھڑی بھر دن رہے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر نماز میں تاخیر لازم ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں اول اوقات کی تاکید وارد ہے۔

(جواب) آپ کے امام صاحب جن اوقات میں صبح اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے ہیں یہ حنفیہ کے مذہب اور کتب فقہ کے موافق ہے۔ صبح میں خوب اسفار کرنا اور عصر میں تاخیر کرنا اس قدر کہ گھنٹہ پون گھنٹہ دن رہ جاوے مستحب ہے اور موسم گرما کے ظہر میں ابراد اور تاخیر کرنا مستحب ہے مگر دو مثل سایہ سے پہلے پہلے پڑھ لی جاوے۔(۱) احادیث میں صبح میں اسفار کی فضیلت اور عصر کی تاخیر وارد ہوئی ہے۔ اور ظہر میں ابراد کا حکم وارد ہوا ہے۔ باقی اوقات نماز کے ابتداء و انتہاء معروف و مشہور ہیں۔ افضل یہ ہے جو مذکور ہوا۔(۲) فقط

وقت نماز مغرب:۔

(سوال ۴۴) آیا بجر د ظلمت شرقی وقت مغرب می شود یا بہ زوال حمرت شرقی و در بلاد مایاں بہ فاصلہ شش کردہ جبل از جانب مغرب بلند واقع است پس در ینجا چگونہ وقت مغرب متحقق شود۔

(جواب) وقت مغرب بغروب آفتاب شروع می شود بجر د غروب ظلمت شرقی محسوس می شود و بر ہمیں مدار افطار روزہ و نماز مغرب از شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت شدہ است و نقشہ طلوع و غروب کہ مجرب اکثر بلاد است باید داشت ہر گاہ موافق آں نقشہ غروب معلوم شود و آثار آں مثل ظلمت شرقی محسوس شود نماز مغرب ادا باید کرد و انتظار زوال حمرۃ نباید کرد۔(۳) فقط۔

نماز ظہر دوسرے مثل میں:۔

(سوال ۴۵) دیدہ و دانستہ نماز ظہر دوسرے مثل میں ہمیشہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) فی الشامی عن الطحطاوی عن الحموی عن الخزانة الوقت المکروہ فی الظهر ان ید خل فی حد الا ختلاف واذا اخرہ حتی صار ظل کل شئی مثله فقد دخل فی حد الا ختلاف .(۴) پس معلوم ہوا کہ ظہر میں اس قدر تاخیر کرنا کہ حد اختلاف میں داخل ہو جاوے یعنی سایہ ایک مثل ہو جاوے تو یہ مکروہ ہے۔ وفیہ

....

(۱) ویستحب فی صلوٰة الفجر الا سفار بها بان تصلی فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة والغلس الخ لقوله علیه السلام اسفر وابا لفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی و قال حدیث حسن الخ ثم استحباب الا سفار عند ناعام فی الا زمنة کلها الا فی صلوٰة الفجر یوم النحر بمزدلفة فان المستحب فیها التغلیس اجماعاالخ ویستحب ایضاً عندنا الا براد بالظهر فی الصیف لما تقدم من الحدیث اذا شتد الخ فابردوا بالصلوٰة الخ وهو عام فی جمیع البلاد بجمیع الناس لا طلاق الحدیث ویستحب ایضاً عندنا تاخیر العصر فی کل الا زمنة الا یوم الغیم مالم تتغیر الشمس الخ کما ورد عنه علیه السلام فی حدیث بریدة انه صلی الله علیه وسلم صل العصر والشمس مرتفعة بیضاء نقیة . غنیة المستملی ص ۲۳۰) ظفیر. (۲) المستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به الخ وتا خیر ظهر الصیف مطلقاً الخ وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء الخ وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر. (۳) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع (غنیة المستملی ص ۲۲۶) ظفیر مفتاحی. (۴) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۲ ظفیر.

قبیله والا حسن مافی السراج عن شیخ الا سلام ان الا حتیاطُ ان لا یو خر الظهر الی المثل الخ.(۱)فقط۔

عشاء کی اذان و جماعت میں فاصلہ:۔

(سوال ۴۶) عشاء کی اذان سے کتنی دیر بعد جماعت ہونی چاہیئے۔

(جواب) عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور اذان کے بعد کچھ تحدید نہیں ہے کہ کتنی دیر کے بعد نماز پڑھیں بلکہ جب نمازی جمع ہو جاویں جماعت کر لی جائے یا جو وقت سہولت نمازیوں کی غرض سے معین کر دیا جائے۔ مثلاً آج کل آٹھ بجے یا ساڑھے آٹھ بجے یا نو بجے یا کچھ کم و بیش جماعت کر لی جائے۔(۲) فقط۔

ابر آلود دن میں نماز عصر:۔

(سوال ۴۷/۱) اگر سورج ابر میں پوشیدہ ہو جس سے مثلین کا پتہ نہ چل سکے اور گھڑیوں کا اختلاف ظاہر ہے تو عصر کی نماز کس انداز پر پڑھنی چاہیئے۔

عصر و مغرب کے درمیان مدت فصل:۔

(سوال ۴۸/۲) مغرب اور عصر کے درمیان مفتی بہ متفقہ کس قدر فاصلہ ہے۔

عصر اگر دو گھنٹہ پہلے مغرب سے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۹/۳) اگر عصر کی نماز مغرب سے پورے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱۔تا۳) موسموں کے اختلاف سے اوقات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ اب جب کہ دن بہت بڑا ہے تو مغرب سے دو گھنٹہ قبل بھی عصر کا وقت ہے یعنی دو مثل سایہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس ماہ جولائی میں پانچ بج کر ۲۳ منٹ پر دو مثل سایہ ہو جاتا ہے اور غروب ۷ بج کر ۲۸ منٹ پر یا ۲۹ منٹ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل فاصلہ مابین المثلین و مابین المغرب دو گھنٹہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اسی طرح مئی اور جون میں بھی قریب قریب دو گھنٹہ کا فاصلہ رہا ہے اور گھڑیوں میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ ظاہر ہے کہ دو چار منٹ کا ہوتا ہے پس ابر میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور مثلاً نقشہ میں ۵۔۲۳ منٹ پر مثلین کا وقت ہے۔ یعنی وقت عصر ہوتا ہے تو اس میں احتیاط کی جاوے کہ ساڑھے پانچ بجے یا اس کے بعد پونے چھ بجے تک نماز عصر پڑھ لی جائے۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویجلس بینهما (ای بین الا ذان والا قامة) بقدر ما یحضر الملا زمون مرا عیا لو قت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلاث ایات قصار ویکره الوصل اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹. ظفیر.

نمازِ عشاء اخیر رات میں نیند کے بعد درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۰) عشاء کی نماز ایک شخص صبح کو دو یا تین بجے نیند کر کے ادا کرتا ہے، یہ شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے پس یہ طریق اس شخص کا اچھا نہیں ہے بلکہ اس کی عادت کر لینا مکروہ و ممنوع ہے اور سونے سے بہتر یہ ہے کہ نمازِ عشاء سونے سے پہلے ادا کر لیوے۔(۱) فقط۔

مقرر وقت سے جماعت میں تاخیر :۔

(سوال ۵۱) مسجد میں نماز کے اوقات مقرر ہیں اور گھڑی بجنے پر فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ تو اگر مثلاً کسی مقتدی نے وقت سے کچھ پہلے سنتوں کی نیت باندھی اور فوراً گھڑی بج گئی تو وہ امام اس کا انتظار کرے یا نہیں۔ اگر کرے تو ممکن ہے کہ دوسرا مقتدی بھی نیت باندھ لے۔ اس طرح تسلسل چلے گا۔ اس میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ واضح ہے اور سب کو معلوم ہے کہ نمازوں کے اوقات شرعاً موسع ہیں ان میں تنگی نہیں ہے۔ جس وقت بھی وقت مستحب کے اندر نماز پڑھیں صحیح ہے۔ اور استحباب تاخیر و تعجیل بھی کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے کہ فلاں وقت کی نماز میں تاخیر مستحب ہے اور فلاں میں تعجیل۔ اس کے بعد اگر انتظاماً کوئی وقت بغرض سہولت نمازیان و انتظام جماعت مقرر کر لیا جاوے تو اس میں شرعاً کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جو وقت بغرض انتظام و سہولت نمازیان مقرر کیا جاوے اس کو ایسا حتمی اور لازمی نہ سمجھا جاوے کہ اس میں دو چار منٹ کی تقدیم و تاخیر کسی ضرورت سے بھی نہ کی جاوے کیونکہ یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ فلاں منٹ اور گھنٹہ پر ضرور جماعت ہو۔ یہ امر اپنے مصالح اور نظام پر مبنی ہے۔(۲) لہذا اگر کبھی ایسا ہو کہ کوئی صاحب سنتیں پڑھ رہے ہیں اور ان کی وجہ سے دو چار منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو اس میں کچھ محذور شرعی لازم نہیں آتا اور مقتدیوں کی رعایت شرعاً محمود و پسندیدہ ہے لیکن نہ ایسی رعایت جس میں زیادہ لوگوں کا حرج ہو۔ الغرض ایسے امور میں جو شرعاً ہر طرح موسع ہیں جیسی مصلحت اور مقتضائے انتظام ہو اس کے موافق عمل کیا جاوے شرعاً ہر طرف گنجائش ہے۔ فقط۔

(۱) ویستحب تعجیل المغرب الخ وتاخیر العشاء الی ما قبل ثلث اللیل الخ والتاخیر الی نصف اللیل مباح لان دلیل الکراھة وھو تقلیل الجماعة عارضه دلیل الندب وھوقطع السمر بواحد فیثبت الا باحة الی النصف والی النصف الاخیر مکروہ (ھدایه باب المواقیت ج ۱ ص ۷۹) وتاخیر الی مابعدہ ای بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر مکروہ اذاکان بغیر عذر الخ اما اذاکان بعذر فالضر ورات قبیح المحذورات (غنیة المستملی ص ۲۳۳ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) ینظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرھا کذا فی معراج الدرایة وینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطه حتی یفرغ المتوضی من وضوئه والمصلی من صلاته والمعتصر من قضاء حاجته کذا فی التتار خانیة (عالمگیری مصری . الباب الثانی فی الاذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۳ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۷) ظفیر.

رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شریر اوالوقت متسع (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ویجلس بینھما بقدر ما یحضر الملا زمون مراعیالوقت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما ثلاث ایات (ایضاً ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹) ظفیر.

وقت عصر اور مثل ومثلین کی بحث :۔

(سوال ۵۲) یہاں ایک مسجد کے امام جو حنفی ہونے کی مدعی ہیں نماز عصر دو گنے سایہ کے بعد ادا کرتے ہیں چونکہ مقتدی اکثر شوافع ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو۔ چنانچہ پیش امام سے درخواست کرتے ہوئے ان کی توجہ صاحبین کے قول کی طرف مبذول کرائی گئی مگر آپ نہیں مانتے۔ آیا مذہب امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ میں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عندالحنفیہ ایک مثل پر عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے اور ایک روایت امام ابوحنیفہ سے بھی یہی ہے اور ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے اور درمختار میں کہا کہ یہی ماخوذ بہ ہے اور اسی پر عمل ہے اور مفتی بہ ہے۔(۱) لیکن علامہ شامی نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ امام صاحب سے یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہوتا ہے اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے قوله ای بلوغ الظل مثليه الخ هذا ظاهر الرواية عن الا مام نهايه وهو الصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدر الشريعة الخ .(۲) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ احوط امام صاحب کا مذہب ہے اور ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے میں شبہ قبل از وقت نماز ہونے کا ہے اور دو مثل پر باتفاق ائمہ نماز صحیح ہے اور شوافع کے مذہب میں بھی اس میں کچھ کراہت نہیں ہے لہذا شوافع کو امام حنفی کو مجبور نہ کرنا چاہئے کہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے کیونکہ دو مثل تک تاخیر میں شوافع کے نزدیک بھی کراہت نہیں آتی اور باتفاق نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ بخلاف ایک مثل پر پڑھنے کے کہ اس میں موافق ظاہر الروایۃ کے عندالامام الاعظم نماز نہ ہوگی قال فی الشامي والاحسن مافي السراج عن شيخ الا سلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤ دياً للصلاتين في وقتهما بالا جماع الخ ص ۲۴۰. شامي جلد اول(۳) . فقط۔

ابتداء وقت مغرب :۔

(سوال ۵۳) اول وقت مغرب کا غروب شمس سے شروع ہوتا ہے یا کب۔ اس بارہ میں قول فیصل کیا ہے۔

(جواب) اول وقت مغرب غروب شمس کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ باتفاق كما نقل في السوال من الدلائل وهذا لا خفاء فيه ولا خلاف .(۴) فقط۔

---

(۱) ووقت الظهر من زوالهالخ الى بلوغ الظل مثليه وعند مثله وهو قولهما وزفروالا ئمة الثلاثة قال الا مام الطحاوى وبه ناخذو في غررالاذكار وهو المائخوذبه وفي البرهان هو الا ظهر لبيان جبرئيل وهو نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۲۳۲ وج ۱ ص ۳۳۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹) ظفير. (۲) رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹ .۱۲ ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹ .۱۲ ظفير.
(۴) ووقت المغرب منه اى بعد الغروب الى غروب الشفق (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۴ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۱) ظفير.

حنفی وشافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے:۔

(سوال ۵۴)فی بلدة کثیر الا حناف ودونهم الشوافع امام اهل المذهبین حنفی ففی هذه الصورة هل یعین وقت الظهر وانتها ئه وشروع وقت العصر علی مذهب الحنفی وعلیٰ مذهب الشافعی وکیف الفتویٰ.

(جواب)وفی المسئلة الثانیة ینبغی ان یرا عی الا مام فی اوقات الصلوٰة مذهب الا مام الا عظم رضی الله عنه فان الاحتیاط فی صلوٰة الظهر والعصر فی مذهبه رضی الله عنه کما فی ردالمحتار والاحسن ما فی السراج من شیخ الا سلام ان الا حتیاط ان لا یو ئخر الظهر الی المثل وان لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤ دیاً للصلوٰتین فی وقتهما بالا جماع الخ .(۱)فقط۔

نماز مغرب وعشاء کا وقت:۔

(سوال ۵۵)مغرب کا وقت کس وقت ہوتا ہے اور عشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟ایک صاحب کہتے ہیں کہ عشاء کا وقت نو بجے ہوتا ہے اور ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساڑھے آٹھ بجے ہو جاتا ہے(سوال موسم گرما جون وجولائی سے متعلق ہے)

(جواب)امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب دربارہ وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی کے غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے۔سفیدی غائب ہونا آج کل قریب نو بجے کے ہے پس جب کہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آج کل فصل مابین وقت مغرب وعشاء قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے پس جو کہتے ہیں وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے۔ساڑھے آٹھ بجے آج کل وقت عشاء کا موافق صحیح مذہب امام ابوحنیفہؒ کے نہیں ہوتا۔البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے مگر امام صاحب کے اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا۔گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہیں جو صاحبین کا قول ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اس کے موافق وقت عشاء کا اس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہو جاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی ۹ بجے سے چار منٹ پہلے ہے۔یہ صحیح کہ مغرب اور عشاء کے وقت کے درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جب کہ مغرب کا سفیدی کے غائب ہونے تک رہے گا اور عشاء کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا۔(۲)

(۱)دیکھئے ردا لمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۳.ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹.۱۲ ظفیر.

(۲)درمختار میں ہے ووقت المغرب منه (ای الغروب) الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة ...... ووقت العشاء والوتر منه الی الصبح (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۷۳.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۱)ردالمحتار میں ہے قال فی الاختیار الشفق البیاض وهومذهب الصدیق ومعاذ بن جبل وعائشة رضی الله عنهم. آگے لکھتے ہیں قال العلامة قاسم فثبت ان قول الا مام هو الاصح (ج ۱ ص ۳۷۶.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۱) واول وقت صلوٰة المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع ایضا واخر وقتها مالم یغب الشفق ای الجزء الکائن قبیل غیبو بة الشفق من الزمان وهو ای المراد بالشفق هو البیاض الذی فی الا فق الکائن بعد الحمرة التی تکون فی الا فق عند ابی حنیفة وقال ای ابو یوسف ومحمدؒ وهو قول الا ئمة الثلاثة روایة اسد بن عمر وعن ابی حنیفة ایضا المراد بالشفق هو الحمرة نفسها لاالبیاض الذی بعد ها الخ ولا وقت مهمل بینهما فبخروج وقت المغرب یدخل وقت العشاء اتفاقا(غنیة المستملی ص ۲۲۶ وص ۲۲۷)ظفیر.

نماز ظہر کا وقت عندالاحناف کیا ہے:۔

(سوال ۵۶) امام ابوحنیفہؒ است کہ نزدے وقت ظہر بجز فئی اصلی دو مثل است ثبوت ایں با حادیث صحیحہ ارقام فرمایند۔

(جواب) علامہ شامی گفتہ ان الا دلة تکا فئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قوية ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنية الخ (۱) اقول وقد استدل شارح المنية لقول الا مام بحدیثین صحیحین حیث قال وله حدیث ابی هریرة رضی الله عنه عنه علیه الصلوٰة والسلام اذا اشتدا الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحرمن فیح جهنم رواه الستة . وعن ابی ذر رضی الله عنه قال کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر فارا دالمؤ ذن ان یو ٔذن فقال له ابرد ثم اراد ان یو ٔذن فقال له ابرد حتیٰ ساوی الظل التلول فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان شدة الحرمن فیح جهنم رواه البخاری . (۲) ثم بین وجه الا ستدلال بالحدیثین (۳) فراجعه . فقط۔

عصر کا وقت:۔

(سوال ۵۷) کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر کے علیحدہ جماعت کرتے ہیں اس صورت میں صحیح کیا بات ہے؟

(جواب) احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں۔ شامی میں ہے فیه ان الادلة تکافئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قوية ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنية الخ . (۴) پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے۔ اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہوتی ہے پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے۔ خصوصاً امر عبادات میں، اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔ لہذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تا کہ اس وقت سب شریک ہو جاویں۔ (۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ .ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹ . ۱۲ ظفیر.

(۲) غنية المستملی ص ۲۲۶ . ۱۲ ظفیر.

(۳) شارح منیہ لکھتے ہیں وجه الا ستد لال بالحدیث الا ول ان شدة الحر فی دیارهم اذا کان ظل الشئی مثله وبا لثانی بانه صرح بان الظل قد ساوی التلول ولا قدر یدر ک لفئی الزوال ذالک الزمان فی دیارهم فثبت انه علیه الصلوٰة والسلام صلی الظهر حین صار ظل الشئی مثله (غنية المستملی ص ۲۲۶ .ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر.

(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ ۱۲ ظفیر.

(۵) قال المشائخ ینبغی ان لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین ولا یؤ خرا لظهر الی ان یبلغ المثل لیخرج من الخلاف فیهما الخ (غنية المستملی ص ۲۲۵) ظفیر.

وقت ظہر کی تحقیق:۔

(سوال ۵۸)جناب کا جواب ملفوف آیا مگر جواب کافی نہ ہونے سے خلجان قائم رہا۔ بندہ نے دریافت کیا تھا کہ حدیث ابو ہریرہؓ مرویہ موطاء امام صل الظهر اذا كان ظلك مثلك بصراحة النص مثبت الى المثلين وقت ظہر ہے یا نہیں؟ آپ نے ایضاح الادلہ کے حوالہ پر موقوف کر دیا۔ لہٰذا ایضاح الادلہ میں دیکھا تو حدیث مذکور کی دلالت مفهوم نص یعنی دلا لةالنص بقاء وقت ظهر بعد مثل پر بتائی گئی ہے چنانچہ عبارت بجنسہ یہ ہے ص ۱۳۳ صل الظهر اذا كان ظلك مثلك جس سے بشرط انصاف یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ بعد مثل بھی وقت ظہر باقی رہتا ہے ۔انتہیٰ ص ۱۳۴ مگر تحدید وقت ظہر مثلین تک حدیث مذکور سے نہیں نکلتی۔ص ۱۳۸ صلوٰۃ ظہر اس کا وقت یقینی گو ایک مثل تک ہے لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوٰۃ مذکور کا وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب یہی چاہئے کہ مابین مثلین اس کو ادا کرے کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے ص ۱۴۶ یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے۔ اور جیسا بقاء وقت ظہر مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تک ہے ص ۱۴۷ ہم نہیں کہتے کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں ہم تو خود اس قول کی صحت کے مقر ہیں ص ۱۴۷ روایت حضرت ابو ہریرہ وابوذر وغیرہ احادیث متعددہ سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ وقت ظہر میں زیادتی کی گئی۔ اور نیز مولانا مدظلہ درس تقریر ترمذی منقولہ مولوی اصغر حسین میں فرماتے ہیں ان احادیث سے صراحت نہیں نکلتی بخلاف حدیث جبرائیل کے کہ وہ مصرح ہے لہٰذا عمدہ یہ ہے کہ وقت ایک ہی مثل تک ہے۔اور نیز مولانا تھانوی الاقتصاد ص ۷۱ میں فرماتے ہیں۔حدیث ابوذرؓ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے۔اور حضرت گنگوہی قدس سرہ مکاتیب رشیدیہ ص ۲۲ میں بنام مولوی صدیق احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔روایت حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں۔اور فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۱۴ میں الجواب اس عبارت بستان المحدثین اور تفسیر مظہری سے قطعیۃً اور نفی صراحتہً مثلین ہوتی ہے لہٰذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک قوی اور معمول بہ اکثر فقہاء ہے اور نیز نواب قطب الدین خان صاحب مرحوم تنویر الحق میں تحت حدیث ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا وقت ظہر کا دو مثل تک دلالۃً انتہیٰ۔ اور مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری انتصار الحق میں فرماتے ہیں اور اس کلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی واما اخرو قت الظهر فلم يوجد فى حديث صحيح ولا ضعيف انه لا يبقى بعد ظل كل شئى مثله ولهذا خالف ابا حنيفة فى هذه المسئلة صاحباه ووا فقهما الجمهور کے اگر یہ معنی ہیں صراحتہً یہ لفظ کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر باقی رہتا ہے تو مسلم ہے اور ہم کو مضر نہیں اس لئے صراحتہً مذکور نہ ہونا واسطے نبوت کے نہ ضروری ہے نہ ہمارا مدعا ہے۔

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم تعلیق المجد علی موطاء امام محمدؒ میں فرماتے ہیں والانصاف فى هذا المقام ان احاديث المثل صريحة واخبار المثلين ليست صريحة انتهىٰ حاصل یہ کہ حضرات اکابر کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ و نیز کوئی حدیث درباره مثلین وقت ظہر میں بصراحۃ النص نہیں ہے۔ اگر چہ طرق ثلثہ اشارۃ النص ۔دلالة النص اقتضاء النص سے حضرات فقہاء نے استشہاد واستنباط فرمایا ہے اور یہی توجیہہ کلام حضرت

مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ منقولہ مکاتیب رشیدیہ ص ۲۲ کہ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں اور منقولہ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۹۴ قطعیت اور نفی صراحۃً مثلین ہوتی ہے۔ لہذا قول زید کا کہ حدیث مذکورہ دربارہ توقیت ظہر الی المثلین بصراحۃ النص ہے آپ کے نزدیک ونیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالیٰ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۶۴ سوالات عشرہ کے جوابات نمبر ۹ میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مسئلہ نمبر ۹ بخاری نے روایت کیا ہے عن ابی ذر قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فارادا لمؤ ذن ان یوذن فقال لہ ابردثم ارادان یؤذن فقال لہ ابردثم ارادان یو ذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول. سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہو جاوے جس کا دل چاہے مشاہدہ کرلیوے۔ تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ نے اس وقت میں نماز پڑھی۔ یعنی ظہر کا وقت باقی تھا تو آپ نے بعد ایک مثل کے نماز پڑھی۔ بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو پھر دیگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وقت عصر کے داخل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔ لہذا دو مثل تک ظہر کا وقت باقی رہنا محقق اور بعد اس کے کہ حدیث بخاری سے ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد رہنا معلوم ہوا۔ یہ سوال کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالۃً یا اشارۃً لا طائل ہے کیونکہ مفید وجوب سب ہیں۔ دلالۃً اور اشارۃً جو امر کسی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا صراحۃ ثابت ہو۔ دیکھئے ضرب وشتم والدین کی جو آیت ولا تقل لھما اف سے دلالۃً ثابت ہے حرمت ویسی ہے جیسے اف کہنا یا اس سے بھی زیادہ۔ پس یہ تحقیق کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالۃً۔ الخ لا طائل ہوا۔ باقی سب اقوال وعبارات وروایات اس مسئلہ کے متعلق آپ کے پیش نظر ہی ہیں بار بار اس کے چھیڑنے کی کیا حاجت ہے۔ اس قدر سمجھ لیجئے کہ یہ مسئلہ ثابت ہے۔ اور طعن اس پر جہالت ہے۔ کما قال المحقق الگنگوہی قدس سرہ العزیز۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت:۔

(سوال ۵۹) نماز پنجگانہ کی نسبت قرآن شریف میں کس کس آیت میں ذکر آیا ہے؟

(جواب) قال اللہ تعالیٰ واقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفامن الیل ان الحسنات یذھبن السیاٰت ذالک ذکری للذاکرین. فی الجلالین طرفی النھار الغداۃ والعشی ای الصبح والعصر والظھر وزلفا من اللیل ای المغرب والعشاء. (۱) وقال تعالیٰ فسبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فے السموات والارض وعشیا وحین تظھرون. قال فے الجلا لین حین تمسون وفیہ صلاتان المغرب والعشاء وحین تصبحون وفیہ صلاۃ الصبح وعشیا وفیہ صلاۃ العصر وحین تظھرون وفیہ صلاۃ الظھر. (۲) وفی الحدیث عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوٰۃ افترضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوء ھن وصلاھن لو قتھن

(۱) جلالین مطبوعہ مجتبائی۔ (۲) جلالین ص ۳۴۲۔

واتم رکوعهن وخشوعهن کان له علی اللہ عهدا ان یغفر له الحدیث رواہ احمد و ابو داؤد وغیرهما .(۱) وعن ابی امامة قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صلوا خمسکم وصوموا شهرکم وادوا زکوٰة اموالکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنة ربکم رواہ احمد والترمذی.(۲)

ان آیات واحادیث سے فرضیت صلوٰت خمسہ واضح ہے اور دیگر آیات واحادیث بکثرت فرضیت صلوٰت خمسہ پر نص قاطع ہیں اور رکعات ہر ایک نماز کی معروف ومشہور ہیں وہ بھی قطعی ہیں ان کا انکار کفر ہے۔فقط۔

شہر بلغار کا حکم :۔

(سوال ۶۰) فتاویٰ محمدی مع شرح دیوبندی مصنفہ مولانا اصغر حسین صاحب میں یہ لکھا ہے کہ بلغار ایک شہر ہے جہاں مغرب کی نماز کے شفق غروب ہونے کے ساتھ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے عشاء کا وقت نہیں آتا۔ یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ ان لوگوں پر نماز عشاء فرض نہیں ہوتی ؟ جواب مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔ایک صاحب اس مسئلہ کا شد ومد سے انکار کرتے ہیں اور اہل بلغار پر نماز عشاء فرض ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) یہ مسئلہ جو فتاوی محمدی میں درج ہے صحیح ہے۔فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔درمختار وشامی جو معتبر کتابیں فقہ کی ہیں ان میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔معلوم نہیں وہ شخص کیوں انکار کرتا ہے۔اگر یہ وجہ ہے کہ بلغار میں ایسا نہیں ہے تو واضح ہو کہ بلغار اور اس کے متعلقات بہت وسیع جگہ ہے اس میں بعض ایسا ہی حصہ ہے جہاں یہ حالت ہوتی ہے فقہاء نے بھی تجربہ اور مشاہدہ سے لکھا ہے، انکار کرنا اس کا جہالت ہے۔باقی یہ کہ جس جگہ عشاء کا وقت نہ ہو وہاں عشاء کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔سو بعض فقہاء کا تو یہی مذہب ہے کہ وہاں عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ وہاں وقت عشاء کا نہیں ہوتا جیسا کہ فتاویٰ محمدی میں مولوی سید اصغر حسین صاحب نے لکھا ہے۔مگر محققین فقہاء جیسے ابن الہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہئے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کی انداز کر کے پڑھو یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں ادا کرو۔(۳) فقط۔

وقت نماز صبح اور اس میں قرأت کی مقدار :۔

(سوال ۶۱/۱) ایک شخص صبح کی نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک جو وقت ہے اس کا نصف گذرنے پر نماز پڑھتا

....

(۱ و ۲) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ص ۵۸ . ۱۲ ظفیر.

(۳) وفاقد وقتهما کبلغار فان فیها یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینة الشتاء مکلف بهما فیقدر لهما ولا ینوی القضاء وقت الاداء به افتی البرهان الکبیر واختاره الکمال وتبعه ابن الشحنة فی الغازہ فصححه فزعم المصنف انه المذهب وقیل لا یکلف بهما لعدم سببهما وبه جزم فی الکنز والدرر والملتقی وبه افتی البقالی ووافقه الحلوانی والمرغینانی الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی فاقد وقت العشاء کاهل بلغار ج۱ ص ۳۳۶ .ط.س.ج۱ ص ۳۶۲)(وانظر تحقیق المسائل فی ردالمحتار ۱۲ ظفیر.)

ہے اور نماز میں کم سے کم چالیس آیات یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے۔ ایک دوسرا شخص باوضوسنت پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب یہ سلام پھیرتا ہے وہ دوسری جماعت کرتا ہے۔ آیا ان دونوں میں کس کا عمل امام اعظمؒ کے موافق ہے؟

شافعی کی اقتداء میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۲/۶۲) اگر کوئی شافعی مذہب اذان ہوتے ہی اول وقت جماعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو حنفی کو اس جماعت میں شرکت لازم ہے یا نہیں؟

(جواب ۳/۶۳) جو شخص نفسانی خواہش سے آخر وقت دوسری جماعت کرے آیا وہ آیات ذیل کے تحت میں آتا ہے ومن یعصی اللہ ورسولہ الایۃ ومن لم یحکم بما انزل اللہ الا یۃ.

(سوال ۴/۶۴) یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ شروع ہونے پر صبح صادق ہو جاتی ہے۔

(جواب)(۱) امام اعظمؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید اور حکم فرمایا ہے اسفر و ابا لفجر فانه اعظم للاجر .(۱) اس کے موافق آفتاب طلوع ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر صبح کی جماعت شروع کرنا بھی کافی ہے جلدی کرنا صبح کی نماز میں اول تو خلاف ہے امام اعظم کے مذہب کے۔ دوم جب کہ اس کی وجہ سے باہم نمازیوں میں تفرقہ ہوتا ہو کہ دوسرے مسلمان عدم شرکت جماعت اولیٰ و جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے کراہت کے مرتکب ہوں پس ایسا امر کیوں کیا جاوے جو خلاف مذہب بھی ہو اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور جس مسجد کے نمازی حنفی ہوں تو کیا ضروری ہے کہ وہاں شافعی مذہب یا غیر مقلد کو امام بنایا جاوے جو خلاف مذہب حنفیہ عمل کرتا ہو۔ جماعت ثانی عند الحنفیہ بالضرور مکروہ ہے لیکن اگر اہل محلہ اور نمازی اس مسجد کے حنفی ہیں تو ان کے خلاف شافعی یا غیر مقلد کو جلدی نہ کرنی چاہئے اور یہ آیات جو سائل نے سوال نمبر ۳ میں درج کی ہیں کفار معاندین اسلام کے بارہ میں ہیں مسلمانوں کو ان آیات کا مصداق بتانا اور سمجھنا خود گمراہی ہے۔ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار مابین صبح صادق وطلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹہ کے ہوتی ہے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے اگر ساتواں حصہ شب کا ہمیشہ ہو تو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہئے حالانکہ تجربہ اہل تجربہ ومشاہدہ عامہ وقواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔ اسی طرح امام اعظمؒ کا یہ مذہب سمجھنا کہ جو مقدار صبح سے طلوع تک ہے اس کے نصف گذرنے پر جماعت صبح کی کھڑی ہونی چاہئے غلط ہے یہ ہر گز امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے اور محققین حنفیہ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ درمختار میں ہے والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بالاسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین ایة ثم یعیده بطهارة لو فسد وقیل یؤ خر جد الا ن الفساد موهوم . قوله قیل یو خر جداً قال فی البحر وهو ظاهر اطلاق الکتاب ای الکنز لکن لا یو خرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس الخ .(۲) فقط۔

---

(۱) مشکوٰۃ. باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶ بعد مطلب طلوع الشمس من مغربها ۱۲ ظفیر.

عشاء کا وقت غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد ہوتا ہے:۔

(سوال ۶۵) عشاء کا وقت کتنی دیر کے بعد ہوتا ہے اور فقہ کی کون سی کتاب میں اس کا تخمین وقت حنفیوں کے موافق لکھا ہوا ہے کہ مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ میں آتا ہے۔ بعض لوگ اتنی تاخیر کا انکار کرتے ہیں؟

(جواب) کتب فقہ میں اسی قدر لکھتے ہیں شفق ابیض کے غائب ہونے پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت ہوتا ہے۔(۱) گھنٹہ اور گھڑی کا حساب کتب فقہ میں نہیں ہے۔ یہ امر مشاہدہ کے متعلق ہے غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر کے بعد سپیدی شفق کی غائب ہوتی ہے سو اس کی مقدار اہل تجربہ کے لکھنے کے موافق اس ماہ دسمبر و جنوری و فروری میں قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے۔ گرمیوں میں بعض اوقات ڈیڑھ گھنٹہ سے دو چار منٹ زائد ہو جاتے ہیں اور بعض موسم میں کم ہو جاتے ہیں۔ فقط۔

صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا کیا عمل تھا:۔

(سوال ۶۶) حضرت مولاناؒ کے اوقات نماز یعنی قبل طلوع آفتاب صبح کس وقت اور عصر کس قدر قبل غروب پڑھتے تھے۔ گھنٹہ اور منٹ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

اگر نماز صبح بانتظار جماعت نصف گھنٹہ قبل طلوع پڑھی جائے تو افضل ہے یا تنہا اول وقت پڑھ کر پھر شریک جماعت ہو "مشارق الانوار" میں حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ دیر میں نماز پڑھا کریں گے، اس وقت تم لوگ اپنی نماز ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جانا۔

یہ وہی زمانہ ہے یا نہیں اور حدیث قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اوقات نماز کے لئے گھنٹہ اور منٹ کی تحدید نہیں ہے۔ عصر اور صبح کی نماز میں حنفیہ کے نزدیک تاخیر اولیٰ ہے۔ عصر میں اس قدر تاخیر ہو کہ حد کراہت میں نہ داخل ہو یعنی وقت مکروہ نہ آجاوے۔ مثلاً غروب سے ایک گھنٹہ یا پون گھنٹہ قبل عصر پڑھی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) اور صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ایسا حکم آیا ہے۔ پس صبح کی نماز کو آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے طلوع آفتاب سے پڑھے تو یہ اچھا ہے اور ثواب کا وقت ہے۔ خصوصاً انتظار جماعت کی وجہ سے اس قدر تاخیر ہو کہ آدھ گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی رہے تو یہ بہت اچھا ہے۔(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور حدیث جو مشارق الانوار سے تم نے لکھی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسفار صبح و تاخیر عصر الی الوقت المستحب ممنوع ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز میں اتنی تاخیر کریں کہ وقت مکروہ آجاوے اس وقت یہ حکم ہے کہ علیحدہ پڑھو۔ آدھ گھنٹہ پہلے نماز پڑھنے میں یہ حکم

---

(۱) واول وقت العشاء اذا غاب الشفق واخر وقتها مالم يطلع الفجر الثانى (هدايه باب المواقيت) ثم الشفق هوالبياض الذى فى الافق بعد الحمرة عند ابى حنيفة (ايضاً ط.س. ج ا ص ۱۲۶) ظفير. (۲) وتاخير عصر صيفا وشتاء توسعة للنوافل مالم يتغير ذكاء بان لا تحار العين فيها فى الاصح (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ج ا ص ۳۴۱ ط.س. ج ا ص ۳۶۷). (۳) والمستحب للرجل الا بتداء فى الفجر باسفار والختم به هو المختار بحيث ير تل اربعين اية ثم يعيده بطهارة لو فسد (درمختار) قوله وفى الفجر اى صلاة الفرض، قوله باسفار اى فى وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة الخ لقوله عليه السلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للا جر رواه الترمذى وحسنه (رد المحتار ج ا ص ۳۳۹ ط.س. ج ا ص ۳۵۵) ظفير.

نہیں ہے۔ یہ تو عین عمل بالحدیث ہے۔

اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں :۔

(سوال ۶۷) ایک شخص نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی ایک مولوی نے کہا کہ نماز چاندنے میں پڑھنا اچھا ہے اور دلیل میں یہ آیت بیان کی فسبحه و ادبار النجوم اس آیت سے کیا مراد ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر الحدیث، یعنی صبح کی نماز روشنی کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز چاندنے میں پڑھنا افضل ہے اور آیت فسبحه و ادبار النجوم میں بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ صبح کی سنتیں مراد ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صبح کے فرض مراد ہیں۔ معالم التنزیل۔

ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے :۔

(سوال ۶۸) آج کل گرمیوں میں ظہر کا وقت کے بجے ہوتا ہے ہماری مسجد میں سوا دو بجے ظہر کی نماز ہوتی ہے۔ جیٹھ ساڑھ میں ظہر کی جماعت کے بجے ہونی چاہئے۔

(جواب) جاڑوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے اور زوال آفتاب قریب ساڑھے بارہ بجے کے ہوتا ہے پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھ اور ساڑھ میں اور بھی دیر تک رہے گا۔ الحاصل ظہر کا وقت تو ایک بجے سے بھی کچھ پہلے ہی سے ہو جاتا ہے۔ مگر گرمیوں میں حکم دیر میں پڑھنے کا ہے یعنی تاخیر کرنا ظہر کا مستحب ہے۔ دو بجے سے تین بجے تک آج کل ظہر کا اچھا وقت ہے۔ اڑھائی بجے یا پونے تین بجے یا تین بجے تک ریلوے ٹائم سے ظہر پڑھیں تو یہ اچھا وقت ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سوا دو بجے اور اڑھائی بجے بھی اچھا وقت ہے۔ الغرض دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے جس وقت چاہے نماز پڑھیں جھگڑا کرنے کی کچھ بات نہیں ہے۔

موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہئے :۔

(سوال ۶۹) سردی کے موسم میں جب کہ طلوع آفتاب ۷۔ بج کر ۱۵۔ منٹ پر ہوتا ہے جماعت فجر کتنے بجے ہونی چاہئے؟ گھڑی گھنٹہ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

(جواب) جماعت فجر طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے ہو جائے تو یہ اچھا ہے اور اسفار خوب ہو جاتا ہے مثلاً آج کل کہ طلوع آفتاب قریب سوا سات بجے کے ہوتا ہے، اگر پونے سات بجے جماعت فجر کی جائے تو عمدہ ہے باقی وقت فجر کا صبح صادق ہونے سے آفتاب کے نکلنے سے پہلے پہلے ہے جب تک گنجائش نماز اور جماعت کی رہے تاخیر کرنا درست ہے اور اس درمیان میں جس وقت نماز پڑھ لے اچھا ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اسفار یعنی خوب

---

(۱) رواہ الترمذی عن رافع بن خدیج (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ) ظفیر۔

روشنی ہوجاوے (جب نماز پڑھے) کوئی تحدید خاص گھنٹہ اور منٹ سے کرنا ضروری نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ظہر اور جمعہ کا وقت:۔

(سوال ۷۰) ظہر و عصر حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مختار کی بموجب کس وقت ادا کرنی چاہئے؟ اول وقت کب ہوتا ہے اور آخرت وقت کب ہے؟ اور جمعہ کا وقت کس وقت سے ہوتا ہے اور کب تک ہے؟

(جواب) ظہر کا وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو مثل تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پس ظہر کی نماز دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنی چاہئے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد مگر بہتر یہ ہے کہ وقت شروع ہوجانے کے بعد زیادہ تاخیر نہ کریں۔ ایک مثل تک ظہر کی نماز پڑھ لیں اور دو مثل کے کچھ دیر بعد عصر کی نماز پڑھ لیں جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے۔(۲) فقط۔

لاپ لینڈ میں نماز و روزہ کیسے ادا کیا جائے:۔

(سوال ۷۱) جزیرہ لاپ لینڈ جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے وہاں نماز پنج وقتہ کس طرح پڑھے؟ اور رمضان شریف میں روزے کس طرح رکھے وہاں روزے رکھنے میں رمضان شریف کے مہینے کی شرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو رمضان شریف کا مہینہ کس طرح معلوم کیا جاوے؟

(جواب) نمازوں کے اوقات کا اندازہ کر کے ادا کی جاویں۔ مثلاً چوبیس گھنٹے کے دن رات ہوتے ہیں اس میں پانچ نمازیں بفصل معہود پوری کر لیوے اور روزے میں اقرب بلاد کا لحاظ کر لیوے اور اسی سے روزے کا مہینہ بھی معلوم ہوجاوے گا۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) فی الدر المختار والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به وهو المختار . وقال فی ردالمحتار ای وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة سمی به لانه یسفرای یکشف عن الا شیاء والحاصل انه حد الاسفار ان یمکنه اعادة الطهارة ولومن حدث اکبر واعادة الصلوة علی الحالة الا ولیٰ قبل طلوع الشمس ص ۳۳۹.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۶ ۱)

(۲) وقت الظهر من زواله ای میل ذکاء عن کبد السماء الی بلوغ الظل مثلیه الخ سواءٍ فی الزوال (الی ان قال) ووقت العصر منه الی قبیل الغروب قال فی ردالمحتار ای بلوغ الظل مثلیه علی روایة المتن وایضاً قال والاحسن مافی السراج عن شیخ الاسلام ان الا حتیاط ان لا یؤخر الطهر الی المثل وان لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلوتین فی وقتهما بالاجماع ص ۲۳۲ و ص ۲۳۳ ج ۱.ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹ .مصری.

وایضاً قال فی الدرالمختار وجمعة کظهراصلا واستحبابافی الزمانین وقال فی ردالمحتار ای الشتاء والصیف ص ۳۴۰ ج ۱.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۷. سعید.

(۳) وفاقد وقتهما کبلغار الخ مکلف بهما فیقدر لهما الخ (درمختار) قال الرملی فی شرح المنها ج ویجری ذالک فیما لو مکثت الشمس عند قوم مدة ۱ ه قال فی امداد الفتاح قلت وکذالک یقدر لجمیع الا جال کا لصوم والزکوٰة والحج والعدةالخ وینظر ابتداء الیوم فیقدر کل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مایکون کل یوم من الزیادة والنقص کذا فی کتب الائمة الشافعیة ونحن نقول بمثله اذا صل التقدیر مقول به اجماعا فی الصلوٰة کلها ۱ ه (ردالمحتار کتاب الصلوٰة مطلب فی فاقدوقت العشاء ج ۱ ص ۳۳۵.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۲) ظفیر.

فصل ثاني اوقات مکروهه

یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۲) ان الصلوٰة النافلة نصف النهار يوم الجمعة هل تباح او تكره.

(جواب) اقول وبالله التوفيق ان الا حتياط فى عدم التنفل فى ساعة الزوال يوم الجمعة كما عليه الشروح والمتون ومذهب الا مام راجح من حيث الدليل فينبغى عليه التعويل .(۱)

استواء شمس کے وقت نماز درست نہیں:۔

(سوال ۷۳) چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔

(جواب) زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہوجائے۔ پس جس گھڑی کے موافق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے اس کے مطابق اگر ۱۲ بجے نماز نفل یا قضاء نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کردے تو یہ جائز ہے مگر جب قریب زوال کا وقت آجاوے اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کا وقت ہوجاوے۔(۲) فقط۔

صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کسی نفل کی اجازت نہیں:۔

(سوال ۷۴) صبح صادق کے بعد نوافل یا تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلوع صبح صادق کے بعد کوئی نفل نماز سوائے دو سنت صبح کے جائز نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اس وقت میں تحیۃ المسجد کی نفلیں بھی جائز نہیں ہیں۔(۳) فقط۔

....

(۱) لا تجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيا مها فى الظهيرة ولا عند غروبها لحديث عقبه بن عامر الخ (هدايه باب المواقيت ج ۱ ص ۸۰) ظفير . وكره تحريما الخ صلوٰة مطلقاً الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثانى المصحح المعتمد كذافى الا شباه (درمختار) روا ه الشافعى فى مسنده نهى عن الصلوٰة نصف النهار حتى تزول الشمس الا يوم الجمعة قال الحافظ ابن حجر فى اسناده انقطا ع الخ قوله المصحح المعتمد اعترض بان المتون والشروح على خلافه الخ شراح الهدايه انتصر والقول الا مام واجابوا عن الحديث المذكور الخ (ردا لمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۵ .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۰...... ۳۷۱) ظفير.

(۲) وكره تحريما وكل ما لا يجوز مكروه صلاة مطلقا ولو قضاء او واجبةاو نفلا او على جنازة وسجدة تلاوة وسهو لا شكر مع شروق الخ واستواء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۴ .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۰) ظفير. لماروى مسلم وغيره من حديث عقبة بن عامر ثلث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلى فيهن او نقبر موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف للغروب حتى تغرب (غنية المستملى ص ۲۳۵) ظفير.

(۳) وكذاالحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقديرا (الدر المختار على هامش رد المختار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۹ .ط. س. ج ۱ ص ۳۷۵) ظفير.

فجر کے وقت سوائے سنت اور قضا کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا:۔

(سوال ۷۵/۱) مجھے معلوم ہے کہ فجر کے وقت نماز مقررہ کے علاوہ صرف قضاء نماز جس میں فرض و واجب یعنی وتر داخل ہے پڑھی جاسکتی اس کا مزید اطمینان چاہتا ہوں کیونکہ بعض جہلاء نفل بھی پڑھ لیتے ہیں اور فرض کے بعد سنت بھی جو بوجہ جماعت کے نہیں پڑھ سکتے تھے، پڑھ لیا کرتے ہیں۔

عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت نفل نہیں ہے:۔

(سوال ۷۶/۲) عصر کا بعد بھی مثل وقت فجر کے نوافل کو مانع ہے اس کے لئے بھی وہی استفسارات ہیں جو فجر کے ساتھ کئے گئے ہیں۔ اگر اس کا حکم اس کے مطابق نہیں ہے تو اطلاع چاہتا ہوں۔

(جواب)(۱) صبح صادق کے بعد کوئی نفل سوائے سنت فجر کے یا قضاء کے درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت صبح بھی جائز نہیں اور نہ اور کوئی نفل سوائے قضاء کے پڑھنا اس وقت درست ہے درمختار میں ہے و کره نفل الخ ولو سنة الفجر بعد صلوٰة فجر و صلوٰة عصر الخ و لا يكره قضاء فائتة ولو وتراً الخ (۱) اور اس کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے قال فى الشامى و الكراهة ههنا تحريمية ايضاً كما صرح به فى الحلية ولذا قال فے الخانية والخلاصة بعدم الجواز والمراد عدم الحل لا عدم الصحة كما لا يخفى .(۲)

(۲) عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز سوائے قضاء نماز کے جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر والفجر ہے:۔

(سوال ۷۷) جیسا کہ بعد العصر، بعد الفجر کسی قسم کی نوافل پڑھنا ممنوع ہے کیا اسی طرح بعد الظہر بھی کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا، اور اگر پڑھ سکتا ہے تو کیا کسی فقہ کی کتاب سے یہ ثابت ہے یا نہیں، کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر و بعد الفجر کی طرح ہے۔

(جواب) بعد الظہر کا وقت مثل بعد العصر و بعد الفجر کے نہیں ہے۔ عصر و فجر کے بعد نوافل درست نہیں ہیں(۴)۔

فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۸) فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۷. ط.س.ج ۱ ص ۳۷۴. ۱۲ ظفیر.(۲) ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۸. ط.س.ج ۱ ص ۳۷۵ ۱۲ ظفیر.(۳) واما الو قتان الأخران الخ فانه يكره فيهما التطوع فقه ولا يكره فيهما الفرض الخ وهما اى الوقتان المذكوران ما بعد طلوع الفجر الى ان ترتفع الشمس فانه يكره فى هذا الوقت النوافل كلها الا سنة الفجر الخ وما بعد صلوة العصر الى غروب الشمس لحديث ابن عباس الخ (غنية المستملى ج ۱ ص ۲۳۷) ظفیر.(۴) وكره نفل بعد صلاة فجر وصلاة عصر الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۸. ط.س. ج ۱ ص. ط.س.ج ۱ ص ۳۷۴.....۳۷۵م) ظفیر.(۵) وكذا الحكم عن كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقدير ا (ايضاً ج ۱ ص ۳۴۸. ط.س.ج ۱ ص ۳۷۵) لما روى مسلم عن حفصة رضى الله عنه قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طلع الفجر لا يصلى الا ركعتين خفيفتين (غنية المستملى ج ۱ ص ۳۳۷).

نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست نہیں :۔

(سوال ۱/۷۹) جمعہ کے روز نصف النہار کے وقت نفل نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں :۔

(سوال ۲/۸۰) جمعہ کی سنتیں نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) (۱) موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ صحیح نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ صحیح کہتے ہیں لیکن احوط قول امام اعظمؒ کا ہے۔ فقط۔ (۱)

(۲) نہیں پڑھ سکتے۔ (۲) فقط۔

غنودگی کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹا لہذا پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں :۔

(سوال ۸۱) تہجد پڑھ کر، کچھ تسبیحیں پڑھ کر اکڑو بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی، تھوڑی سی دیر میں دیکھا تو سنت پڑھنے کا وقت تھا اس یقین پر کہ وضو نہیں ٹوٹا سنت پڑھ کر مسجد گیا وہاں پر شبہ پیدا ہوا کہ مبادا اکڑو بیٹھنے اور غنودگی سے وضو ٹوٹ گیا ہو تازہ وضو کر کے پھر سنت دو رکعت از سر نو پڑھی اور پھر جماعت فرض میں شریک ہوا یہ شرعاً جائز ہے یا نہ۔

(جواب) سنت جو پہلے پڑھی تھی وہ ہوگئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ (۳) اور جائز بھی نہ تھی۔ (۴) لیکن بوجہ لاعلمی کے جو کچھ ہوا اس میں کچھ مواخذہ اور عذاب نہیں ہے۔ فقط۔

سنت فجر وظہر کی قضا میں فرق کیوں :۔

(سوال ۸۲) صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کی قبل از فرض سنت مؤکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء بعد طلوع شمس پڑھے بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مؤاخذہ نہیں اور ظہر کی سنن قبلیہ اگر قضا ہو جاویں تو بعد ادائے فرض ضرور ادا کرے۔ وجہ فرق کیا ہے۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت بعد طلوع شمس باقی نہیں رہتا۔ (۵) فقط۔

---

(۱) وکرہ تحریما الخ صلاۃ مطلقا ولو قضا اوواجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الا شباہ (درمختار) لکن شراح الهدایة انتصر والقول الا مام واجا بوا عن الحدیث المذکور باحادیث النهی عن الصلوٰۃ وقت الا ستواء فانها. ط.س. ج ا ص ۳۷۰..... ۳۷۱.

(۲) وجمعة کظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لا نها خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۴۰ ط.س. ج ا ص ۳۶۷)

(۳) ایں وجہ سے کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا وفی الخانیة النعاس لا ینقض الوضوء وهو قلیل نوم (ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱۳۲) جب وضو باقی تھا جو نماز اس سے پڑھی درست ہوئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۴) اس لئے کہ اس وقت میں سوائے سنت فجر کے کسی نفل کی اجازت نہیں ہے وکذا الحکم من کراهة نفل الخ بعد طلوع فجر سوی سنة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۴۹ ط.س. ج ا ص ۳۷۵) ظفیر.

(۵) وقت صلاۃ الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثلیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۱ ط.س. ج ا ص ۳۵۹) ظفیر.

وقت زوال اور دوپہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۸۳) عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے۔

(جواب) عین زوال کے وقت یا یوں کہئے کہ استواء اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں ناجائز ہیں اور امام ابویوسفؒ جائز فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے وکرہ تحریما صلوٰۃ مطلقاً ولو قضاء او واجبۃً او نفلاً الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد الخ وفی الشامی لکن شراح الھدایۃ انتصر والقول الا مام(۱) اور احتیاط قول امام اعظمؒ میں ہے اور اوسع قول امام ابویوسفؒ کا ہے۔ فقط۔

آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں:۔

(سوال ۸۴) آفتاب نکلنے پر فوراً نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے۔

(جواب) آفتاب کے نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں ہے بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہئے۔(۲)

نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۵) نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاداء ہے یا نہیں مولانا عبدالحی صاحبؒ مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص ۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے۔ نماز عشاء کے بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور مولانا اشرف علی صاحبؒ بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں کون سی تحریر صحیح ہے۔ اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھی جاوے تو اس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے تو مولوی عبدالحی صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے اور بعض نے مکروہ تنزیہی فان احرھا الی مازاد الی النصف کرہ لتقلیل الجماعۃ در مختار . قولہ کرہ ای تحریماً کما یاتی تقییدہ فی المتن او تنزیھاً وھو الا ظھر کما نذ کرہ عن الحلیہ شامی .(۳) ثم قال تحت قول الماتن تحریماً کذا فی البحر عن القنیہ لکن فی الحلیۃ ان کلام الطحاوی یشیر الی ان الکراھۃ فی تاخیر العشاء تنزیھیۃ وھو الا ظھر .(۴) ۱۲ شامی۔

پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ ہے اور جو مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں ان

....

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۷۰ ظفیر.(۲) مکروہ تحریمہ الخ مع شروق الخ واستواء (درمختار) قولہ مع شروق الخ مالم ترتفع الشمس قدر رمح (رد المحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۴ .ط.س.ج ۱ ص ۳۷۰...... ۳۷۱) ظفیر.(۳) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸ ۱۲ ظفیر.

کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے۔اور علامہ شامی کے قول اور حلیہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے۔اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لے کر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا اور مولانا اشرف علی صاحبؒ کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے تو انہوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے اختیار فرمایا اور یہ ہی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ظہر کا ابتدائی وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۸۶) ظہر کا ابتداء وقت کیا ہے اور اگر کوئی شخص بوجہ اشد ضرورت گیارہ بجے دن کے نماز پڑھ لے تو کیا نماز ہوگی۔

(جواب) ظہر کا ابتداء وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہے جو آج کل قریب ساڑھے بارہ بجے کے ریلوے ٹائم سے ہوتا ہے۔زوال سے پہلے کسی طرح اور کسی وقت اور کسی ضرورت سے درست نہیں۔پس گیارہ بجے کسی طرح نماز ظہر ادا نہیں ہوسکتی۔(۱) بعد از وقت تو نماز بطریق قضاء صحیح ہوجاتی ہے مگر قبل از وقت جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۲)

جمع بین الصلاتین کی تحقیق:۔

(سوال ۸۷) زید اہل حدیث اپنے کو بتلاتا ہے اور بکر حنفی ہے دونوں کا اتفاق سے سفر میں ساتھ ہوگیا۔زید اہل حدیث نے ظہر کے وقت ظہر کی نماز سے ملا کر عصر کی نماز بھی پڑھ لی۔بکر حنفی المذہب نے اس پر اعتراض کیا کہ ابھی وقت عصر کا نہیں ہوا زید نے جواب دیا نماز ظہر وعصر ملا کر پڑھنا حدیثوں میں اکثر آیا ہے اور حضور سرور عالم ﷺ نے اکثر سفر میں و مکان پر ظہر وعصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھا ہے......اس غرض سے کہ میری امت پر آسان ہو۔اور حدیث یہ پیش کرتا ہے اس کے جواز میں جو ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے مسلم شریف کی حدیث بتلاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس ایک حدیث سے تسلی نہ ہو تو اور حدیثیں بھی پیش کرسکتا ہوں ورنہ آپ عدم جواز میں میرے خلاف کوئی حدیث کتب معتبرہ سے پیش کیجئے کہ حضور ﷺ نے ملا کر نہیں پڑھی اور منع کیا ملا کر پڑھنے کو۔زید کہتا ہے کہ ملا کر نماز پڑھنے کو خود حضور کا قول موجود ہے۔وہ قول امام صاحب کا ہے کہ ملا کر نہ پڑھو۔جب حدیث موجود ہے پھر کیوں امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے۔جب خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے قول کو چھوڑ دو جب تم کو حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے۔ایسی حالت میں بکر حنفی المذہب کو کیا کرنا چاہئے اور عدم جواز میں جو حدیثیں ہوں چند حدیثیں بحوالہ کتب معتبرہ مفصل تحریر فرمائیے۔

---

(۱) ووقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲.ط.س.ج ۱ ص ۳۵۹) ظفير. (۲) وشرط فى ادائها الخ دخول لوقت واعتقاد دخوله (درمختار) لوقت اى وقت المكتوبة واعتقاد دخوله او ما يقوم مقام الاعتقاد من غلبة الظن فلو شرع شاكا فيه لا تجزيه (رد المحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۱.ط.س.ج ۱ ص ۴۵۱) ظفير.

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی اکٹھی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے۔ کہا ابو الزبیر نے پس پوچھا میں نے سعید سے کس واسطے کیا اس کو حضرت نے، پس کہا سعید نے پوچھا میں نے ابن عباس سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے۔ پس کہا ابن عباس نے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو کسی کا میری امت میں سے، روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

(جواب) نحمده ونصلی علی رسوله الکریم۔ دو نمازوں کو ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ ظہر کی نماز مثلاً عصر کے وقت میں پڑھیں یا عصر کی ظہر کے وقت میں نہ سفر میں جائز ہے نہ حضر میں۔ رسول اللہ ﷺ سے سفر و حضر میں اس طرح جمع کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں ہر وقت کے حاضر باش تھے آپ کی مسواک اور تکیہ وغیرہ انہیں کے پاس رہتا، وضو کے لئے پانی بھی اکثر وہی مہیا کرتے اسی وجہ سے ان کا لقب صاحب السواک والوسادۃ والطہور ہو گیا تھا۔ فرماتے ہیں قال ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع بین الصلوتین الا بجمع .رواه البخاری ومسلم .(۱) ترجمہ:۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اپنے وقت کے سواء میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں مغرب و عشاء کی مزدلفہ میں۔ روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے اور نسائی ص ۷۱ کی روایت میں ہے عن عبد الله قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی الصلوٰة بوقتها الا بجمع وعرفات. ترجمہ:۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو ہمیشہ اپنے وقت میں پڑھتے تھے، مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔ اور خود حضرت ابن عباسؓ سے جن کی روایت در بارہ جواز جمع بین الصلوٰتین پیش کی گئی ہے۔ روایت ہے من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقداتی بابا من الکبائر رواه الترمذی. (۲) ترجمہ:۔ جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں کو بدون عذر کے اس نے کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ البتہ اس کے اسناد میں ضعف ہے جس کو ترمذیؒ نے بیان فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرما دیا ہے کہ عمل جمہور امت کا باوجود اس ضعف کے اسی حدیث پر ہے۔ یعنی جمع بین الصلوٰتین کو بدون عذر جائز نہیں رکھتے جس سے اس ضعف کا انجبار ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ تلخیص تخریج زیلعی ص ۱۳۱ میں فرماتے ہیں واخرجه البیهقی عن عمر مرفوعاً۔ ترجمہ:۔ اور اس روایت کو بیہقی نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اتنا فرما کر سکوت کرتے ہیں، کوئی قدح اس کی اسناد وغیرہ میں نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ اگر اس کی اسناد میں کوئی نقص ہوتا تو ضرور تحریر فرماتے جیسا کہ ترمذی کی اسناد کو نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے اور نیز حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت ہے عین طاؤس عن ابن عباسؓ قال لا یفوت صلوٰة حتیٰ یجیئ وقت الا خری. رواه الطحاوی واسناده صحیح. (۳) ترجمہ:۔ روایت ہے طاؤس سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آ جاوے۔ روایت کیا اس کو طحاوی نے۔ پس معلوم ہو گیا کہ جب دوسری نماز کا وقت آ جاتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی پہلی نماز فوت ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر جمع بین الصلوٰتین

(۱) نصب الرایه للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الرایه للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.

جائز رکھی جائے تو پھر فوت کے کوئی معنی نہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے عن عبداللہ بن موھب قال سئل ابو ھریرۃ ما التفریط فی الصلوٰۃ قال ان تو خر حتیٰ یجیی ٔ وقت الا خری رواہ الطحاوی. (۱) ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن موہب سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا گیا کہ تفریط فی الصلوۃ کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے طحاوی ص ۹۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا تفریط تقصیر ہے۔ اور حضرت ابوقتادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے ان رسول اللہ علیہ وسلم اما انہ لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل حتی یجیی ٔ وقت الا خریٰ رواہ مسلم وغیرہ. (۲) ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نیند سے جو نماز اتفاقاً قارہ جائے اس میں تقصیر نہیں ہاں تقریط ہے اور قصور اس شخص پر ہے جس نے جاگتے ہوئے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آئے روایت کیا اس کو مسلم وغیرہ نے اور امام طحاوی فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ قول اس وقت فرمایا تھا جب کہ آپ سفر میں تھے اور مخاطب اس حکم کے بھی مسافر تھے جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس حکم میں صرف حضر داخل نہیں بلکہ سفر کا بھی یہی حکم ہے اس لئے سفر میں بھی کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا تفریط و تقصیر ٹھیری۔ پھر کیا کوئی بزرگ آنحضرت ﷺ کی جانب اس کی نسبت کرتے ہوئے نہ شرمائیں گے کہ آپ نے ایک نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھا اور تفریط و تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ تعالیٰ شان النبوۃ عنہ۔

اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی بکثرت شہادتیں اس پر موجود ہیں کہ شارح علیہ السلام نے ہر نماز کے لئے علیحدہ وقت مقرر کیا ہے۔ جس سے اس کو مؤخر کرنا ہرگز جائز نہیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً. (۳) ترجمہ:۔ تحقیق نماز ہی مومنین پر فرض موقت مقرر کیا گیا ہے۔ پھر اگر ایک نماز کو اس کے وقت سے نکال کر دوسرے وقت میں پڑھنا درست ہے تو وقت مقرر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور دیکھئے ارشاد ہوتا ہے:۔ حافظو اعلی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ (۴) ترجمہ:۔ محافظت کرو تم سب نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر۔ اس آیت کی تفسیر میں جہاں مفسرین نے بہت کچھ بیان کیا ہے وہیں محافظت کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوقت الا ول من الصلوٰۃ رضوان اللہ والاخر عفو اللہ رواہ الترمذی۔ (۵) ترجمہ:۔ تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وقت اول نماز کا رضاء اللہ کی ہے اور آخر وقت اللہ کی معافی کا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ یعنی جو شخص اول وقت مستحب میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو آخر میں پڑھتا ہے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تاخیر کو معاف فرما کر اس سے مواخذہ نہیں کرتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالکل وقت ہی سے نکال دے تو پھر قانون شرع میں معافی نہیں اللہ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ امر آخر ہے کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے

---

(۱) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین. جلد اول ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الرایہ للزیلعی ج۲ ص ۱۹۴. ۱۲ ظفیر.
(۳) سورۃ النساء رکوع ۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱. ۱۲ ظفیر. (۵) مشکوۃ باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱. ۱۲ ظفیر.

اور گناہوں کی طرح اس کو بھی معاف فرمادے مگر جرم اس پر قائم ہو چکا۔ یہ چند آیات قرآن اور روایات حدیث ہیں جن سے بحمد اللہ نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھیں۔ نہ حضر میں جائز ہے نہ سفر میں۔ اس وقت انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک منصف کے لئے یہ بھی کفایت سے زیادہ ہیں۔ اور اگر اس کے بعد بھی اور ضرورت ہوئی تو شاید کچھ اور بھی گذارش کیا جائے۔ کیا اتنی روایات صحاح وحسان کے بعد بھی کوئی منصف حضرت یہ کہنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین پر حدیث سے کوئی دلیل نہیں صرف امام صاحب کا قول ہے۔ باقی رہی وہ مسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور جس کو سائل نے نقل کیا ہے۔ سو اول تو وہ حدیث باجماع امت متروک العمل ہے۔ چنانچہ امام ترمذی اپنی علل صغریٰ ص ۲۵۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امت میں سے کسی نے نہیں لیا جس کی علت کو بھی ترمذی نے کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ روایات جو خود حضرت ابن عباسؓ سے جواز جمع کے خلاف پر ذکر کی گئی ہیں اس کی شاہد ہیں کہ خود حضرت ابن عباسؓ بھی جمع بین الصلوٰتین کو بمعنی مذکور جائز نہیں رکھتے اور کیسے جائز رکھ سکتے ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ اس کو تفریط و تقصیر فرماتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ روایت مذکورہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بغرض سہولت ایک نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخر میں اور دوسری کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے تا کہ صورۃً دونوں نمازیں جمع ہو کر سہولت بھی پیدا ہو جائے اور کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر بحکم حدیث مرتکب تفریط و تقصیر بھی نہ ہونا پڑے۔ اس صورت سے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض بھی باقی نہ رہے گا اور یہ ہمارا من گھڑت قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ مسلم ہی میں خود حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی تصریح موجود ہے جو روایت مذکورہ سے چند ہی سطر کے بعد ہے۔ وھی ھذہ عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیاً جمیعاً وسبعاً جمیعاً قلت یا ابا الشعشاء اظنہ اخرا لظھر وعجل العصر واخر المغرب و عجل العشاء قال وانا اظن ذلک رواہ مسلم۔ (۱) ترجمہ: حضرت جابر بن زید سے روایت ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر وعصر) ایک ساتھ اور سات رکعتیں (مغرب وعشاء کی) ایک ساتھ۔ میں نے عرض کیا اے ابو الشعشاء (کنیت ہے حضرت ابن عباسؓ کی) میرا خیال ہے کہ آپ نے ان نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع نہیں کیا بلکہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا ہو گا اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کیا ہو گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس روایت نے صاف بیان کر دیا کہ روایت ابن عباسؓ میں جمع بین الصلوٰتین سے اس کے سوا کچھ مراد نہیں کہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اسی کے اول وقت میں اس طرح ادا کیا گیا کہ جو صورۃً جمع ہو گئی۔ اسی وجہ سے حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کو باوجود شافعی المذہب ہونے اور جمع بین الصلوٰتین کو جائز رکھنے کے اس روایت میں تسلیم کر لینا پڑا کہ اس میں جمع سے مراد وہی ہے جو حنفیہ کہتے ہیں یعنی جمع صورۃً جس کی صورت اوپر مذکور ہوئی۔ اس طرح اور جتنی روایات میں جمع کرنا

(۱) مسلم شریف باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۶، ۱۲ ظفیر۔

ثابت ہوتا ہے سب میں یہی جمع صوری مراد ہے تا کہ احادیث مذکورۃ الصدر کو جن سے عدم جواز جمع معلوم ہوتا ہے خلاف نہ پڑیں اور ان کو چھوڑنا نہ پڑے، اسی لئے قاضی شوکانی جو اہل ظاہر میں سے ہیں ظاہر حدیث پر چلتے ہیں کسی امام کے مقلد نہیں۔ اور جن کی کتابوں کی تقلید اکثر عدم تقلید کے مدعی بھی کیا کرتے ہیں اور ان کی تحریر و تقریر کا مغز انہیں کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے نیل الاوطار میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز فرماتے ہیں۔ لیکن جب تتبع روایات اور غور و تامل کی نوبت آئی تو اس سے رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک رسالہ تشنیف السمع فی ابطال ادلۃ الجمع تصنیف کیا ہے جس میں جمع بین الصلوٰتین کی ادلہ کو باطل کر کے عدم جواز کی حقیقت ثابت کی ہے۔ اس وقت اتنی ہی گذارش پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امید کہ بنظر انصاف و تامل ملاحظہ فرما کر اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو انشاء اللہ اس کے بعد مزید براں عرض خدمت کیا جائے گا بشرطیکہ مقصود اس سے تحقیق حق سمجھی جائے نہ کہ مجادلہ۔

واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل. فقط۔

کیا ظہر و عصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے:۔

(سوال ۸۸) اگر کوئی شخص ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہ، جب کہ اس کو اس بات کا خیال ہے کہ شروع عصر کے وقت سے اخیر وقت تک کاروبار دنیاوی سے فرصت نہ ملے گی، اگر جمع کرنا ظہر و عصر کا جائز ہے تو کب۔

(جواب) ظہر اور عصر ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ رہی۔ حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا کہ وہاں ظہر و عصر جمع کی جاتی ہے۔ اور ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور کہیں اور کسی وقت سفر و حضر میں جمع کرنا ظہر و عصر کا ظہر کے وقت میں درست نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب و عشاء حنفیہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے اور کہیں جمع نہیں ہو سکتی۔ (۱)

---

(۱) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافاللشافعی وما رواہ محمول علی الجمع فعلا، لا وقتا فان جمع فسدو لو قدم الفرض علی وقته حرم لو عکس ای اخرہ عنه وان صح بطریق القضاء الا لحاج بعرفة ومزدلفة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۴.ط.س. ج ۱ ص ۳۸۱......۳۸۲)ظفیر.

الباب الثانی فی الاذان

فرش مسجد پر اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۹) مسجد کے فرش پر کھڑے ہو کر اذان دینا کیسا ہے۔

(جواب) اذان پنجگانہ مسجد کے فرش پر جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اونچی جگہ کھڑے ہو کر مسجد سے باہر کہے۔(۱)

اس مؤذن کا کیا حکم ہے جسے پاکی کی احتیاط نہ ہو اور نہ تلفظ کی:۔

(سوال ۹۰) جس مؤذن کو پاکی وغیرہ کی تمیز نہ ہو اور اس کے اذان الفاظ بھی بالکل غلط ہوں تو ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا درست نہیں اس کی اذان کا لوٹانا درست ہے۔(۲)

اذان دے کسی مسجد میں اور نماز پڑھے کسی مسجد میں یہ فعل کیسا ہے:۔

(سوال ۹۱) عمرو ایک مسجد میں مؤذن ہے اور وہ وہاں سے اذان کہہ کر چلا جاتا ہے۔ نماز کہیں اور پڑھتا ہے یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) یہ فعل اچھا نہیں۔(۳)

ایک مسجد میں اذان دے، دوسری میں امامت کرے یہ فعل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۲) بکر ایک مسجد میں مؤذن ہے اور دوسری مسجد میں امام ہے۔ ایک مسجد میں اذان کہہ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھاتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ اور اس مؤذن کے اذان کہنے میں تو کچھ نقص نہیں ہے۔

(جواب) اذان میں کچھ نقصان نہیں ہے اور دوسری مسجد کا امام ہے تو وہاں امامت کرانا درست ہے۔(۴) فقط۔

دفن اور قحط ووبا میں اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۳) زمانہ قحط اور وبا میں اور دیگر حادثات میں اور دفن میت کے بعد اذان کہنا کیسا ہے۔

(جواب) ان حوادثات میں اذان شارع علیہ السلام سے اور اقوال وافعال سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ

---

(۱) وینبغی ان یوذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذافی فتاویٰ قاضی خان والسنة ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیر انه یرفع صوته (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج۱ ص ۵۴. ط. ماجدیه ج۱ ص۵۵) ظفیر. (۲) ویستحب ان یکون المؤذن عالما بالسنة تقیا فیکره اذان الجاهل والفاسق الخ (غنیة المستملی ص ۳۵۹) ظفیر. (۳) والافضل ان یکون المؤذن هو المقیم (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج۱ ص۵۴) ای لحدیث من اذن فهو یقیم (رد المحتار ج۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

(۴) وان اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول جاز من غیر کراهة وان کان حاضر اویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وان رضی به لا یکره عندنا کذا فی المحیط (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان الفصل الاول ج۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ۵۴) ظفیر.

بدعت ہے۔(۱)

نابالغ لڑکے کی اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۴) نابالغ لڑکے کو اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا نابالغ اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت صحیح ہے۔(۲) فقط۔

مسجد میں اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۵) اذان پنجگانہ و جمعہ کی اذان مسجد میں جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) کوئی اذان مسجد میں مکروہ نہیں ہے۔ خصوصاً اذان خطبہ جمعہ مسجد میں خطیب کے سامنے مسنون ہے۔(۳) فقط۔

آٹھ سالہ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۹۶) لڑکا کس قدر عمر ہونے سے اذان دے سکتا ہے۔ جو لڑکا آٹھ برس کا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور پاکی ناپاکی کا خیال رکھتا ہو ایسا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت بالاتفاق صحیح ہے اور غیر مراہق عاقل ہو تب بھی ظاہر الروایت میں کراہت نہیں ہے اور بعض روایات میں مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ **ویجوز بلا کراهة اذان صبی مراهق وفی الشامی قوله صبی مداهق المرادبه العاقل وان لم یواهق کما هو ظاهر البحر وغیره وقیل یکره لکنه خلاف ظاهر الروایة الخ. شامی .**(۴) فقط۔

جماعت میں عدم حاضری کی وجہ سے گھر میں اذان کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۷) اگر بوجہ کسی عذر قوی کے مسجد میں نہ پہنچ سکے یا اذان مسجد و جماعت میں تاخیر ہو اور اس کو بوجہ بیماری یا کسی اور عذر کے نماز میں تعجیل ہو تو مکان میں اذان کہہ کر نماز پڑھنا جائز ہوگا یا ناجائز۔ مسجد کی اذان و جماعت تک تاخیر نماز نہیں کر سکتا بوجہ عذر کے اور اگر نماز اذان کہہ کر نہیں پڑھتا تو ثواب سے محروم رہتا ہے ایسے موقعہ میں کیا کرے اذان کہے یا نہ کہے یا اذان مسجد تک توقف کرے۔

(جواب) اگر عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہوگئی اور وہ شخص مصر میں ہے تو اذان بھی ساقط ہو جاتی ہے شامی جلد اول ص

(۱) فی الا ختصار علی ماذکر من الواردا شارة الی انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الا ن وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة ومن ظن انه سنة قیاسا علی ند بهما للمو لود الحاق الخاتمة الا مر بابتدائه فلم یصب اه (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۵) ظفیر.

(۲) ویجوز بلاکراهة اذان صبی مراهق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر. (۳) ویوذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب.

(۴) رد المحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱.۲ ظفیر.

۲۸۳ لکن لا یکره ترکه لمصل فی بیته فی المصر لان اذان الحی یکفیه۔(۱) فقط۔

جنبی کو جواب اذان جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۹۸) درحالت جنابت اجابت اذان جائز است یا نہ۔

(جواب) فی الدر المختار ویجیب من سمع الا ذان ولو جنبا الخ یعنی ہر کہ اذان بشنود اجابت کند اگر چہ جنبی باشد وعلله فی الشامی بان اجابة الا ذان لیست باذان. بحر عن الخلاصة ۔فقط۔

مغموم کا اذان کہلوا کر سننا کیسا ہے :۔

(سوال ۹۹) ایک واعظ صاحب فرماتے تھے کہ اگر کسی کو رنج وغم لاحق ہو تو اس کو مناسب ہے کہ کسی سے اذان کہلا کر سنے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ شامی میں نقل کیا ہے کہ مغموم ومہموم کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔(۲)

مکبر کہاں کھڑا ہو :۔

(سوال ۱۰۰) فرائض کی تکبیر کے لئے مکبر کو کہاں کھڑا ہونا مشروع ہے۔ بالکل محاذی امام کے یا دائیں بائیں۔ مستحب مسنون طریقہ کیا ہے۔

(جواب) شرعاً اس میں کوئی تحدید نہیں ہے یعنی اقامت کے لئے شرعاً کوئی جگہ محاذی امام یا جانب یمین وشمال معین نہیں ہے۔ حسب موقع وحسب ضرورت جس طرف اور جس موقع پر مکبر کھڑا ہو کر تکبیر کہے درست ہے۔ اور فقہاء کا اقامت کے لئے کوئی جانب اور کوئی جگہ معین نہ کرنا یہی دلیل ہے عدم تعیین وعدم تحدید کی۔ کسی فقہ کی کتاب میں جانب یمین یا شمال یا محاذات کی تخصیص مکبر کے لئے نہیں کی گئی اور جو کچھ عوام میں مشہور ہے کہ اذان بائیں جانب اور تکبیر داہنی طرف ہو یہ بے اصل ہے۔ فقط۔

اجابت اذان قولاً واجب ہے یا فعلاً :۔

(سوال ۱۰۱) اجابت اذان قولی وفعلی دونوں واجب ہیں یا اول واجب ہے، دوسری مستحب یا عکس اس کا۔

(جواب) اجابت اذان قولاً مستحب ہے اور بالقدم واجب ہے قال فی الشامی ای قال الحلوانی ان الاجابة باللسان مندوبة والواجبة هی الا جابة بالقدم الخ (۴) والتحقیق فی الشامی وقد ذکراشکالاً فی

(۱) بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لها مسجد فلا یکره ترکهما اذا اذان الحی یکفیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر.

(۲) رد المحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵ ظفیر.

(۳) وفی حاشیة البحر للغیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیة ان قدیسن الا ذان لغیر الصلوٰة کما فی اذان المولود والمهموم والمصروع الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الاذان جلد اول ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر.

وجوبها ثم اجاب عند فلینظر ثمہ ۔(۱) فقط۔

بوقت ضرورت ایک آدمی دو مسجد میں اذان دے سکتا ہے:۔

(سوال ۱۰۲) ایک آدمی کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو نماز کون سی مسجد میں پڑھے۔

(جواب) اگر ضرورت ہو درست ہے۔(۲) اور جہاں چاہے نماز پڑھے۔ البتہ بلا ضرورت ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے ویکرہ ان یوذن فی مسجدین لا نه یکون داعیا الی مالا یفعل غنیة المستملی ج ۱ ص ۳۶۱ ظفیر۔

اذان دائیں سے اور تکبیر بائیں سے کہنے کی کچھ حقیقت نہیں:۔

(سوال ۱۰۳) اذان بائیں طرف اور تکبیر داہنی طرف کھڑے ہو کر پڑھنا مشہور ہے اور اس پر اکثر اہل علم کا تعامل دیکھا جاتا ہے بلکہ اس قید و تخصیص کو ضروری و شرعی سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں۔ اور دعاء کے وقت امام کا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھنا نہایت ہی مذموم سمجھتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اذان بائیں طرف اور اقامت داہنی طرف ہونے کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور کسی حدیث وفقہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ بات غلط مشہور ہے ورنہ ان لوگوں کو جو ایسا کہتے ہیں کوئی دلیل لانی چاہئے۔ بلا دلیل اپنی طرف سے شریعت میں ایسی قیدیں لگانا درست نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اور دعاء کے وقت امام کو داہنی طرف اور بائیں طرف پھرنا دونوں حدیث میں آئے ہیں اور دونوں امر کی شرعاً اجازت ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ کرے کہ یہ سمجھے کہ داہنی طرف ہی پھرنا ضروری ہے۔ میں نے بارہا رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف کو پھرے۔(۳) انتہیٰ۔ لیکن یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ زیادہ تر رسول اللہ ﷺ داہنی

---

(۱) قال فی النهر وقوله بوجوب الا جابة بالقدم مشکل ، لا نه یلزم علیه وجوب الاداء فی اول الوقت وفی المسجد، اذلا معنی لا یجاب الذهب دون الصلاة وما فی شهادات المجتبی سمع الاذان وانتظر الا قامة فی بیته لا تقبل شهادته مخرج علی قوله کما لا یخفی وقد سئالت شیخنا الا خ، عن هذا فلم یبد جوابا اه ا قول وبا لله التوفیق ما قاله الا مام الحلوانی مبنی علی ماکان فی زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدة وعدم تکرارها کما هو فی زمنه صلی الله علیه وسلم وزمن الخلفاء بعده وقد علمت ان تکرار ها مکروه فی ظاهر الروایة الا فی روایة عن الا مام وروایة عن ابی یوسف کما قد مناه قریبا و سیاتی ان الراجح عند اهل المذهب وجوب الجماعة وان یا ثم یتفویتها اتفاقا وحینئذ یجب السعی بالقدم لا لاجل الا داء فی اول الوقت اوفی المسجد بل لا جل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلاً، او تکرار ها فی مسجد ان وجد جما عة اخریٰ وکل منهما مکروه فکذا بوجوب الا جابة بالقدم،لا یقال یمکنه ان یجمع باهله فی بیته فلا یلزم شئی من المحذورین، لانا نقول ان مذهب الا مام الحلوانی انه بذالک لا ینال ثواب الجماعة وانه یکون بدعة ومکروها بلا عذر، وسیاتی فی الا مامة ان الا صح انه لو جمع باهله لا یکره وینال ثواب فضیلةالجماعة لکن جماعة المسجد افضل (رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۸.ط.س.ج ا ص۳۹۶)ظفیر.

(۲) یکره له ان یو ذن فی مسجدین (درمختار) لا نه اذا صلی فی المسجد الا ول یکون متنفلا بالا ذان فی المسجد الثانی الخ (ردالمحتارباب الاذان ج ا ص ۳۷۲.ط.س.ج ا ص ۴۰۰)ظفیر. اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ ضرورت ہے اس لئے کراہت نہیں، پھر کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی مسجد میں نفل کی نیت سے جماعت میں لازمی طور پر شریک ہو ہی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال لا یجعل احد کم للشیطان شیئاً من صلا ته یری ان حقاعلیه لا ینصرف الا عن یمینه لقدرأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیر اینصرف عن یساره متفق علیه (مشکوٰۃ باب الدعاء فی التشهد ص ۸۷)ظفیر.

طرف کو پھرتے تھے۔(۱) پس معمول یہ رکھنا چاہئے کہ اکثر داہنی طرف کو پھرے اور کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی پھر جایا کرے۔(۲) فقط۔

صلوافی رحالکم کہنا:۔

(سوال ۱۰۴) کثرت بارش کے وقت جب اذان دینے والا بجائے حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کے صلوافی رحالکم کہے تو جائز ہے یا نہیں جب کہ لوگ مسجد میں نہ آسکیں۔

(جواب) اذان کہنے والا حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح ہی کہے باقی بوجہ کثرت بارش اگر کوئی شخص مسجد میں آکر شریک نہ ہوسکے تو درست ہے اور ترک جماعت بارش کی وجہ سے جائز ہے۔(۳) لیکن اذان میں کچھ تغیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حنفیہ نے اذان میں کچھ تغیر کو اختیار نہیں کیا۔

اقامت میں دائیں بائیں کو مڑنا:۔

(سوال ۱۰۵) اقامت کے اندر بھی مثل اذان کے حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کہنے کے وقت داہنے اور بائیں منہ پھیرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) روایات کتب فقہ سے ظاہر ہے کہ اقامت مثل اذان کے ہے اور جو مواقع اختلاف کے ہیں ان میں فقہاء و محققین نے تحویل وجہ کو نہیں لکھا۔ بلکہ تحویل وجہ میں اقامت کو مثل اذان کے قرار دیا ہے۔(۴) لہذا اراجح یہی ہے کہ تحویل وجہ اقامت میں بھی ہو۔ مگر چونکہ بعض علماء نے اس علت سے کہ اقامت اعلام حاضرین کے لئے ہے تحویل وجہ کو حیعلتین میں سنت نہیں سمجھا اس لئے اس میں گنجائش ہے لیکن جو علماء اس تحویل کو سنت نہیں فرماتے وہ بھی اس کو منع نہیں کرتے بلکہ غایت یہ کہ ضروری نہیں فرماتے تو اس اعتبار سے بھی فعل اس کا اولیٰ ہے ترک سے لہذا معمول بہ بنانا اس کو مناسب ہے۔

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا:۔

(سوال ۱۰۶) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ رواہ مسلم (ایضاً) ظفیر۔

(۲) فاذا تمت صلوٰۃ الامام فهو مخیر انشاء انحرف عن یساره وجعل القلبة عن یمینه وانشاء انحرف عن یمینه وجعل القبلة عن یساره وهذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیه وسلم اجبنا ان نکون عن یمینه حتی یقبل علینا بوجهه فان مفهومه ان وجهه عند الا قبال علیهم کان یقابل من هو عن یمینه وذالک انما یکون اذا کان المسجد عن یمینه والقبلةعن یساره الخ (غنیة المستملی ج ۱ ص ۳۳۰) ظفیر۔

(۳) فلاتجب (ای الجماعة) علی مریض الخ ولا علی عن حال بینه وبینها مطرو طین (درمختار) اشارة بالحیلولة الی ان المراد المطر الکثیر (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۵) ظفیر۔

(۴) والا قامة کا لا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهي انه سنة للفرائض وانه یعا د ان قدم علی الوقت وانه یبدأ با ربع تکبیرات وعدم الترجیع وعدم اللحن والترسل والا لتفات والا ستدارة وزیادة الصلاة خیر من النوم فی اذان الفجر وجعل اصبعیه فی اذنیه ثم استثنیٰ من العشر ثلاثة احکام لا تکون فی الا قامة فابدل الترسل بالحدو الصلوٰة خیر من النوم بقد قامت الصلوٰة وذکر انه لا یضع اصبعیه فی اذنیه فبقیت الا حکام السبعة مشترکة الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر۔

(جواب) علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے۔ پھر جراحی سے نقل کیا ہے۔ ولم یصح فی المر فوع من کل هذا شئی .(۱) اور نہیں صحیح ہوا مرفوع حدیث میں اس میں سے کچھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام ومطعون کرتے ہیں اس لئے اس کو علمائے محققین نے متروک کردیا ہے۔ فقط۔

جمعہ اور عشاء میں تثویب:۔

(سوال ۱۰۷) بعض شہروں میں ایسا کرتے ہیں کہ اول نماز جمعہ کے واسطے اذان، اس کے بعد دومرتبہ بآواز بلند الصلوٰۃ کہہ کر پکارتے ہیں پھر اس کے بعد خطبہ کی اذان ہوتی ہے اور رمضان شریف میں بعد اذان عشاء ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ تثویب ہے جو کہ مختلف فیہ ہے اور احادیث میں اس پر اطلاق بدعت کا کیا گیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس کو جائز فرمایا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ خاص قاضی ومفتی وغیرہ کے لئے اس کو جائز رکھتے ہیں اور اسی کو قاضی خاں نے اختیار کیا ہے پس احوط ترک ہے۔(۲) فقط۔

جمعہ کی دوسری اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۰۸) جمعہ کے روز منبر کے روبرو جو اذان کہی جاتی ہے اس کے جواب دینے کو در مختار نے مکروہ لکھا ہے مگر اس کی حاشیہ ردالمحتار یعنی شامی اور طحطاوی وغیرہ فقہاء محققین نے ترجیح دی ہے یا کہ اس کے خلاف جواب دینے کو استحباب ثابت کیا ہے اور ترجیح وتائید جواب دینے کو دی ہے۔

(جواب) اقول لکن فی الشامی باب الجمعه والظاهر ان مثل ذلک یقال ایضاً فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاهر ان الکراهة علی المؤ ذن دون المرقی لان سنة الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیباً لا ذان المرقی واجابة الا ذان حیئذ مکروهة الخ ص ۵۵۱ شامی .(۳) جلد اول وفیه ایضاً وذکر الزیلعی ان الا حوط الا نصات۔ فقط۔ حاصل یہ ہے کہ اذان ثانی کا جواب دینا مکروہ ہے۔

بے وضو اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۰۹) اگر کبھی اذان بلا وضو پڑھ دی جاوے تو درست ہے یا محلہ والوں پر اس کا کچھ وبال ہے۔

....

(۱) ردالمحتار. باب الا ذان جلد اول ج ۱ ص ۳۷۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۸.۱۲ ظفیر.

(۲) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح مرتین بین الاذان والا قامة حسن لا نه وقت نوم وغفلة وکره فی سائر الصلوٰت معناه العود الی الا علام وهو علی حسب ما تعار فوه وهذا تثویب احدثه علماء الکوفة بعد عهد الصحابة لتغیر احوال الناس وخصوا الفجر به لما ذکر نا والمتاخرون استحسنوه فی الصلوٰت کلها لظهور التوانی فی الا مور الدینیة وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول المؤذن للامیر فی الصلوٰت کلها السلام علیک ایها الا میر الخ واستبعده محمد لان الناس سواسیة فی امر الجماعة وابو یوسف خصهم بذالک لزیادة اشتغالهم بامور المسلمین کیلا تفوتهم الجماعة وعلیٰ هذا القاضی والمفتی (هدایه باب الا ذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعة. مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ج ۱ ص ۷۶۹.ط.س.ج ۱ ص ۱۶۹.۱۲ ظفیر.

(جواب) بے وضو اذان کہنا درست ہے کچھ مواخذہ اور وبال اس میں کسی پر نہیں ہے البتہ بہتر اور افضل یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۱) (اس لئے کہ بعض فقہاء نے بغیر وضو اذان کو مکروہ کہا ہے۔ ویری انه یکره الا ذان ایضا ای علی غیر وضوء. هدایه وقیل یکره (ای الا ذان علی غیر وضوء) لحدیث الترمذی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یو ذن الا متوضیٔ. البحرالرائق. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۷. ۱۲ ظفیر.

اگر امام بغیر تکبیر بوجہ ضعف سماع جماعت شروع کردے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۱۰) امام مسجد نے مصلی پر کھڑے ہوکر مقتدیوں کو تکبیر کے لئے اذن دیا تکبیر میں کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی امام نے بقدر تکبیر تاخیر کرکے بوجہ اپنے ضعف سماع کے نہ سنا اور نیت باندھ لی تو نماز یا ثواب جماعت میں کچھ حرج واقع ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اور ثواب جماعت بھی مل گیا۔ اور اقامت جو کہ سنت ہے متروک ہوگئی۔(۲) لیکن چونکہ بوجہ عدم سماع امام کے ایسا ہوا اس لئے کچھ گناہ نہیں ہوا۔ فقط۔

خشک سالی اور طاعون کے موقع پر اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۱) وباء اور قحط اور خشک سالی طاعون وغیرہ کے موقعہ میں اذان بعد نماز کہنا شرعاً درست ہے یا نہ۔ اگر جائز ہے تو شرعی دلیل کیا ہے۔ اور اگر ممنوع ہے تو ہم نے جو سنا ہے کہ وباء میں غول بیابانی اور جنات کی کثرت ہوتی ہے اور جنات کے دفع کے لئے جو حدیث واذا تغولت الخیلان نادیٰ بالاذان اور حدیث واذا رایٔ الجیرتی فلیطفئه بالتکبیر سے سند جواز پکڑنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وباء اور قحط میں اذان کہنا منقول نہیں ہے اور تغول غیلان کی وقت جو اذان مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر طور سے غیلان جن محسوس ہو مثلاً جنگل وغیرہ میں کسی کو جنات کا احساس ہو اس وقت اذان کہنے کا حکم ہے۔ امراض وبائیہ میں یہ وارد نہیں ہے نہ اس کو اس پر قیاس کرسکتے ہیں کہ قیاس اول تو مجتہد کا معتبر ہے نہ ہم لوگوں کا۔ اور علاوہ بریں قیاس مع الفارق ہے امراض وبائیہ میں تغول غیلان کو محسوس نہیں کیا جاتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویکره اذان جنب واقامة واقامة محدث لا اذا نه علی المذهب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴) ثم اعلم انه ذکر فی الحاوی القدسی عن سنن المؤ ذن کونه رجلا عاقلا صالحا عالما بالسنن والاوقات مواظبا علیه محتسبا ثقة متطهر امستقبلا الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۲) ویکره اداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر اذان واقامة کذا فی فتاویٰ قاضی کان (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۰. ط. ماجدیه ج ۱ س ۵۳) ظفیر.

(۳) والاقامة کالا ذان فیما مر (درمختار) وارادبما مراحکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(۴) وهو سنة الخ للفرائض الخ لا یسن لغیرها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنے تو کیا کرے:۔

(سوال ۱۱۲) قرآن کے حفظ کرنے یا دیکھ کر پڑھنے میں اذان کا جواب جو کہ واجب ہے دینا چاہئے یا قرآن کی تلاوت جاری رکھنا جائز ہے۔

(جواب) اذان کا جواب دینا مستحب ہے اگر قرآن شریف کو بند کر کے جواب اذان کا دے تو اچھا ہے اور اگر قرآن شریف ہی پڑھتا رہے اور جواب نہ دے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

اذان میں ترجیع کی بحث:۔

(سوال ۱/۱۱۳) اذان میں جو بعض آدمی شہادتین جو دو دفعہ ہلکی آواز سے کہہ کر پھر دو دفعہ بلند آواز سے کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

محمد رسول اللہ پر صلی اللہ الخ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲/۱۱۴) اذان و تکبیر میں جب لفظ محمد رسول اللہ آتا ہے تو اذان کا کہنے والا اخیر کہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔

حضرت بلال کی اذان:۔

(سوال ۳/۱۱۵) اذان حضرت بلال کی کون سی ہے۔

(جواب) (۱) یہ ترجیع ہے جو حنفیہ کے نزدیک اذان میں سنت نہیں ہے یہ ابو محذورہؓ کی حدیث میں وارد ہے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض تعلیم شہادتین کے اعادہ کا حکم فرمایا تھا اور حضرت بلالؓ کی اذان اور ملک نازل من السماء کی اذان میں ترجیع نہ تھی۔ اس پر حنفیہ کا عمل ہے۔(۲)

(۲) ایسا کہنا اذان میں ثابت نہیں ہے۔(۳)

(۳) حضرت بلالؓ کی اذان ایسے ہی تھی جیسے اب کہی جاتی ہے (۴) فقط

---

(۱) ویجیب وجوبها وقال الحلوانی ندبا والواجب الا جابة بالقدم من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا و نفسأ و سامع خطبة الخ بخلاف قران (درمختار) لانه لا یفوت ولعله لان تکرار القراء ة انما هو للا جر فلا یفوت بالا جابة بخلاف التعلم فعلی هذا لو یقرأ تعلیما او تعلما لایقطع (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳٦۷ و ج ۱ ص ۳٦۸) ظفیر.

(۲) ولا ترجیع فانه مکروه (درمختار) الترجیع ان یخفف صوته بالشهادتین ثم یر جع فید فعه بهما لا تفاق الروایات علی ان بلا لالم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل بجمیع طرقه الخ (ردالمحتارباب الاذان ج ۱ ص ۳۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۸٦) ظفیر.

(۳) عبداللہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث میں اور دوسری کسی حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مذکور نہیں ہے۔ عبداللہ بن زید کی حدیث میں ہے تقول الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ،اشهد ان محمدا رسول الله الخ (فتح القدیر، باب الا ذان ج ۱ ص ۲۱۱) پھر شرح المہذب للشافعیہ میں صراحت ہے والزیادة فی الاذان مکروهة (البحر الرائق. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۵) ظفیر.

(۴) اس میں ترجیع نہیں ہوتی تھی، دیکھئے کتب حدیث ۱۲ ظفیر

اذان واقامت کے درمیان میں درد پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۶/۱) اقامت واذان میں مؤذن حضرت کے نام پر درود پڑھے یا بہتر کیا ہے۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مسنون ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۷/۲) اذان کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعاء پڑھے۔ مسنون کیا ہے۔

قرآن ودرود شریف پڑھتے ہوئے اذان سنے تو......:۔

(سوال ۱۱۸/۳) کلام مجید یا درود شریف پڑھتا ہو اور اذان ہونے لگے تو اذان کا جواب دے یا نہ دے اور پڑھتا رہے۔

(جواب) (۱) مؤذن کو درمیان اذان واقامت حکم درود شریف پڑھنے کا نہیں ہے۔ اور ایسا ثابت نہیں۔ فقط۔

(۲) ہر طرح درست ہے۔ عمل بلا رفع یدین ہے۔(۱) فقط۔

(۳) درمختار اور شامی میں ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت موقوف کر کے جواب اذان کا دے۔ پس درود شریف کا بھی یہی حکم ہے۔(۲) فقط۔

جمعہ کی اذان نصف النہار کے وقت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۹) جمعہ کی اذان نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اذان قبل الوقت درست نہیں ہے اسی لئے فقہاء اعادہ کا حکم فرماتے ہیں۔(۳) اور وقت جمعہ کا مثل ظہر کے بعد زوال کے شروع ہوتا ہے لہذا اذان جمعہ بعد زوال کے ہونی چاہئے قبل زوال درست نہیں ہے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول الله صلی الله علیه وسلم (درمختار) ای بعد ان یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم لما رواه مسلم الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۲) لو کان فی المسجد حین سمعه لیس علیه الاجابة ولو کان خارجه اجاب الخ فیقطع قراءة القران لو کان یقرء بمنزله ویجیب لو اذان مسجده ولو بمسجد لا (درمختار) الظاهر ان المراد المسارعة للاجابة وعدم القعود لاجل القراءة لاخلال القعود بالسعی الواجب والا فلا مانع من القراءة ما شیا الا ان یراد یقطعها ندبا للاجابة باللسان ایضا الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۳) وهو سنة مؤکدة للفرائض الخمس فی وقتها الخ فیعاد اذان وقع بعضه قبله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶.ط.س.ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(۴) وجمعة کظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

فائتہ نمازوں کے لئے اذان گھر میں اور صحرا میں:۔

(سوال ۱۲۰) گھر میں اور صحرا میں فائتہ نمازوں کے لئے اذان واقامت کا کیا حکم ہے۔

(جواب) گھر میں یا صحرا میں فوائت نمازوں کے لئے اذان واقامت مسنون ہے۔ درمختار میں کہا کہ پہلی فائتہ کے لئے اذان مسنون ہے اور باقی کے لئے اختیار ہے۔ لیکن کہنا اذان کا نہ کہنے سے بہتر اور اقامت کل کے لئے مسنون ہے۔(۱) فقط۔

فجر کی قضاء کے لئے اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۲۱) اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور اس کو پڑھتے وقت اذان کہی جاوے تو اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مسنون ہے یا نہ۔

(جواب) نماز فجر اگر قضا ہوئی اور جماعت کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے تو اذان کہنا اس کے لئے سنت ہے اور اذان ویسے ہی ہونی چاہئے جس طرح صبح کی اذان ہے یعنی مع الصلوٰۃ خیر من النوم کے کما یفیدہ اطلاق قول القہستانی ویسن ان یوذن ویقیم لفائتۃ رافعاً صوتہ لو بجماعۃ او صحراء الخ درمختار۔(۲) فقط۔

تکبیر سے پہلے بسم اللہ:۔

(سوال ۱۲۲) ایک شخص وقت شروع کرنے تکبیر جماعت کے پہلے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر شروع کرتا ہے، دوسرا شخص کہتا ہے یہ ناجائز ہے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے ہر ایک کام کے اول میں بسم اللہ کہنا بہتر اور افضل ہے۔

کیا اقامت وہی کہے جس نے اذان دی ہے:۔

(سوال ۱۲۳) کیا مؤذن ہی کو تکبیر پڑھنا چاہئے دوسرے کے لئے ممنوع ہے۔ اگر مؤذن ملازم مسجد ہو۔ اور اگر کوئی ملازم نہ ہو کبھی کوئی اذان کہتا ہو کبھی کوئی۔

(جواب) خواہ مؤذن تنخواہ دار اور معین ہو اور دائمی اذان کہتا ہو، یا ایسا نہ ہو گاہ گاہ اذان کہتا ہو۔ بہر حال علاوہ موذن کے دوسرے شخص کو تکبیر کہنا درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جس نے اذان کہی وہی تکبیر کہے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔(۳) فقط۔

---

(۱) ویسن ان یو ذن ویقیم لفائتۃ را فعا صوتہ لو بجما عۃ او صحراء لا ببیتہ منفردا، وکذا یسنان لاالی الفوائت لا لفاسدۃ ویخیر فیہ للباقی لوفی مجلس وفعلہ اولی ویقیم للکل (درمختار) ای لا یخیر فی الا قامۃ للباقی بل یکرہ ترکھا (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ وج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰) ظفیر. (۲) الدر المختار . علی ھامش ردا لمختار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰. ۲. ۱ ظفیر. (۳) اقام غیر من اذن بغیبۃ ای الموذن لا یکرہ مطلقا وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشۃ کما کرہ مشیہ فی اقامۃ (درمختار) ان لحقہ وحشۃ ای بان لم یر ض بہ وھذا اختیار خواھر زادہ الخ وقال فی البحر ویدل علیہ اطلاق قول المجمع ولا نکرھھا من غیرہ الخ فلا باس بان یاتی بکل واحد رجل اخر ولکن الافضل ان یکون الموذن ھو المقیم ا ھ ای لحدیث من اذن فھویقم (ردا لمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر.

اذان کا جواب اور دعاء:۔

(سوال ۱۲۴) وقت اذان حکم در حدیث ایجاب بود حالانکہ دریں زمان بعد ختم اذان کلمہ طیبہ می گویند چہ حکم شرعی است۔

(جواب) بوقت اذان سامعین را مستحب است کہ ہماں کلمات را کہ مؤذن میگوید سامعین ہم میگویند و در حیعلتیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ گویند و بعد ختم اذان دعاء ماثورہ اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ الخ بگویند و ظاہر است کہ اتباع ماثور اولیٰ واحب است۔(۱) فقط۔

بوقت اذان کانوں کے سوراخ میں انگلی ڈالنا سنت ہے:۔

(سوال ۱۲۵) اذان اکثر ہاتھ چھوڑ کر یا ایک ہاتھ کان پر رکھ کر جدھر کو چاہے منہ کر کے دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف سنت ہے، مگر اذان ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

اذان جمعہ مسجد سے باہر دی جائے یا اندر:۔

(سوال ۱۲۶) اگر بیرون مسجد اذان جمعہ دی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کے اندر اور مسجد کے باہر اذان دینا برابر زمانہ رسول اللہ ﷺ سے اب تک جاری ہے خطبہ کی اذان مسجد میں ہوتی ہے۔(۳) اور باقی نمازوں کی اذان مسجد سے باہر اور مسجد کے اندر جائز ہے، اور منارہ پر اذان کا ہونا فقہاء نے مشرع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ منارہ خارج از مسجد ہوتا ہے۔ اس کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

تکبیر میں کلمات اذان کی تکرار:۔

(سوال ۱۲۷) عموماً ہم تکبیر کو دو دفعہ کہتے ہیں۔ کیا ایک دفعہ تکبیر کو کہنا جائز ہے اور قد قامت الصلوٰۃ دو دفعہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ تکبیر مثل اذان کے یعنی اللہ اکبر اول چار دفعہ اور باقی کلمات دو دو دفعہ کہنا چاہئے اور قد قامت الصلوٰۃ بھی دو دفعہ کہنا چاہئے، ایک ایک دفعہ کہنا کلمات تکبیر کا مذہب حنفیہ کا نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا والواجب الاجابة بالقدم من سمع الاذان الخ بان یقول بلسانه کمقالته الخ الا في الحیعلتین فیحوقل وفی الصلوٰة خیر من النوم فیقول صدقت وبررت الخ ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول الله صلی الله علیه وسلم (درمختار) وروی البخاری وغیره من قال حین یسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة آت محمد االوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمود الذی وعدته، حلت له شفاعتی یوم القیامة الخ (رد المحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ وج ۱ ص ۳۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر.

(۲) ویجعل ندبا اصبعیه فی صماخ اذنیه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ص ۳۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(۳) ویؤذن ثانیاً بین یدیه ای الخطیب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ص ۷۷۰ واذا جلس الامام علی المنبر اذن المؤذنون بین یدیه الاذان الثانی للتوارث (غنیة المستملی ص ۵۲۰).

(۴) وینبغی ان یوذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یوذن فی المسجد (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۵).

(۵) والاقامة مثل الاذان عندنا الخ ولنا ماروی ابو داؤد عن ابن ابی لیلیٰ عن معاذ الخ (غنیة المستملی ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر.

اللہ اکبر میں واو کا اضافہ غلط ہے:۔

(سوال ۱۲۸) اذان اور نماز میں اللہ اکبر کہنا چاہئے یا اللہ ہو اکبر۔

(جواب) اللہ اکبر پڑھنا چاہئے، اللہ کی ہاء کے آگے واو نہ بڑھانا چاہئے۔(۱) فقط۔

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا:۔

(سوال ۱۲۹) ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ اچھا نہیں مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ:۔

(سوال ۱۳۰) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کیوں زیادہ ہے۔

(جواب) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم زیادہ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔(۳) اور وہ وقت چونکہ غفلت اور نیند کا ہے اس وجہ سے یہ کلمات اس وقت کہنا مستحب ہیں کیونکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز بہتر ہے (۴) سونے سے۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعاء:

(سوال ۱۳۱) اجابت اذان ثانی جمعہ وبعد او دعاء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ خواندن جائز است یا نہ۔

(جواب) صحیح این است کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ است وہمچنیں دعائے ماثورہ اللھم رب ھذہ الدعوۃ الخ۔(۵) فقط۔

جاہل کی اذان:۔

(سوال ۱۳۲) جاہل آدمی کو اذان دینا جس کی زبان سے الفاظ مثل پڑھے ہونے کے نہ نکلتے ہوں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص اذان صحیح نہ کہہ سکے وہ اذان نہ کہے اذان ایسے شخص سے کہلوانی چاہئے جو کلمات اذان کو صحیح کہے خواہ پڑھا ہوا ہو یا نہ ہو۔(۶) فقط۔

---

(۱) اذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ کبر لو قادر اللا فتتاح ای قال وجوبا اللہ اکبر الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۷). ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹ ظفیر. (۲) یکرہ لہ ان یوذن فی مسجدین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذن ج ۱ ص ۳۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر. (۳) عن ابی محذورۃ قال قلت یا رسول اللہ علمنی سنۃ الا ذان قال فمسح مقدم راسہ قال تقول اللہ اکبر اللہ اکبر الخ فان کان صلوٰۃ الصبح قلت الصلوٰۃ خیر من النوم الخ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ باب الا ذان ص ۶۳) ظفیر. (۴) ویقول ندبا بعد فلاح اذان الفجر " الصلوٰۃ خیر من النوم" مرتین لانہ وقت نوم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰). ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸ ظفیر. (۵) وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا ذان ص ۳۷۱) واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۹. ط.س. ج ۳ ص ۱۶۱) ظفیر. (۶) وانما یستحق ثواب الموذنین اذا کان عالما بالسنۃ والا وقات ولو غیر محتسب (درمختار) ای سنۃ الاذان (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴). ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲ القولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لیؤ ذن لکم خیار کم رواہ ابو داؤد الخ وید خل فی الخیار ان لا یلحن فی الاذان لا نہ لا یحل لا فی الا ذان ولا فی القراء ۃ وتحسین الصوت مطلوب لا تلازم بینھما الخ وظھر من ھذا ان التلحین اخراج الحرف عما یجوزلہ فی الا داء الخ (غنیۃ المستملی فصل فی السنن ص ۳۷۰) ظفیر.

اذان مسجد کے اندر ہو یا باہر:۔

(سوال ۱۳۳) اذان مسجد کے فرش سے باہر ہونی چاہئے یا فرش مسجد پر۔ اکثر اشخاص یہ کہتے ہیں کہ مسجد سے باہر اذان نہ دینا چاہئے۔ فرش پر اذان کہنا چاہئے۔ مسجد سے باہر اذان کہنا منع ہے اور اس کے ثبوت میں خطبہ سے قبل جو اذان پڑھی جاتی ہے پیش کرتا ہے۔ یہ اذان مسجد میں کیوں ہوتی ہے اس میں اور پنجگانہ اذان میں کیا فرق ہے اور وہ مسجد کے اندر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اور اگر مسجد سے باہر کوئی اونچی جگہ بنادی جائے اس پر اذان کہی جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) سوائے خطبہ کی اذان کے باقی پنجگانہ نمازوں کے لئے اذان کسی بلند جگہ پر کہنا افضل ہے اور مسجد سے خارج بہتر ہے اگرچہ مسجد میں بھی جائز ہے چنانچہ خطبہ جمعہ کی اذان مسجد میں پیش منبر ہونا اس کی دلیل کافی ہے۔ اور بلند جگہ پر ہونا اذان کا اس لئے مشروع ہے۔ کہ آواز دور تک پہنچ جاوے۔ اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں اذان پنجگانہ خارج عن المسجد ہوتی تھی اور وجہ یہی تھی کہ بلند جگہ پر کہنے کی وجہ سے بعض مکانات متصل مسجد کی چھت پر اذان ہوتی تھی پس اس زمانہ خیر الازمنہ کے اس فعل سے خارج عن المسجد اذان پنجگانہ کا ہونا افضل معلوم ہوا۔ (۱) لیکن ممانعت مسجد میں اذان کہنے سے بھی نہیں ہے اور کوئی وجہ بھی ممانعت کی نہیں ہے کہ مسجد ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے اور اذان بھی ذکر اللہ ہے قال اللہ تعالیٰ **ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان يذكر فيها اسمه.** (۲) الآیۃ۔ فقط۔

کلمات اقامت کا جواب:۔

(سوال ۱۳۴) اقامت میں کلمات مؤذن کا جواب دینا مثل اذان کے مستحب ہے یا مؤکدہ۔ لیکن جب کہ امام کو قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھنے کا حکم ہے تو مقتدی بقیہ کلمات مؤذن کا جواب دے کر شریک جماعت ہوں یا کیا۔

(جواب) مستحب ہے۔ (۳) اور اس مستحب کے اداء کرنے کے لئے علامہ شامی نے یہ فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ امام بعد ختم اقامت تکبیر تحریمہ کہے۔ (۴) فقط۔

اذان کے بعد مسجد کی طرف چلنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۵) سنا ہے کہ اذان ہونے پر جو شخص مسجد میں نہ جاوے تو گنہگار ہے۔ اگر دوسرے شخص کے تاکید کرنے سے بھی وہ نماز کو نہ جاوے تو کافر ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں شک نہیں ہے کہ جو شخص اذان سن کر مسجد میں نہ جاوے اور باجماعت نماز ادا نہ کرے وہ بھی گنہگار

---

(۱) وينبغي ان يو ذن على المئذنة او خارج المسجد الخ والسنة ان يوذن في موضع عال يكون اسمع لجيرانه وير فع صوته ولا يجهد نفسه (عالمگیری مصری باب الا ذان ج ا ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ا ص ۵۵). ظفير

(۲) سورۃ البقرہ رکوع ۱۴. عالمگیری میں ہے "ولا يوذن في المسجد" اس کا منشا یہ ہے کہ اولیٰ کے خلاف ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جائز نہیں ۱۲ ظفیر۔ (۳) ويجيب الا قامة ندبا اجماعا كالا ذان (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الاذان ج ا ص ۳۷۱. ط.س. ج ا ص ۴۰۰) ظفير.

(۴) وشروع الا مام في الصلوٰة مذ قيل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتى اتمها لا باس به اجماعا الخ واعدل المذاهب الخ وفي القهستاني معزيا للخلاصة انه الا صح (درمختار) لان فيه محافظة على فضيلة متا بعة المؤذن واعانة له على الشروع مع الامام (ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوٰة ج ا ص ۴۴۷. ط.س. ج ا ص ۷۹) ظفير.

ہے۔(۱) اور اگر بالکل ہی تارک نماز ہے کہ نہ مسجد میں نماز پڑھنے کو جاتا ہے اور نہ اپنے گھر پر نماز ادا کرتا ہے تو وہ اشد درجہ کا فاسق و عاصی ہے اور بعض ائمہ اس کو کافر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر.** (۲) یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہوگیا یعنی قریب کفر کے ہوگیا اور انکار کرنا فرضیت نماز کا باتفاق کفر ہے۔ **اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ .** فقط۔

اقامت پہلی صف سے ضروری نہیں:۔

(**سوال ۱۳۶**) موذن اقامت اول صف میں پڑھے یا جس صف میں چاہے۔ مستحب کیا ہے۔

(**جواب**) جس صف میں ہو اسی میں اقامت پڑھ سکتا ہے اس میں کچھ قید نہیں ہے اور صف اول میں ہونا ضروری نہیں ہے۔(۳) فقط۔

اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں:۔

(**سوال ۱۳۷**) امام مسجد بلا وضو اذان کہے یا اذان کہہ کر حقہ پینے یا پیشاب پاخانہ کو چلا جائے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(**جواب**) کتب فقہ میں یہ ہے کہ اذان بے وضو مکروہ نہیں ہے۔ یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ **کما فی الدر المختار. ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لا اذانہ علی المذہب الخ.** (۴) لیکن شامی میں منقول ہے کہ اذان باوضو کہنا مسنون ہے شامی میں ہے **ثم اعلم انہ ذکر فی الحاوی القدسی من سنن المؤذن کونہ رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالسنن والاوقات مو اظباً علیہ محتسباً ثقۃ مطھراً مستقبلاً الخ** (۵) اس سے معلوم ہوا کہ باوضو اذان کہنا سنت اور مستحب ہے۔ پس عادت کر لینا ہمیشہ بے وضو اذان کہنے کی برا ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ باقی اگر اذان باوضو کہہ کر پھر ضرورت پیشاب پاخانہ کی ہو تو رفع حاجت کرنا ضروری ہے۔ اور حقہ پینا اصل سے اچھا نہیں ہے اس سے بھی احتراز اولیٰ ہے۔ فقط۔ (اگر حقہ پئے تو مسجد میں آنے سے پہلے منہ اچھی طرح صاف کر لے تاکہ اس کی بدبو سے کسی کو اذیت نہ ہو، ظفیر)

بعد اذان امام و مقتدیوں کو بلانا کیسا ہے:۔

(**سوال ۱۳۸**) موذن کو بعد اذان کے امام یا دیگر نمازیوں کو بلانا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) الجماعۃ سنۃ موکدۃ لقولہ علیہ السلام الجماعۃ من سنن الھدی لا یتخلف عنھا الا منافق (ھدایہ باب الا مامۃ ج ۱ ص ۱۰۹) ظفیر.

(۲) اس وقت ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی۔ مشکوٰۃ میں الفاظ یہ ہیں لا تترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمد افمن ترکھا فقد برأت منہ الذمۃ الخ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل ثالث ص ۵۹) ظفیر.

(۳) ویقیم علی الارض ھکذا فی القنیۃ وفی المسجد ھکذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری باب الا ذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۴. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۵۶) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.

(جواب) یہ اچھا نہیں ہے۔ الابضرورت کبھی ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

سہارا لے کر اذان اور بیٹھ کر اقامت مکروہ ہے:۔

(سوال ۱۳۹) کسے کہ طاقت در بدن نمید ارد اذان تکیہ دادہ میدہد و تکبیر نشستہ میگوید تکبیر او مکروہ است یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ اذان جنب واقامته واقامة محدثٍ لا اذانه واذا ن امرأ ة وخنثى وفاسق (الی) وقاعد الا اذن لنفسه وراكب الا للمسافر الخ. (۲) اور یہ بھی درمختار میں ہے والا قامة كالا ذان الخ. (۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اذان بیٹھ کر مکروہ ہے اقامت بھی بلا عذر بیٹھ کر مکروہ ہے اور بوجہ ضعف کے اذان تکیہ دیوار وغیرہ کا لگا کر کہنا کھڑے ہو کر بلا کراہت کے درست ہے۔ فقط۔

جماعت کے لئے نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۰) محلّہ شیش گران میں صرف ایک مسجد ہے اور محلّہ وسیع ہے۔ اذان کی آواز بھی سب جگہ نہیں جاتی۔ باشندگان محلّہ سب نمازی ہیں، جو کاری گر لوگ ہیں سب نمازوں کے وقت ان کے کام کے ہیں اور کام پر سے اٹھنا اس کے حرج ونقصان کا باعث ہوتا ہے اس لئے وہ جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے۔ نظر برآں یہ ترکیب کی گئی تھی کہ اذان وقت پر ہوتی تھی اور جماعت کی تیاری پر نقارہ کے ذریعہ سے جو خارج مسجد رکھا ہوا ہے کاریگروں کو اطلاع کر دی جاتی تھی اور سب کاریگر آ جاتے تھے، اس میں ان کو جماعت کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا اور جم غفیر کے ساتھ جماعت ہو جاتی تھی۔ اب بعض حضرات نے نقارہ کی ممانعت کی اور جماعت ٹوٹ گئی جس کو توفیق ہوتی ہے فرداً فرداً نماز پڑھ لیتا ہے ورنہ کچھ ضروری نہیں سمجھتا۔ ایسی صورت میں نقارہ کے اعلان کو جو خارج از مسجد ہے کیسا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بابت کیا حکم ہے اور کون ذریعہ اطلاع کا مستحسن ہے۔

(جواب) اعلام بعد الاذان جس کو تثویب کہتے ہیں۔ علماء متقدمین نے اس کو مکروہ اور بدعت کہا ہے اور علماء متاخرین نے بوجہ تساہل کے اس کو جائز رکھا ہے۔ پس بر بنائے مذہب متاخرین اگر اعلام کے واسطے کوئی صورت جماعت کے انتظام کی نہ ہو تو نقارہ کے ساتھ اعلام جائز ہے۔ کما فی الدر المختار والشامي ويثوب بين الا ذان والاقامة فی الكل للكل بما تعارفوه (درمختار كتنحنح اوقامت قامت او الصلوٰة الصلوٰة ولو احد ثوا اعلاما مخالفاً لذلک جاز. (۴) (شامی) فقط (اور جب کہ اذان کی آواز پہنچ جاتی ہو تو بلا ضرورت نقارہ بجانے سے بچنا چاہئے، اس وجہ سے کہ ابتدائے امر اذان میں اس طرح کی تمام صورتیں رد کر دی گئی تھیں۔ ظفیر)

(۱) وكره فی سائر الصلوٰة ومعناه العود الى الا علام وهو على حسب ماتعارفوه هذا تثويب احدثه علماء الكوفة بعد عهد الصحابة لتغير احوال الناس الخ والمتاخرون استحسنوا فی الصلوٰت كلها لظهور التوانی فی الا مور الدينية وقال ابو يوسف لا ارى باسا ان يقول الموذن للا مير فی الصلوٰت كلها السلام عليک ايها الا مير الخ واستبعده محمد رحمة الله عليه لان الناس سواسية فی امر الجماعة الخ (هدايه باب الاذان ج ا ص ۸۴) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الاذان ج ا ص ۳۶۴. ط.س. ج ا ص ۳۹۲. ۱۲. (۳) ايضاً ج ا ص ۳۶۰. ط.س. ج ا ص ۳۸۸. ۱۲ ظفير.
(۴) دیکھئے ردالمحتار للشامی باب الاذن ج ا ص ۳۶۲. ط.س. ج ا ص ۳۸۹. ۱۲ ظفير.

اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۱) در اقامت لفظ قد قامت الصلوٰۃ را بلند کردن چہ حکم دارد۔

(جواب) حرجے دران نیست۔(۱) فقط۔

جیل میں اذان دی جائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۲) جیل میں نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے وہاں اذان کہنا چاہئے یا نہیں یا صرف تکبیر پر اکتفا کیا جائے۔

(جواب) اگر وہاں اذان کی روک ٹوک اور ممانعت نہ ہو تو اذان کہنا اچھا ہے اور ثواب ہے(۲)۔ اور اگر نہ کہیں اور صرف اقامت پر اکتفا کریں تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے۔ درمختار میں ہے **بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لهامسجد فلا یکره ترکهما اذان الحی یکفیه** . اور شامی میں ہے **قوله فی بیته. ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرهما الخ.** (۳) فقط۔

مسجد کے اندر رہتے ہوئے جواب دینا ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۴۳) زید مغرب کی اذان سے پیشتر مسجد میں بیٹھا ہوا چند آدمیوں سے کوئی مسئلہ بیان کر رہا تھا کہ اذان مغرب شروع ہو گئی مگر زید نے اپنی تقریر کو بند نہیں کیا، نہ اذان سنی اور نہ جواب دیا۔ وہ کہتا ہے کہ علم دین سکھانے والے پر جواب اذان واجب نہیں اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) جو شخص مسجد میں بوقت اذان موجود ہو تو اس کو اجابت باللسان کرنا مستحب ہے۔ پس اگر کسی مسئلہ کے بیان کی وجہ سے وہ خاموش نہ ہوا اور اذان کا جواب نہ دیا تو گنہگار نہیں ہوا۔ البتہ بہتر یہ تھا کہ خاموش ہو کر اذان کا جواب دیتا، لیکن ترک مستحب پر طعن نہیں ہو سکتا اور بعض فقہاء اگرچہ وجوب اجابت باللسان کے بھی قائل ہیں مگر صحیح و راجح عدم وجوب ہے۔ (۴) فقط۔

اذان سے پہلے الصلوٰۃ والسلام کی رسم درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۴) اذان کے قبل **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** وغیرہ جس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ہوتی ہے یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) والا قامة مثل الاذان الانه یزید فیها بعد الفلاح قد قامت الصلوٰة مرتین هکذا فعل الملک النازل من السماء وهو المشهور (هدایه باب الا ذان ج ا ص ۸۳) ظفیر.

(۲) قوله ولو بجماعة وعن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه لو اکتفو اباذان الناس اجزاء هم وقد اساؤا (ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۷. ط.س. ج ا ص ۳۹۵) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہی ہے کہ اذان دی جائے ۱۲ ظفیر.

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۷. ط.س. ج ا ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) ویجیب وجو با وقال الحلوانی ند با من سمع الا ذان (در مختار) ای قال الحلوانی ان الا جابة باللسان مندوبة والواجبة هی الا جابة بالقدم (ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۷. ط.س. ج ا ص ۳۹۶) ظفیر.

(۵) اس لئے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۵) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھوں کو بوسہ دینا کیسا ہے۔ جو شخص اس سے منع کرے اس کی اقتداء نماز میں جائز ہے یا نہیں اور جو انگوٹھوں کو بوسہ نہ دے وہ گنہگار ہے یا نہ۔ اگر بوسہ دینا مستحب یا سنت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(جواب) استحباب تقبیل ابہامین کی دلیل شامی کی یہ عبارت ہے یستحب ان یقال عند سماع الا ولیٰ من الشهادتين صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانية منها قرت عيني بك يارسول الله ثم يقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الا بها مین علی العینین فانه علیه السلام یکون قاعداً له فی الجنة کذا فی کنز العباد وقهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفية وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابها میه عند سماع اشهد ان محمداً رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الا ذان انا قاعده ومد خله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی . وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المر فوع من کل هذا شئی الخ . شامی (۱) ج ا ص ۲۶۷۔ باب الاذان۔ آخر عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ کوئی مرفوع حدیث صحیح اس بارہ میں نہیں ہے۔ غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس فعل کو مسنون نہ سمجھے۔ کذا فی الدر المختار۔ پس چونکہ بعض عوام کو اس میں غلو ہو گیا اور اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور ترک پر طعن وملامت کرتے ہیں اس لئے ترک اس کا علماء محققین احوط سمجھتے ہیں۔ اور وہ شخص گناہ گار نہیں۔ اقتداء اس کی درست ہے۔ فقط۔

اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت:۔

(سوال ۱۴۶) ایک شخص اذان میں اپنے سینہ کو دائیں بائیں پھیرتا تھا۔ میں نے اس کو منع کیا کہ اس طرح سینہ پھیرنا منع ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اذان میں حیعلتین میں صرف منہ کو دائیں بائیں متوجہ کیا جاوے سینہ قبلہ کی طرف رہے۔ (۲) فقط۔

اذان کا ضد کی وجہ سے نہ دینا:۔

(سوال ۱۴۷) ایک مسجد میں دو امام ہیں اور دونوں حقیقی بھائی ہیں آپس میں نزاع رہتا ہے اس لئے مسجد میں اذان نہیں کہتے اس خیال سے کہ شاید دوسرے نے اذان کہہ دی ہو اور جو امام آتا ہے جماعت کرا دیتا ہے ایسی صورت میں شرعاً نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے مگر ترک سنت اذان کا گناہ ان کے ذمہ رہتا ہے۔ قال فی الدر المختار

(۱) ردالمختار باب الا ذان ج ا ص ۳۷۰۔ط.س.ج ا ص ۳۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) ویستقبل بهما (ای الاذان والا قامة) القبلة ولو ترک الا ستقبال جازو یکره کذا فی الهدایة واذا انتهی الی الصلوٰة والفلاح حوّل وجهه یمینا وشمالا وقد ماه مکا نهما (عالمگیری کشوری باب الا ذان ج ا ص ۵۴. ط. ماجدیه ج ا ص ۵۶) ظفیر.

وهو سنة للرجال فی مکان عال موکدة هی کا لواجب فی لحوق الاثم (۱) فقط۔

چلتے ہوئے تکبیر شروع کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۸) اگر مؤذن تکبیر کو چلتے ہوئے شروع کر دے اور اپنی جگہ پر پہنچ کر پوری کرے تو یہ خلاف سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف اولیٰ وخلاف سنت ہے الا ان یکون احیاناً عن ضرورة قال فی الدر المختار ویستقبل غیر الراکب القبلة بهما ویکره ترکه تنزیهاً (۲) الخ ظاہر ہے کہ چلتے ہوئے کبھی استقبال قبلہ بھی ترک ہو جاتا ہے (قوله غیر الراکب) عبارة الا مداد الا ان یکون راکباً مسافراً لضرورة السیر الخ .شامی.(۳)

شیعہ کی اذان میں اضافہ اور اس کی حیثیت:۔

(سوال ۱۴۹) شیعہ اپنی مساجد وغیرہ مقامات پر بوقت اذان بآواز بلند کلمہ اشہدان امیر المومنین وامام المتقین علیاً ولی اللہ ووصی رسول اللہ یا حجۃ اللہ ادا کرتے ہیں کیا اہل سنت وجماعت کو ایسے کلمات سننا جائز ہے۔

(جواب) روافض کا اذان میں یہ کلمہ بڑھانا خلاف ہے احادیث صحیحہ کے جو اذان کے بارہ میں مروی ہیں۔ (۴) لہذا بدعت اور ممنوع ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ لفظ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل بھی بڑھا دیویں جیسا کہ بعض جگہ ایسا ہوا ہے تو یہ اور بھی زیادہ برا ہے کیونکہ یہ کذب اور افترا ہے کیونکہ درحقیقت خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ ہیں ان کے بعد حضرت علیؓ ہیں۔ پس ترتیب خلافت اس طریق سے ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا حرام ہے اور بدعت ہے۔ (۵) الغرض اذان میں وہ کلمات بڑھانا جو سوال میں منقول ہیں اہل سنت وجماعت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ یہ روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کی بدعات ومخترعات میں سے ہے۔ حنفیہ وشافعیہ وغیرہما اس کی اجازت نہیں دیتے۔ فقط۔

ننگے سر اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱/۱۵۰) مؤذن کو ننگے سر اذان دینی جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۶ .ط.س. ج ا ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر.
(۲و۳) ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۱ .ط.س. ج ا ص ۳۸۹ اس کے بعد مذکور ہے لان بلالا اذن وهو راکب ثم نزل واقام علی الارض (ایضاً) ۱۲ ظفیر.
(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے مشکوٰۃ باب الاذان ص ۶۳ . ۱۲ ظفیر.
(۵) وافضل الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ ابو بکر الصدیق الخ ثم عمر بن الخطاب الخ ثم عثمان الخ ثم علی بن ابی طالب الخ (شرح فقه اکبر ص ۷۴) ظفیر.

کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲/۱۵۱) ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ایسا کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔

کیا برہنہ سر اذان و نماز روافض کا طریقہ ہے:۔

(سوال ۳/۱۵۲) برہنہ سر نماز پڑھنا یا اذان دینا روافض کا مشرب ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔اذان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔اور نماز میں بھی یہ تفصیل کی ہے کہ سستی سے سر ننگا کرنا مکروہ ہے اور اگر تذلل اور انکسار اور خشوع و خضوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو کراہت نہیں۔(۱) لیکن اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ ننگے سر اذان نہ کہے اور اگر کسی جگہ یہ روافض کا شعار ہو تو پھر ضرور ان کی مخالفت کرے اور ننگے سر اذان نہ کہے تاکہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔درمختار میں ہے وصلوته حاسراً ای کاشفاً راسه للتکاسل ولا باس به للتذلل الخ ولو سقطت قلنسوة فاعادتها افضل الخ درمختار .(۲) فقط۔

نماز کے باطل ہونے کی صورت میں اعادۂ نماز کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں:۔

(سوال ۱۵۳) امام نے بجائے چار رکعت عصر کے سہواً پانچ رکعت ادا کی، کسی نے متنبہ نہیں کیا اب امام اور مقتدی درود وظائف سے فارغ ہو کر دعاء مانگنے کو تیار تھے کہ تعداد رکعات کی بحث شروع ہوئی نماز کا اعادہ کیا گیا اور دوبارہ تکبیر کہی گئی۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر دوبارہ کہہ دی جاوے اس وجہ سے کہ فصل طویل ہو گیا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔کتب فقہ میں تو یہ لکھا ہے صلی السنة بعد الاقامة او حضر الامام بعد ها لا یعید ها بزازیه وینبغی ان اطال الفصل او وجد ما یعد قاطعاً کا کل ان تعاد الخ درمختار .(۳) فقط۔

بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۵۴) بعد اذان رفع یدین کر کے مناجات کرنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر رفع یدین ثابت نہیں ہے۔اگرچہ عموماً دعاء میں رفع یدین کا مستحب ہونا اس کے استحباب کو بھی مقتضی ہے مگر معمول نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وکره کفه الخ وصلاته حاسراای کا شفاراسه للتکاسل ولا باس به للتذلل واما للاهانة بها فکفر (درمختار) قوله ولا باس للتذلل قال فی شرح المنیة فیه اشارة الی ان الاولی ان لا یفعله وان یتذلل ویخشع بقلبه فانهما من افعال القلب ا ه وتعقبه فی الامداد الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة و ما یکره فیها ج ا ص ۵۹۹ .ط.س.ج ا ص ۶۴۰ ...... ۶۴۱) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ا ص ۵۹۹ وج ا ص ۶۰۰ .ط.س.ج ا ص ۶۴۱ .۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان تحت الفروع ج ا ص ۳۷۱ .ط.س.ج ا ص ۴۰۰ .۱۲ ظفیر.

(۴) عن عکرمة عن ابن عباس قال المسئلة ان ترفع یدیک حذو منکبیک او نحوها رواه ابو داؤد (مشکوٰة . کتاب الدعوات (ص ۱۹۶) ظفیر.

کلمات اذان کے جواب کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۱۵۵) تمام کلمات اذان کا جواب بعینہ انہیں کلمات کے ساتھ دینے کا حکم ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے ان کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور ''صدقت و بررت'' کہا جاتا ہے اس کی دلیل عقلی کیا ہے۔

(جواب) اس کی دلیل نقلی کافی ہے۔(۱) فقط۔(عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان اعتراف کرتا ہے کہ عبادات اور دوسری نیکیوں کی بجا آوری رب العزب کی توفیق پر ہے پھر بلانے والے کے جواب میں صرف خود بلانا کوئی عقل سے لگتی بات نہیں۔ظفیر)

اقامت واذان صرف فرائض کے لئے ہے:۔

(سوال ۱۵۶) تکبیر فقط فرض سے پہلے کہی جاتی ہے یا سنت سے پہلے بھی۔

(جواب) اذان اور تکبیر فرائض کے لئے ہے سنتوں کے لئے نہیں۔ ھٰکذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

تکبیر کب شروع کی جائے:۔

(سوال ۱۵۷) بروقت جماعت قبل کھڑے ہونے امام کے مصلے پر تکبیر شروع کی جاوے یا بوقت عدم موجودگی پر۔کیا رسول اللہ ﷺ حجرہ میں سے تکبیر سن کر تشریف لاتے تھے اور یہی معمول تھا یا کبھی کبھی ایسا ہوا ہے۔

(جواب) یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلے پر کھڑا ہو تب تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب کہ مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے۔امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آجائے گا جیسا درمختار میں اس عبارت سے ظاہر ہے ویقوم الا مام والموتم حین حی علی الفلاح اذاکان الا مام یقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیه الامام علی الا ظهر الخ.(۳) فقط۔

---

(۱) حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں ان الفاظ کو بھی دہرانا چاہئے اور لاحول الخ بھی پڑھنا چاہئے کیونکہ دونوں طرح کی روایت موجود ہے واختار فی الفتح الجمع بینهما عملا بالا حادیث (ردالمحتار. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۷) اور لاحول پڑھنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ مؤذن جب نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے تو سننے والا جواب میں کہتا ہے کہ یہ عظیم الشان ذمہ داری ہے اور اس کی بجا آوری ایک اہم کام ہے کیونکہ یہ وہ امانت ہے جو زمین و آسمان پر پیش کی گئی تو وہ بھی تھرا اٹھے اور قبول سے گریز کیا فابین ان یحملنها واشفقن منها (القران) تو پھر ہم جیسے ضعیف و ناتواں کا کیا پوچھنا۔سوائے اس کے کہ خود رب العالمین کی توفیق رفیق راہ ہو اور دستگیری فرمائے اس لئے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ و نا گواری سے خلاصی اور طاعت اللہ کی بجا آوری سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہو سکتی ہے۔واللہ اعلم اور ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کے جواب میں ''صدقت و بررت'' کہہ کر موذن کی تصدیق و تائید کی جاتی ہے اور اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ موقع اسی کا ہے۔ان الفاظ میں نہ خدا کی بڑائی ہے اور نہ شہادتین اس لئے دہرانا مفید نہیں۔واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۲) والا قامة کالا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مرا حکام الا ذان العشرۃ المذکورۃ فی المتن وھی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰.ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(۳) الدر المختار. علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ آداب الصلاۃ ج ۱ ص ۴۴۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۱۸ .۱۲ ظفیر.

مقتدی وامام کب کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۵۸) تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

(جواب) نماز کے آداب میں سے فقہاءؒ نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہوجاویں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہوجاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہوسکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آوے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہوجاویں۔ بہرحال اس میں ہر طرح وسعت ہے۔ مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ وافضل ہے۔(۱) فقط۔

امام کا قد قامت الصلوٰۃ پر ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۱۵۹) اگر کوئی امام تکبیر پوری نہ ہونے دے ہمیشہ قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھ لے تو کیسا ہے۔

(جواب) بہتر یہ ہے کہ تکبیر ختم ہونے پر امام نیت باندھے اور اگر قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھے تو یہ بھی جائز ہے اور متون کتب فقہ میں ایسا ہی لکھتے ہیں مگر اولیٰ اول ہے۔(۲) فقط۔

زنخے کی اذان واقامت کیسی ہے:۔

(سوال ۱۶۰) ایک شخص زنخا ہے نہ مرد ہے نہ عورت ہے اور وہ اذان وتکبیر کہتا ہے کیا اس کی اذان وتکبیر از روئے شرع درست ہے۔

(جواب) اگر وہ خنثیٰ مشکل نہیں ہے اور مرد کی علامت اس کی موجود ہے تو اذان وتکبیر کہنا اور مردوں کی صف میں کھڑا ہونا اس کا جائز ہے۔(۳)

گھر کے اندر اذان وجماعت:۔

(سوال ۱/۱۶۱) زید کے مکان سے ملحق ایک مسجد ہے جو اس وقت شیعوں کے قبضہ میں ہے وہ اپنے طریقہ پر اذان کہتے اور نماز پڑھتے ہیں ایسی حالت میں اگر زید اپنے گھر میں اذان کہہ کر نماز باجماعت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ اندر

(۱) والقیام لامام و مؤ تم حین قیل حی علی الفلاح خلا فالزفر فعنده عند حی علی الصلوٰة ان کان الا مام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الا ظهر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصر هم علیه الا اذا قام الا مام بنفسه فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامته وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(۲) وشروع الا مام فی الصلوٰة مذ قیل قد قامت الصلوٰة لو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الا صح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤ ذن واعانة له علی الشروع مع الا مام (ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل آداب الصلاة ج ۱ ص ۴۴۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(۳) ویکره اذان جنب الخ واذان امرأ ة وخنثی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

مکان کے اذان کہنا کیسا ہے۔

گھر میں جماعت کرنے سے مسجد کی جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۲ / ۲) اس صورت میں مسجد کا ثواب ہوسکتا ہے یا نہیں۔

اگر گھر میں اذان بچوں کو عادی بنانے کے لئے دی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۶۳ / ۳) محض ضلالت کے سد باب کے لئے گھر میں اذان کہی جاتی ہے تا کہ لڑکے اپنی اذان اور نماز کو نہ بھول جائیں۔

(جواب) (۱) مکان میں اذان کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جیسا کہ وراد ہوا ہے کہ محلّہ کی مسجد کی اذان کافی ہے البتہ تکبیر کہہ کر جماعت کر لی جاوے لیکن بحالت موجودہ بوجہ صحیح نہ ہونے اذان مسجد محلّہ کے اور نیز بغرض تعلیم اطفال درست ہے۔(۱)

(۲) مسجد کا ثواب نہ ہوگا لیکن جماعت کا ثواب ملے گا۔(۲)

(۳) یہ وجہ معقول ہے اس حالت میں گھر میں اذان کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۴ / ۱) ایک مسجد کو اہل شیعہ نے صرف اپنے لئے بنا کیا اور بعد میں حنفیہ کو بھی اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت دے دی مگر شیعہ نے ایک شرط یہ کی کہ اذان صرف ایک ہوگی اگر تمہاری اذان پہلے ہوگئی تو ہم اپنی اذان نہیں کہیں گے۔ اگر ہماری اذان پہلے تو پھر تمہاری اذان نہیں ہوگی اسی اذان سے نماز پڑھنی ہوگی تو شیعہ کی اذان سے حنفیہ اپنی نماز جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

(جواب) شیعہ کی اذان سے سنیت اذان نہ ہوگی لہذا دوبارہ کہنا اذان کا موافق اذان اہل سنت و جماعت ضروری ہے اور شیعہ کی اذان کافی نہیں ہے۔ لہذا شیعہ کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا جائے اور اپنی اذان ہر ایک وقت میں کہی جائے اور اگر شیعہ اس کو نہ مانیں تو ان کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں کہ اذان شعار اسلام سے ہے ترک کرنا اس کا جائز نہیں ہے۔ اور شیعہ کی اذان چونکہ شریعت میں معتبر نہیں ہے لہذا وہ کالعدم ہے بلکہ ان کی اذان کے بعض کلمات معصیت ہیں اس سے احتراز

---

(۱) وکرہ ترکھمالمسافر ولو منفردا الخ بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لها مسجد فلا یکرہ ترکھما اذا ذان الحی یکفیه (درمختار) وعن ابی حنیفة لو اکتفوا باذان الناس اجزاء هم وقد اساؤافرق بین الواحد والجماعةفی هذه الروایة بحر (قوله فی بیته) ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرهما قهستانی الخ قوله لها مسجد ای فیه اذان و اقامة والا فحکمه کالمسافر صدر الشریعة(رد المختار باب الا ذان ج ۱ ص ۲۶۶ و ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۴)ظفیر.

(۲) والجماعة سنة مؤکدة للرجال الخ واقلها اثنان واحد مع الا مام الخ فی مسجد او غیرہ (درمختار) قال فی القنیة واختلف العلماء فی اقا متها فی البیت والا صح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الا فضلیة اه(ردالمحتار.باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۵ و ج ۱ ص ۵۱۷.ط.س.ج ۱ ص ۵۵۳)محمد ظفیر الدین غفرله.

لازم ہے۔(۱) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کی حرکت:۔

(سوال ۱۶۵) اذان واقامت وتکبیرات میں لفظ اللہ اکبر اللہ اکبر کی راء اول کو وصل کی حالت میں مفتوح پڑھنا چاہئے یا مضموم ۔ ردالمحتار میں فتح کو سنت لکھا ہے۔

(جواب) اللہ اکبر اول کی راء کو ساکن کرے یا مفتوح اور اللہ اکبر ثانی کو ساکن کرے وقفاً کما فی الشامی . وحاصلها ان السنة ان يسكن الراء من الله اكبر الا ول او يصلها بالله اكبر الثاني فان سكنها كفى وان وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة لان طلب الوقف على اكبر الاول صيره كالساكن اصالةً فحرک بالفتح الخ شامی(۲) عن رسالة اسبد عبدالغنی .فقط.

امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی تو کیا پھر تکبیر کہی جائے:۔

(سوال ۱۶۶) امام مصلے پر رومال یا عمامہ باندھ رہا تھا کہ مؤذن نے تکبیر ختم کر دی، امام نے کہا پھر تکبیر کہو آیا دوبارہ تکبیر کی ضرورت تھی یا نہیں۔

(جواب) دوبارہ تکبیر کہنے کی اس صورت میں ضرورت نہ تھی۔ (۳)

بالغ نہ ہو تو نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱/۱۶۷) نابالغ لڑکے کی اذان درصورت یا عدم صورت شخص بالغ جائز ہوگی یا نہیں۔ ہر دو صورت میں حکم سے معزز فرمایئے۔

تکبیر کس جانب سے کہی جاوے:۔

(سوال ۲/۱۶۸) تکبیر بائیں جانب جائز ہے یا نہیں۔ یا داہنی جانب ہی کہی جاوے۔

(جواب)(۱) نابالغ لڑکے اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ ادا ہو جاتی ہے مگر کراہت

....

(۱) الاذان سنة لاداء المكتوبات بالجماعة الخ الاذان خمس عشرة كلمة واخره عندنا لا اله الا الله وهي الله اكبر الله اكبر الخ (عالمگيرى مصرى الباب الثانى فى الاذان ج ا ص ۵۰ وج ا ص ۵۲ .ط.ماجديه ج ا ص ۵۶) قوله كا لواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد لو اجتمع اهل بلدة على تركه قاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته وجسته الخ والقتال عليه لما انه من اعلام الدين وفى تركه استخفاف ظاهر به الخ (ردالمحتار. باب الاذان ج ا ص ۳۵۷.ط.س.ج ا ص ۳۸۴) ظفير.

(۲) ردالمحتار. باب الا ذان ج ا ص ۳۵۹.ط.س.ج ا ص ۳۸۶. ۱۲ ظفير.

(۳) صلى السنة بعد الاقامة او حضر الا مام بعدها لا يعيد ها بزازيه وينبغي ان طال الفصل او وجد ما يعد قاطعا كاكل ان تعاد (درمختار) اقول قال فى اخر شرح المنية اقام الموذن ولم يصل الا مام ركعتى الفجر يصليهما ولا تعاد الا قامة لان تكرارها غير مشروع اذا لم يقطعها قاطع من كلام كثيرا وعمل كثير مما يقطع المجلس فى سجدة التلاوة ۱ ه (ردالمحتار. باب الاذان ج ا ص ۳۷۱ و ج ا ص ۳۷۲.ط.س.ج ا ص ۴۰۰) ظفير.

تنزیہی کے ساتھ اور تفصیل اس میں یہ ہے کہ نابالغ مراہق کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) اور جو نابالغ بہت چھوٹا اور غیر عاقل بے سمجھ ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ کذا فی الشامی۔(۲)

(۲) تکبیر بائیں جانب بھی درست ہے۔ داہنی جانب کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ فقط۔

تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہو تو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۱۶۹) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا، یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں۔

(جواب) عبارت شامی کی لان تکرارھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر (۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا نہیں اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو۔ قصور ہے۔

جاہل جمع ہو کر تنہا تنہا نماز پڑھیں تو کیا اذان نہیں ہے:۔

(سوال ۱۷۰) مسجد میں دو چار آدمی جمع ہوتے ہیں اور سب جاہل ہیں امامت کے قابل کوئی نہیں سب علیٰحدہ علیٰحدہ نماز پڑھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اذان پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اور امامت کے ساتھ نماز پڑھی جائے یا علیٰحدہ علیٰحدہ۔

(جواب) بحالت مذکورہ اذان نہ چھوڑی جائے جماعت ہو یا نہ ہو۔(۴) اول تو جماعت ضرور کرنی چاہئے۔ امامت کے لائق کوئی ہو یا نہ ہو۔ جاہلوں کا امام جاہل ہو سکتا ہے۔(۵) جماعت سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے۔ بلا عذر جماعت نہ چھوڑی جائے۔(۶) فقط۔

تکرار جماعت کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۱) جو مسجد لب سڑک ہو اس میں پہلی جماعت ہو چکی ہو۔ اگر دوسری جماعت کرائی جاوے تو کیا اس دوسری جماعت کے لئے بھی تکبیر ثانی کہنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر امام ومؤذن اس مسجد کا مقرر نہ ہو تو جماعت ثانیہ اس مسجد میں درست ہے اور اقامت یعنی تکبیر ثانی کہی

....

(۱) ویجوز بلا کراھة اذان صبي مراھق (درمختار) المراد به العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیره. قوله بلا کراھة ای تحریمیة لان التنزیھیة ثابتة لما في البحر عن الخلاصة ان غیر ھم اولی منھم ا ه اقول وقد منا اول کتاب الطھارة الکلام فی ان خلاف الا ولی مکروھالخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر.

(۲) ویکره اذان جنب الخ وسکران ولو بمباح کمعتو وصبی لا یعقل (درمختار) وظاھره ان الکراھة تحریمیة (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲).

(۳) ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۲. ۱۲ ظفیر. درمختار میں ھے وینبغی ان طال الفصل اووجد ما بعدقاطعا کا کل ان تعاد ایضاً ص ۳۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹.

(۴) الا ذان سنة للصلوٰة الخمس والجمعة لا سواھا (ھدایه باب الا ذان ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

(۵) امامة الامي قوما امیین جائزة کذا فی سراجیة (عالمگیری مصری باب الا مامة ج ۱ ص ۸۰. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۵) ظفیر. (۶) الجماعة سنة مؤکدة الخ وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغین الا حرار القادرین علی الصلوٰة بالجماعة من غیر حرج (ایضاً ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اذان میں حی علی الفلاح کی جگہ حی علی خیر العمل کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا درست ہے یا نہیں۔ کوئی حدیث موجود ہے یا نہیں اور متقدمین اور متاخرین کا کیا عمل رہا ہے۔

(جواب) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا جائز نہیں ہے۔ تمام احادیث صحیحہ میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح وارد ہے۔ ملک نازل من السماء کی اذان میں یہ ہی کلمات ہیں حی علیٰ خیر العمل نہیں ہے۔(۲) اور فرشۃ نازل من السماء ہی کی اذان اس بارہ میں اصل ہے اسی کو رسول اللہ ﷺ نے ثابت و قائم رکھا اس پر سب صحابہ اور تمام امت کا عمل در آمد رہا ہے اور ہے۔ خلاف سنت متوارثہ اور خلاف اجماع کوئی امر اختیار کرنا سراسر گمراہی اور ضلالت ہے من شذ شذ فی النار۔(۳) حدیث شریف میں وارد ہے۔ تمام ائمۂ دین کا یہی مسلک اور طریقہ ہے۔ کسی کا اس میں خلاف نہیں بجز روافض کے۔(۴) خذ لھم اللہ تعالیٰ. فقط۔

بلند آواز آدمی نہ ہو تو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۳) اگر کوئی شخص بلند آواز بوقت اذان کے مسجد میں موجود نہ ہو اور موذن مقرر نہ ہو تو کم آواز والوں کو اذان کہنا جائز ہے یا آخر وقت تک بلند آواز والے کا انتظار کرے؟

(جواب) موذن کا جہر الصوت ہونا امر مستحب ہے اس کے انتظار کے لئے اخیر وقت تک اذان موخر کرنا نہیں چاہئے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوقت الاول رضوان اللہ الحدیث.(۵) فقط۔

تکبیر داہنی جانب اور اذان بائیں جانب ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں:۔

(سوال ۱۷۴) تکبیر داہنی جانب ہونی چاہئے یا بائیں جانب، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور تکبیر داہنی جانب۔ حضور ﷺ نے ایسا کیا اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اس کے برعکس کرنا ثواب میں کمی کرنا ہے۔ دوسرے

---

(۱) بل یکرہ فعلھما وتکرار الجماعۃ الا فی مسجد علی طریق فلا باس بذالک (درمختار) قولہ الا فی مسجد علی طریق ھو ما لیس لہ امام و مؤذن راتب فلا یکرہ التکرار فیہ باذان واقامۃ بل ھو الا فضل خانیہ (ردالمحتار. باب الا ذان مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد ج ۱ ص ۳۶۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب الاذان ص ۶۳ و ص ۶۴ نیز حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اذان سکھائی ہے اس میں حی علی الفلاح ہے۔ عن ابی محذورۃ قال القی علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاذین ھو بنفسہ فقال قل اللہ اکبر ، اللہ اکبر، اللہ اکبر ، اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ ، اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ ، حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح حی علی الفلاح الخ رواہ مسلم (ایضاً) ظفیر. (۳) مشکوٰۃ عن الترمذی باب الا عتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۴) فی شرح المھذب للشافعیۃ یکرہ ان یقال فی الا ذان "حتی علی خیر العمل" لا نہ لم یثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والزیادۃ فی الا ذان مکروھۃ وقد سمعنا ہ الاذان عن الزیدیۃ ببعض البلاد (البحر الرائق . باب الاذان ج ۱ ص ۲۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱) ظفیر.

(۵) مشکوٰۃ عن الترمذی باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱۔ ۱۲ ظفیر۔

صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں امر مساوی ہیں تعین کرنا بدعت ہے کیونکہ اس کی تعیین ثابت نہیں۔

(جواب) یہ مشہور بے اصل ہے، شریعت میں اس کا کچھ حکم نہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور اقامت داہنی جانب ہو، بلکہ جس طرف اتفاق ہو اذان و اقامت درست ہے کچھ کراہت کسی جانب میں نہیں ہے۔ جس نے داہنی جانب تکبیر کہنے میں ثواب زیادہ بتلایا ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ کسی فقہ میں آپ نے کوئی تصریح دیکھی ہے۔ یا حدیث میں یہ بات ہے۔ یہ بات تو دوسری ہے کہ مقتدی داہنی طرف کھڑے ہونے والے کو زیادہ ثواب حدیث سے ثابت ہے۔ مگر اقامت داہنی طرف ہونے میں زیادہ ثواب ہونا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ میں تکبیر کون کہے جب پہلی اذان کوئی اور پکارے اور دوسری کوئی اور:۔

(سوال ۱۷۵/۱) جمعہ کے روز اذان اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ منبر کے سامنے کی دوسرے نے۔ تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے۔

اذان یا تکبیر غلط کہے تو اسے لوٹائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۶/۲) کوئی شخص اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوے یا نہیں۔

(جواب) (۱) دونوں میں سے جو چاہے تکبیر کہہ دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

(۲) لوٹائی جاوے۔(۲) فقط۔

اذان میں محمد رسول اللہ پر درود پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۷) اذان کے اندر رسول اللہ ﷺ کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اذان میں جب نام رسول اللہ ﷺ کا سنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ پس جس وقت مؤذن سے کلمہ اشہد ان محمد رسول اللہ سنے خود بھی یہ کلمہ کہ کر ﷺ کہے۔(۳)

---

(۱) وفی الفتاوی الظهيرية والا فضل ان يكون المقيم هو المؤذن ولو اقام غيره جاز (البحر الرائق باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۰ وج ۱ ص ۲۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۵۷) معلوم ہوا کہ مؤذن کا تکبیر کہنا افضل ہے اور جمعہ میں دوسری اذان ہی اصل ہے۔ جو منبر کے سامنے ہوتی ہے واختلف في المراد بالا ذان الا ول فقيل الا ذان الاول باعتبار المشروعية وهو الذى بين يدى المنبر لا نه الذى كان اولا فى زمنه عليه السلام وزمن ابى بكر وعمر حتى احدث عثمان الا ذان الثاني على الزوراء حين كثر الناس والا صح انه الا ول باعتبار الوقت (غنية المستملي فصل فى الجمعة ص ۵۱۹) لہذا قاعدہ میں منبر والی اذان جو کہے وہ مقدم ہوگا۔ والله اعلم.

(۲) غلط اذان سے جب اذان مسنون ادا نہ ہوئی تو اس کا اعادہ ہوگا۔ جس طرح غیر عاقل بچہ کی اذان لوٹائی جائے گی وصبى غير العاقل اذا اذنوايجب ان يعاد لعدم حصول المقصود الخ ولو قدم فى اذان واقامةشيئا على محله يعود الى الترتيب ولا يستانف (غنية المستملي ص ۳۶۱) ظفیر.

(۳) اذان میں تو اشہد ان محمد ارسول اللہ کے جواب میں اشہد ان محمد ارسول اللہ کی صراحت ہے مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذا قال المؤذن الله اكبر الله اكبر فقال احد كم، الله اكبر، الله اكبر ، ثم قال اشهد ان لا اله الا الله قال اشهد ان لا اله الا الله، ثم قال اشهد ان محمد ارسول الله ، قال اشهد ان محمدا رسول الله الحديث (مشكوة باب فضل الا ذان واجابة المؤذن فصل اول) البتہ اذان کے ختم پر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ ارشاد نبوی ہے اذا سمعتم المؤذن فقولو امثل ما يقول ثم صلواعلى فانه من صلى علىّ صلوٰة صلى الله عليه بها عشرا الخ رواه مسلم (ايضاً) والله اعلم ۱۲ ظفير.

جوتے پہن کر اذان دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۸/۱)اذان جوتے سمیت جائز ہے یا نہیں؟

اذان بلا وضو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۹/۱)اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) جائز ہے۔(۱)

(۲) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۲)

غیر مقلد کی تکبیر سے نماز میں نقص نہیں ہوتا:۔

(سوال ۱۸۰)ایک غیر مقلد نے بلا اجازت موذن کے اذان وخطبہ جمعہ اس طرح کہی کہ بجائے دوکلموں کے ایک کلمہ اور بجائے چار کے دو کلمے کہے پھر موذن نے دوبارہ اذان صحیح طور پر پڑھی، اس پر غیر مقلد نے تیسری بار پھر اذان پڑھی اس سے حنفیوں کی نماز میں تو کچھ نقصان نہیں ہوا؟

(جواب)حنفیوں کی نماز میں اس سے کچھ فرق نہیں آیا باقی غیر مقلد نے جو ضداً تیسری بار تکبیر کہی یہ برا کیا اس میں وہ گنہگار ہوا کہ دین کی کاموں میں ضد اور نفسانیت سے کام لیتا ہے۔فقط۔

اقامت میں دیر ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۱)اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادۂ اقامت کی حاجت ہے یا نہ؟

(جواب)عبارت شامی کی لان تکرار ھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر او عمل کثیر (ج ۱ ص ۳۷۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا فعل یا اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو برابر ہے۔(۳) فقط۔

متعین امام کی بغیر اجازت امام واذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۲)موذن وامام کی بغیر اجازت اذان کہنا اور امام ہونا کیسا ہے؟

---

(۱)وینبغی لدا خله تعاهد نعله وخفه صلاته فیهما افضل(درمختار) قوله وصلاته فیهما ای فی النعل والخف الطاهرین افضل مخا لفة للیهود و فی الحدیث صلوافی نعالکم ولا تشبهوا ،بالیهود رواه الطبرانی (ردالمحتارمطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ .ط.س. ج ۱ ص ۶۵۷)جب نماز جائز ہوئی تو اذان بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔والله اعلم ۱۲ ظفیر.

(۲)ویکره اذان جنب واقامة محدث لا اذانه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۴۰۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۲)ظفیر.

(۳)صلی السنة بعد الا قامة او حضر الا مام بعد ها لایعید ها بزازیه وینبغی ان طال الفصل او وجد ما یعد قاطعا کا کل ان تعاد (درمختار) قال فی اخرشرح المنیة اقام الموذن ولم یصل الا مام رکعتی الفجر یصلیهما ولا تعاد الا قامة لان تکرارها غیر مشروع اذا لم یقطعها قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر مما یقطع المجلس فی سجدة التلاوة ا ه(ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ وج ۱ ص ۳۷۲.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰)ظفیر.

(جواب) موذن و امام مقرر کی بلا اجازت اذان کہنا اور امام ہونا مکروہ ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

صبح کی اذان کس وقت کہی جاوے:۔

(سوال ۱۸۳) بعض لوگ بوقت ۴ بجے صبح کی اذان کہہ دیتے ہیں۔ صبح کی اذان کس وقت کہنی چاہئے؟

(جواب) صبح کی اذان کا وقت صبح صادق ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ آج کل صبح صادق ۵ بجے ہوتی ہے اس سے پہلے اذان نہ کہنی چاہئے۔ وقت سے پہلے اذان نہیں ہوتی۔ اگر وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو لوٹائی جاوے۔ درمختار میں ہے **فیعاد اذان وقع قبله**(۲) الخ ص ۴۰۰ (جلد اول شامی) اور نیز درمختار میں ہے **وانما یستحق ثواب المؤذنین اذا کان عالما بالسنة والا وقات**(۳) ص ۴۰۶۔ یعنی اذان کا ثواب اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ اذان طریق سنت کے موافق کہنا جانتا ہو اور وقت کو پہچانتا ہو۔ فقط۔

اذان بلا ترجیع افضل ہے:۔

(سوال ۱۸۴ / ۱) اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع؟

(سوال ۱۸۵ / ۲) سنن ابی داؤد کی وہ حدیث جس سے روز جمعہ اذان دوم دروازہ مسجد پر کہنا ثابت کیا جا رہا ہے وہ صحیح ہے یا ضعیف یا کیا وجہ رکھتی ہے؟

(جواب) (۱) عند الحنفیہ اذان میں ترجیع نہیں ہے بلکہ درمختار میں فرمایا ہے کہ ترجیع مکروہ ہے **ولا ترجیع فانه مکروه ملتقی.** شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے۔ اور یہ بھی شامی میں ہے **لا تفاق الروایات علی ان بلا لاً لم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل من السماء بجمیع طرقه الخ.**(۴)

(۲) اذان دوم جمعہ منبر کے پاس خطیب کے سامنے ہونا مسنون ہے۔ درمختار میں ہے **ویو ذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب الخ اذا جلس علی المنبر قوله ویوذن ثانیا بین یدیه الخ.**(۵) **ای علی سبیل السنة.**(۶) پس حنفیہ کے لئے یہ حجت کافی ہے اور حدیث ابوداؤد کے متعلق بحث اور تفصیل مطولات میں ہے مقلدین کو

---

(۱) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یومن الرجل فی سلطانه ولا یقعد فی بیته علی تکر مته الا باذنه رواه مسلم (مشکوٰة باب الا مامة) صح عن ابن عمر ان امام المسجد مقدم علی غیر السلطان (الی قوله) ولا علی امام الحی ورب البیت الا بالا ذن قاله الطیبی (مرقات ج۲ ص ۹۰) اقام غیر من اذن بغیبته ای الموذن لا یکره مطلقا وان بحضوره کره ان لحقه وحشة کما کره مشیه فی اقامته (درمختار) قوله ان لحقه وحشة ای بان لم یرض به وهذاختیار خواهرزاده ومشی علیه فی الدرر والخانیة لکن فی الخلاصة ان لم یرض به یکره وجواب الروایة انه لا باس به مطلقا اه قلت وبه صرح الا مام الطحاوی فی مجمع الا ثار معزیا الی ائمتنا الثلاثة وقال فی البحر ویدل علیه اطلاق قول المجمع ولا نکرهها من غیره فما فی شرحه لا بن ملک انه لو حضر ولم یرض یکره اتفاقا، فیه نظر اه وکذا یدل علیه اطلاق الکافی معللا بان کل واحد ذکر فلا باس بان یاتی بکل واحد رجل اخر ولکن الا فضل ان یکون الموذن هو المقیم اه ای الحدیث من اذن فهو یقیم وتمامه فی حاشیة نوح (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۸.ط.س.ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفیر. (۳) ایضا ج ۱ ص ۳۶۴.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۹.ط.س.ج ۱ ص ۳۸۶ باب الا ذان مع هامشه.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰.ط.س.ج ۲ ص ۱۶۱ باب الجمعه ۱۲ ظفیر.

(۶) ردالمحتار. باب الجمعه ج ۱ ص ۷۷۰. ۱۲ ظفیر.

اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ کتب فقہ کے موافق مسائل پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

خطبہ کی اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۸۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) درست نہیں کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقافی الا ذان بین یدی الخطیب. (۱) فقط واللہ اعلم۔

نمازیوں کی خبر کے لئے مسجد میں نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۷) مسجد میں واسطے حاضری نمازیوں کے نقارہ بجانا کیسا ہے۔

(جواب) اذان کہیں۔ (۲) نقارہ مسجد میں حاضری کے واسطے درست نہیں۔ (۳) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۸) اشھدان محمد ررسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہہ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اشھدان محمد ررسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے اور بعض روایات اس بارہ میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہیں اور قول وفعل رسول اللہ ﷺ وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ عمل ثابت نہیں ہے۔ پس ترک اس کا احوط ہے بوقت اذان جو کلمات منقول ہیں اس کو معمول بنانا چاہئے۔ احداث فی الدین نہ کرے۔ فقط۔

جواب صحیح ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ بعض احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں قطع نظر صحت سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔ ایک یہ کہ ان روایات میں یہ عمل بطور علاج وحفاظت رمد کے آیا ہے جو ایک امر دنیوی ہے اس میں کوئی فضیلت وغیرہ ثواب نہیں اور اب لوگ اس کو ثواب وتعظیم نبوی کہ امر دینی ہے سمجھ کر کرتے ہیں اور تداوی کو عبادت سمجھنا بدعت ہے اس لئے یہ اس اعتقاد سے بدعت ہوگا۔ دوم یہ کہ کرنے والے اس کا التزام عملی و اعتقادی کرتے ہیں اور تارک کو مطعون سمجھتے ہیں۔ (۴) فقط کتبہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم۔

---

(۱) الدر المختار مجتبائی. باب الا ذان ج ا ص ۶۵. ط.س. ج ا ص ۳۹۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) لان الا ذان من اعلام الدین کماری ص ۳۵۷.

(۳) وفی حدیث ابی داؤد عن عبداللہ بن زید قال لما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب بہ الناس لجمع الصلوٰۃ طاف لی وانا نائم (الی قولہ) تقول اللہ اکبر اللہ اکبر (الی اخر الحدیث) کبیری ص ۳۵۷. اس سے پہلے مفتی علام نے نقارہ کی اجازت دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ جب وہ اذان کے بعد نماز کی مزید اطلاع کیلئے ہو اور جماعت کے انتظام کی اس کے سوا کوئی اور صورت نہ ہو۔ یہاں سوال مختصر ہے اور کسی مجبوری کا ذکر نہیں ہے اس لئے اجازت نہیں دی ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۴) فی الشامی ج ا ص ۲۹۳. ط.س. ج ا ص ۳۹۸ یستحب ان یقال عند سماع الا ولیٰ من الشھادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ الیٰ قولہ وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی الخ محمد جمیل الرحمن غفرلہ.

اذان کے بعد مقتدیوں کو آواز دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۹) فی زمانہ عوام کی حالت سخت خراب ہے اگر امام ان کا انتظار نہ کرے تو سخت تنگ کرتے ہیں۔ اگر کبھی نماز پڑھ لے اور بعض لوگ رہ جاویں تو سخت تنگ کرتے ہیں ایسی صورت میں ایک طالب علم نے کہا کہ تثویب طریقہ مسنونہ ہے، مؤذن امام کو وقت نماز پر جب سب نمازی جمع ہو جاویں بلا سکتا ہے اور یہ طریقہ متاخرین کا جاری کردہ ہے کہ بعد اذان قبل اقامت مسجد کے منارہ پر چڑھ کر مقتدیوں کو پکارا جاوے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کا بلانا ثابت ہے۔ ان بلالاً کان یجئی بباب النبی صلی اللہ علیه واله وسلم بین الا ذانین ویو ذنه بالصلوٰۃ سو قول فیصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویثوب بین الاذان والا قامة فی الکل للکل (درمختا) قوله فی الکل ای کل الصلوٰۃ الظهور التوانی فی الا مور الدینیة قال فی العنا یة احدث المتاخرون التثویب بین الا ذان والاقامة علی حسب ماتعارفوہ فی جمیع الصلوٰت سوی المغرب مع ابقاء الا ول یعنی الا صل وهو تثویب الفجر وما راٰہ المسلمون حسناً فهو عند الله حسن .شامی. قوله للکل ای کل احد رخصه ابو یوسفؒ بمن یشتغله بمصالح العامة کالقاضی والمفتی والمدرس واختارہ قاضی خاں وغیرہ نهر .(۱) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تثویب احداث متاخرین سے ہے اور امام ابو یوسفؒ نے اس کو قاضی ومفتی کے واسطے خاص کیا ہے۔ پس اجتناب اس سے بہتر ہے اور کوئی ضرورت خاصہ ہو تو جائز ہے۔ فقط۔

بارہ برس کے لڑکے کی اذان درست ہے:۔

(سوال ۱۹۰) بارہ برس کا لڑکا اگر اذان پڑھے تو کچھ حرج ہے یا نہیں؟

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت جمعہ کے لئے مؤذن کا آواز دینا ثابت نہیں:۔

(سوال ۱۹۱) سنت جمعہ پڑھنے کے لئے ملک گجرات کی مسجدوں میں جو ایک صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پڑھنے کے واسطے مؤذن بلند آواز سے کہتا ہے اور بغیر صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کہنے کے سنت قبل الجمعہ کی لوگ نہیں پڑھتے اور اس صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کا مسجد میں جمع ہو کر انتظار کرتے ہیں تا موذن یہ صلوٰۃ کہے تو سنت جمعہ پڑھیں۔ بدیں الفاظ موذن پکارتا ہے:۔ الصلوٰۃ سنت قبل الجمعه الصلوٰۃ رحمکم الله کا کہنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اور ابتداء اس صلوٰۃ سنت کی کہاں سے ہوئی؟ اور یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر نہ کہی جاوے اور سنتین جمعہ کی پڑھ لیں تو سنت جمعہ ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر کوئی نہ پکارے اور نہ کہے اور سنت قبل الجمعہ اور نماز جمعہ پڑھ لے تو غیر مقلد،

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۱ و ج ا ص ۳۶۲ .ط.س. ج ا ص ۳۸۹ .۱۲ ظفیر.

(۲) ویجوز بلا کراهة اذان صبی مراهق ا ہ (مختار) المرادبه العاقل وان لم یراهق کما هو ظاهر البحر وغیرہ وقیل یکرہ لکنه خلاف ظاهر الروایة کما فی الا مداد وغیرہ ا ہ (ردالمحتارباب الا ذان ج ا ص ۳۶۳ و ج ا ص ۳۶۴ .ط.س. ج ا ص ۳۹۱) ظفیر.

نجدی، وہابڑہ بن جاتا ہے؟ اور حنفی مذہب اور اسلام سے نکل کر بے ایمان بددین ہوجاتا ہے؟ کیا تثویب جس کو فقہاء حنفیہ نے مستحسن جانا ہے وہ نمازوں کے لئے مخصوص ہے یا سنت قبل الجمعہ کے واسطے بھی صلوٰۃ مذکور شریعت محمدیہ میں ثابت ہے؟ معتبر کتب حنفیہ سے ثبوت اس صلوٰۃ مذکور کا مع دلائل شرعیہ مع نقل اصل عبارت کتب مستندہ نام کتاب ونام مصنف کتاب وغیرہ صاف تحریر فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

(جواب) صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پکارنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت زوال ہوجائے اور اذان اول جمعہ کی ہوجائے نمازیوں کو چاہئے کہ خود سنت قبل الجمعہ ادا کرلیں اور جب کہ وقت سنتوں کا ہوجائے تو بغیر پکارے الصلوٰۃ سنت قبل الجمعہ الخ کے اگر کوئی شخص سنت قبل الجمعہ پڑھ لے گا سنت ادا ہوگئی۔ اور اس سے غیر مقلد وغیرہ نہیں بنتا۔ یہ جاہلوں کے خیالات ہیں۔ اور تثویب جس کو بعض[عہ] فقہاء نے بعض نمازوں میں بعض اشخاص کے لئے مستحب فرمایا تھا وہ فرائض کے ساتھ مخصوص ہے اور تثویب بھی متروک ہے بسبب خلاف سنت ہونے کے کہ صحابہ[عہ] نے اس پر انکار فرمایا ہے۔ (۱) فقط

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

بوقت اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے:۔

(سوال ۱۹۲) او خال سبابتین عند الاذان مخصوص باستحباب باذان مسجد است یا کہ بہمہ مکانات کہ در غیر مسجد دران باذان نماز خواندہ شود؟

(جواب) ہمہ اذانہا مستحب است کما ہو مفاد الاطلاق۔ (۲) فقط۔

قضاء نمازوں کے لئے تکبیر واذان کا کیا حکم ہے اور مرد وعورت کا ایک حکم ہے یا الگ الگ:۔

(سوال ۱۹۳ / ۱) قضاء نمازوں کے لئے تکبیر کہنا اور اذان کہنا چاہئے یا نہیں؟ مرد وعورت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

نماز کے لئے مکان ودکان یا جنگل میں اذان کہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۴ / ۲) اگر کوئی شخص نماز پنجگانہ مکان میں یا دکان یا جنگل میں پڑھے تو اذان وتکبیر کہنا کیسا ہے؟

اذان ثانی سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۵ / ۳) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

....

عہ یعنی من المتاخرین کما فی الهداية وغيرها والا فالمتقد مون من فقهاء الحنفية منعو اعنه كما فى كتب الفقه وللفاضل الكنوى فيه رسالة مستقلة التحقيق العجيب فى التثويب فرا جعها ۱۲.

عہ كعلى وابن عمر رضى الله عنه كما فى الكتب الحديث ۱۲.

(۱) والتثويب فى الفجر حى على الصلوٰة حى على الفلاح بين الاذان والاقامة حسن لانه وقت نوم وغفلة وكره فى سائر الصلوٰت ومعناه العود الى الاعلام هو على حسب ما تعارفوه هذا تثويب احدثه علماء الكوفة بعد عهد الصحابة لتغير احول الناس الخ والمتاخرون استحسنوة فى الصلوٰت كلها لظهور التوانى فى الامور الدينيه وقال ابو يوسف لا ارى بأسا ان يقول الموذن للامير الخ واستبعده محمد لان الناس سواسية فى امر الجماعة الخ (هدايه . باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفير.

(۲) ويجعل ندبا اصبعيه فى صماخ اذنيه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (درمختار) لقوله صلى الله عليه وسلم لبلال رضى الله عنه اجعل اصبعيك فى اذنيه فانه ارفع لصوتك (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفير.

(جواب)(۱) قضاء نماز کے لئے تکبیر واذان کہے اگر جماعت سے پڑھے مسجد سے باہر اور مسجد میں اذان وتکبیر نہ کہے اور عورتیں نہ کہیں۔(۱)

(۲) جماعت سے پڑھے تو اذان وتکبیر کہے اکیلے کو ضروری نہیں اور اگر کہے تو کچھ حرج نہیں۔

(۳) وقت خطبہ کے جو اذان خطیب کی سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔

اذان ہوتے وقت مؤذن اور سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۶) حالت اذان میں مؤذن اور اذان سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے؟

(جواب) حالت اذان میں مؤذن کو سلام کرنا مکروہ ہے اور اس کے ذمہ جواب دینا لازم نہیں۔ لیکن اگر حالت اذان میں سوائے مؤذن کے اور کسی کو سلام کرے تو مکروہ نہیں۔ کمافی الشامی جلد اول وحاصلها انه يأ ثم بالسلام على المشغولين بالخطبة الخ اوالا ذان والا قامة .(۲) فقط۔ دستخط۴ـصفر (وهكذا فى الكبيرى للعلا مة الحلبى رحمة الله عليه ص ۳۶۳ قال وفى التجنيس لا يكره الكلام عند الا ذان بالا جماع الخ. جميل الرحمن)

اذان شروع ہونے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۷) اذان شروع ہونے کے بعد پائخانہ پیشاب کو جانا درست ہے یا جب اذان ختم ہو جاوے اس وقت جاوے؟ اور اگر بہت زور سے آرہا ہو تو کیا حکم ہے؟

(جواب) اگر ضرورت زیادہ ہو تو فوراً پوری کرے۔ انتظار ختم اذان کا نہ کرے اور اگر سخت ضرورت نہیں تو بہتر ہے کہ بعد اذان پوری کرے۔(۳)

---

(۱)فى العالمگيرية ج ا. باب الا ذان . والضابطة عندنا كل فرض اداءً كان او قضاءً يؤذن له ويقام سواء اداه منفرد ا او بجماعة الا الظهر يوم الجمعة فى المصر الخ وان قضوها بعد الوقت قضو ها فى غير ذلک المسجد باذان و اقامة الخ وليس على النساء اذان ولا اقامة وفى الشامى ص ۴۰۵ لو اذن لنفسه خافت الخ وفيه لا (يسن) فيما يقضى من الفوائت فى مسجد الخ ص ۴۰۹ بخلاف مصل ولو بجماعة فى بيته بمصر او بقرية لها مسجد فلا يكره تركهما اذا اذان الحى يكفيه لاذان المحلة واقامتها كاذانه وا قامته الخ وفيه ص ۵۹۰ تكره تحريما جماعة النساء.

(۲)ردالمحتار. باب ما يفسد الصلوٰة. مطلب الموضع التى لا يجب فيها رد السلام ج ا ص ۵۷۷.ط.س.ج ا ص۶۱۸. ۱۲ ظفير.

(۳)ويندب القيام عند سماع الا ذان بزازيه (ردالمحتار) قال الشارح لم اراه فيها فلتراجع نسخة اخرى نعم رايت فيها سمع وهو يمشى فالا فضل ان يقف للا جابة ليكون فى مكان واحد (ردالمحتار. باب الا ذان ج ا ص ۳۶۹.ط.س.ج ا ص۳۹۷)جميل الرحمن.

الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ
فصل اول طہارت

کچھوا کی ہڈی کا طلاء لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۸) اگر استخوان باخہ یعنی کچھوا بر بدن طلا نمودہ نماز خواند نماز می شود یا نہ۔

(جواب) جواب صاف این است کہ استخوان باخہ را بر بدن طلا کردہ نماز گذاردن جائز است نماز فاسد ومکروہ نمی شود زیرا کہ استخوان او پاک است اگر چہ خوردن او حلال نہ باشد(۱)۔فقط۔

جس گھاس پر ماکول اللحم جانور نے بول براز کیا ہو، اس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۹) اگر گاؤ خر بوقت خرمن کوبی بر گیاہ مقطوعہ بول وبراز کنندہ بر آں گیاہ نماز جائز باشد یا نہ۔

(جواب) اس کی تطہیر کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر دیا جاوے تو اس صورت میں ہر دو حصہ پاک سمجھے جاویں گے یعنی باقی رہا ہوا بھی اور وہ بھی جو علیحدہ کیا گیا۔ درمختار میں ہے کما لو بال حمر خصها لتغليظ بولها اتفاقاً علیٰ نحو حنطة تدو سها فقسم اوغسل بعضه او ذهب بهبة او اکل او بیع. کما مر حیث یطهر الباقی و کذا الذاهب لا حتمال وقوع النجس فی کل طرف کمسئلة الثوب الخ .(۲)

ناپاک تیل کی مالش کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۰) زید دس ماہ سے مالش روغن بیر بہوٹی کی تقویت باہ کے لئے کرتا ہے اور بغیر دھوئے نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ آیا نماز اس کی جائز ہے یا نہیں اور بر تقدیر عدم جواز دس ماہ کی نماز کی قضا واجب ہے یا نہیں اور تداوی بالمحرم جائز ہے یا نہیں اور حشرات الارض بھی اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

(جواب) تداوی بالمحرم عند الضرورت بشرائط جائز ہے۔ کما فی الشامی یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان فیه شفاء ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه الخ .(۳) اور تداوی بالمحرم میں حشرات الارض بھی داخل ہیں۔ لقوله تعالیٰ ویحرم علیهم الخبائث اور یہی وجہ حرمت ان حشرات کی ہے اور نجس ہونا نہ ہونا دم سائل ہونے پر موقوف ہے۔ پس اگر بیر بہوٹی میں دم سائل ہے تو مرنے کے بعد وہ نجس ہے اور اس کا تیل بھی نجس ہے اس کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے اور جو نمازیں بلا دھوئے پڑھی گئیں ان کا اعادہ لازم ہے اور یہ امور کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔فقط۔

---

(۱)شعر المیتة الخ وعظمها الخ و کذا کل مالا تحله الحیاة الخ طاهر (باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۰ .ط.س.ج ۱ ص ۲۰۶ الدر المختار علی هامش ردالمحتار)ظفیر.

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۲۸ . ۱۲ ظفیر.

(۳)ردالمحتار. کتاب البیوع باب المتفرقات مطلب فی التداوی بالمحرم ج ۴ ص ۲۹۸ .ط.س.ج ۵ ص ۲۲۸ . ۱۲ ظفیر.

بازاری لٹھا و ململ میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۰۱) ململ اور لٹھا جو ہم بازار سے خرید کر پہنتے ہیں ان سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے۔(۱) فقط۔

مقدار درہم سے کم رطوبت کے ساتھ نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۲۰۲/۱) اگر تہبند بعد وطی فی الفور باندھ لیا جاوے تو اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

مذی لگے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۳/۲) جس کپڑے کو مذی لگ جاوے اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اگر تہبند کو رطوبت زاید قدر درہم سے نہ لگے تو وہ پاک ہے نماز اس سے صحیح ہے لیکن دھونا قدر درہم کا بھی ضروری ہے کہ باقی رکھنا اس کا مکروہ ہے۔(۲)

(۲) مذی نجس ہے۔ جس کپڑے کو مذی لگے لگی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔(۳) اور مقدار درہم اس میں بھی معاف ہے۔ لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔ درمختار میں ہے **وعفی الشارع عن قدر درهم وان كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيهاً فيسن.**(۴) فقط۔

پیال پر نماز:۔

(سوال ۲۰۴) ایام سرما میں اکثر پیال کا فرش بچھایا جاتا ہے اس پر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر پاک ہو تو جائز ہے۔(۵) فقط۔

....

(۱) اس لئے کہ یہ کپڑے پاک ہیں اور ان کا پہننا جائز ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (درمختار) من شك في اناه وثوبه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك اوا لجهلة من المسلمين كالسمن والخبزو الا طعمة والثياب (ردالمحتار كتاب الطهارة قبيل ابحاث الغسل ج ا ص ۱۴۰) پھر فقہاء کا مسلم قاعدہ ہے اليقين لا يزول بالشك (الا شباه والنظائر ص ۷۵. ط.س. ج ا ص ۱۵۱) ظفير.

(۲) وعفى الشارع عن قدردرهم وان كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (درمختار) قوله وان كره تحريما اشارالى العفو عنه بالنسبة الى صحة الصلاة به فلا ينافى الا ثم الخ لكن قال بعده والا قرب ان غسل الدرهم وما دونه مستحب مع العلم به والقدرة على غسله فتركه حينئذ خلاف الاولىٰ نعم الدرهم غسله اكدالخ ففى المحيط يكره ان يصلى ومعه قدر درهم او دونه من النجاسةعالما به الخ (ردالمحتار. باب الا نجاس ج ا ص ۲۹۱ وج ا ص ۲۹۲. ط.س. ج ا ص ۳۱۶) ظفير.

(۳) كل ما يخرج من بدن الا نسان مما يوجب خروجه الوضوء اوالغسل فهو مغلظ كا لغائط والبول والمنى والمذى والودى والقيح والصديد (عالمگیری کشوری باب سامع فصل ثانى ج ا ص ۴۴).

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ا ص ۲۹۱. ط.س. ج ا ص ۳۱۶. ۱۲ ظفير.

(۵) ثم الشرط لغة العلامة للازمة وشرعا يتوقف عليه الشئى ولا يد خل فيه هى ستة طهارة بد نه الخ وثو به الخ ومكانه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۳۷۳. ط.س. ج ا ص ۴۰۲) ظفير.

چماروں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۵) فی زمانہ جو صف، بوریا و چٹائی وغیرہ یہاں کے چماران تیار کرتے ہیں بلا پاک کیئے ان پر نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ بوریا اور صف پاک ہیں۔ نماز ان پر درست ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے لان الیقین لا یزول بالشک فقط (ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شک فی انا ئه وثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر الخ وکذا ما یتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمة والثیاب ردالمحتار کتاب الطهارة قبیل ابحاث الغسل ج ۱ ص ظفیر)

نماز کوٹ پتلون میں ہوتی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۶)......کیا کوٹ پتلون سے نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔(۱) اور پہننا ان کپڑوں کا ممنوع ہے بوجہ تشبہ کے۔ فقط

حشرات الارض کا تیل لگا کر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۷) مندرجہ ذیل جانوروں کا تیل نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو مغلظہ یا خفیفہ۔ اگر کوئی شخص ان روغنوں کو بغرض علاج جسم کے کسی حصہ پر مالش کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں اور نماز کو مانع ہے یا نہیں۔ بغیر دھوئے جسم کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ۔ روغن جونک جھیلی۔ روغن موچہ صحرائی۔ روغن خراطین برساتی روغن بیر بہوٹی۔

(جواب) ان جانوروں حشرات الارض کا تیل نجس مغلظہ ہے استعمال اس کا درست نہیں ہے۔(۲) البتہ بضرورت تداوی اگر طبیب حاذق مسلمان تجویز کرے اور کوئی دوا پاک وحلال اس کا قائم مقام نہ ہو سکے تو اس کا استعمال درست ہے۔(۳) اور جب کہ وہ نجاست غلیظہ ہے تو ایک درہم کی مقدار تک معاف ہے نماز ہو جاتی ہے اگر چہ بہتر دھونا ہے اور مقدار درہم سے زیادہ ہو تو دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے وعفا الشارع عن قدر درهم الخ.(۴) فقط۔

نماز غسل خانہ میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۸) درحمام نماز جائز است یا نہ۔

---

(۱) طهارة بدنه الخ وثوبه (درمختار) ارا دما لا بس البدن فد خل القلنسوة والخف (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر.

(۲) ولایحل ذوناب الخ ولا الحشرات هی صغار دواب الارض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الدبائح ج۵ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۴). (۳) وقیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء اخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب المیاه مطلب فی التداوی باب المحرم ج ۱ ص ۱۹۴) ظفیر.

(۴) الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶. ۱۲ بدن کا پاک رہنا نمازی کے لئے شرط ہے وطهارة بدنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر.

(جواب) نماز در حمام مکروہ است بدو وجہ۔(۱) یکے آنکہ حمام جائے غسالہ است دو دیگر آنکہ آں خانہ شیاطین است۔
قال العلامۃ نجم الدین الطر سوسی فی منظومۃ الفوائد فقال نھی الرسول احمد خیر البشر +عن الصلوٰۃ فی بقاع تعتبر معا طن الجمال ثم مقبرہ+مزبلۃ طریق ثم مجزرہ + وفوق بیت اللہ والحمام والحمد للہ علی الطعام.(۲)فقط۔

غیر مفتی بہ قول پر بغیر غسل نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۰۹) عرصہ سے ایک مسئلہ درپیش ہے اور کسی طرح حل نہیں ہوسکا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب ضرور بالضرور حل کرلیں گے میں تھوڑی سی عبارت فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۸ کی نقل کرتا ہوں جس سے صورت مسؤلہ بخوبی روشن ہوجائے گی۔ عبارت فتاویٰ عالمگیری مندرجہ ذیل ہے۔ ایک شخص کو احتلام ہوا یا کسی عورت کی طرف دیکھا اور منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی۔ پھر اپنے ذکر کو دبالیا یہاں تک کہ شہوت اس کی ساکن ہوگئی۔ پھر منی بہی تو اس پر امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی نزدیک واجب نہ ہوگا (یہ خلاصہ میں ہے) اب صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص کو احتلام ہوا اور منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی پس اس نے اپنے ذکر کو دبالیا۔ یہاں تک کہ شہوت ساکن ہوگئی اور پھر منی بہی۔ شخص مذکور کو چونکہ پہلے سے یہ علم تھا کہ ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اس لئے اس نے غسل نہیں کیا اور بغیر غسل کے نماز پڑھتا رہا اور چند مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا اور کبھی غسل نہیں کیا۔ اور یہ اس نے محض اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایسا کیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ اس نے سخت غلطی کی تو وہ بہت نادم ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا شخص مذکور نے جس قدر نمازیں اس صورت میں پڑھی ہیں وہ ادا ہوگئیں یا نہیں اور اگر نہیں ہوئیں تو اب ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہوسکتی ہے اور شخص موصوف اس فعل کے کرنے سے گنہگار ہوا یا نہیں اور اگر گنہگار ہوا تو کس درجہ کا۔

(جواب) چونکہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اختلاف ہے۔ اور بہت سے مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی قول کو مفتی بہ لکھا ہے۔ (اگر چہ محققین کی رائے یہ نہیں) تاہم جو فعل شخص مذکور نے قول مختار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کیا اور اس پر وہ اب نادم بھی ہے اور نفس مسئلہ میں کچھ گنجائش بھی ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت سے امید مسامحت کی ہے۔ باقی جو نمازیں اس نے اس حالت میں پڑھی ہیں ان کے متعلق اختلاف ائمہ اور اختلاف مشائخ مرجحین پر نظر کرکے۔ امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے یوخذ بقول ابی یوسف فی صلوٰت ما ضیۃ فلا تعادو فی مستقبلۃ لا یصلی مالم یغتسل ۵۱ ردالمحتار (۳) ص ۱۱۹ جلد اول۔ لیکن پھر بھی احتیاط یہی ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے کیونکہ محققین کے نزدیک قول مختار امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (۴) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقط

---

(۱) وکذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبۃ وفی طریق الخ ومغتسل وحمام (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۵۲ وج ۱ ص ۳۵۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۷۹ ظفیر. (۲) علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۵۲. ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۱. ۱۲ ظفیر.
(۴) وفرض الغسل عند خروج منی من العضو والا فلا یفرض اتفاقا الخ منفصل عن مقرہ الخ بشھوۃ الخ ولا نہ لیس بشرط عندھما خلافا للثانی ویقولہ یفتی الخ (درمختار) لکن اکثر الکتب علی خلافہ حتی البحر والنھر ولا سیما قد ذکروا ان قولہ قیاس وقولھما استحسان وانہ الا حوط فینبغی الا فتاء بقولہ فی مواضع الضرورۃ فقط (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۸ وج ۱ ص ۱۴۹ .ط.س.ج ۱ ص ۱۵۹)

دھبے کے دیکھتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۱۰) اگر پاجامہ پر دھبہ معلوم ہو اور خواب یاد نہیں اور میری دوکان تمباکو کی ہے شاید تمباکو کا دھبہ لگ گیا ہو۔ غرض کہ اس دھبہ سے برابر ایک ہفتہ تک نماز پڑھتا رہا، وقت بدلنے کپڑے کے قبل از جمعہ مجھ کو معلوم ہوا، بعدہٗ نہا کر کپڑے بدل لئے تو اس ہفتہ کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ یقین ہو کہ یہ دھبہ منی کا ہے تو اس سے پہلی جو آخر مرتبہ سویا ہو اس کے بعد کی نمازوں کا لوٹانا ہوگا۔ مثلاً رات کو سویا تھا اور دن کو قبل از ظہر دھبہ دیکھا تو صبح کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر بعد ظہر کے دیکھا تو ظہر کا بھی اعادہ کرے اور اگر منی ہونا اس کا یقینی نہیں ہے بلکہ یہ بھی شبہ ہے کہ شاید اور کسی چیز کا دھبہ ہو تو پھر کسی ایک نماز کا بھی اعادہ لازم نہیں ہے۔(۱)

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی:۔

(سوال ۲۱۱) ہندہ کی گود میں شیر خوار بچہ ہے جس کی وجہ سے اس کا کپڑا ہر وقت ناپاک رہتا ہے، تو ایسی حالت میں ہندہ ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پاک کپڑا بدل کر یا ناپاک کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے ناپاک کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

جیل خانہ کی بنی ہوئی جائے نماز کا استعمال درست ہے:۔

(سوال ۲۱۲) جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جس کو قیدی بنتے ہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

کورے کپڑے میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۱۳) کورے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کورے کپڑے سے بدون دھوئے نماز درست ہے۔(۴)

(اس لئے کہ یہ پاک ہے اس سلسلہ میں شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ درمختار میں ہے۔ ولو شک فی نجاسة

---

(۱) فرض الغسل الخ عند روية مستيقظ الخ منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام الا اذا علم انه مذى او شك انه مذى او ودى او كان ذكره متشر اقبيل النوم فلا غسل عليه الخ او تيقن انه منى او تذكر حلما فعليه الغسل (الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۲ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰ ...... ۱۶۳) ظفير. (۲) ثم الشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئى ولا يد خل فيه هى ستة طهارة بدنه اى جسده الخ وثوبه (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفير. (۳) اس لئے کہ پاک ہے۔ اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) غیر مسلم یا جاہل مسلمان کا بنا ہوا کپڑا اور دوسری چیز پاک ہے۔ پھر یہ اصول میں ہے کہ کسی چیز کے ناپاک ہونے میں شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر وتمامه فی الاشباه (درمختار) فی التتار خانية من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر الخ. وكذا ما يتخذه اهل الشرک او الجهلةمن المسلمين كالسمن والخبز والا طعمة والثياب اه ملخصاً (ردالمحتارقبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.
(۴) اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ظفير.

ماء او ثوب الخ . لم یعتبر . شامی ج ۱ ص ۱۴۰ ظفیر)

ناپاک اونی کپڑا بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا اور نہ ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے:۔

(سوال ۲۱۴) اونی کپڑے پر اگر گوبر وغیرہ لگ جائے اور خشک ہو کر خود بخود جھڑ جائے یا پیشاب وغیرہ سے تر ہو کر خشک ہو جائے تو اس کپڑے پر بلا پاک کئے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ کپڑا بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا اس کو تین بار دھونا چاہئے۔(۱) فقط (اور جب تک وہ پاک نہ ہو اس پر نماز جائز نہیں ہے۔ ظفیر)

ننگے پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے:۔

(سوال ۲۱۵) اگر وضوء کر کے کوئی شخص میل دو میل تک ننگے پیر چلے اور پھر پانی پیر دھونے کے لئے نہ ملے تو پیروں کو جھاڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں پیروں کو جھاڑ کر اور صاف کر کے نماز پڑھے تو نماز ہو جاوے گی۔(۲)

بغیر استنجا نماز پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۶) ایک شخص نے پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجاء نہیں کیا وضوء کر کے نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں، یا وضو کے بعد یاد آیا تو اس کو وضو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر ڈھیلے سے استنجا کر لیا تھا اور نجاست مخرج سے بقدر درہم متجاوز نہ تھی تو بدون پانی سے استنجا کرنے کے اس کی نماز ہوگی۔(۳) فقط۔

پاک چارپائی پر نماز جائز ہے:۔

(سوال ۲۱۷) تندرست آدمی کو چار پائی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے جیسے

---

(۱) وازالتها ان کانت مرئية بازالة عينها واثرها ان کانت شيئا يزول اثره الخ وان کانت غير مرئية يغسلها ثلث مراة ويشترط العصر فی کل مرةفيما ينعصر الخ (عالمگیری کشوری کتاب الطهارت باب سابع فصل اول فی تطهير الانجاس ج ۱ ص ۴۰ ط.ماجديه ج ۱ ص ۴۱) ظفير. (۲) وطين شارع الخ عفو (درمختار) وفی الفيض طين الشوارع عفو وان ملأ الثوب للضرورب ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلوة معه (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۲۴) اور صورت مسئولہ میں تو نجاست کا سوال ہی نہیں ہے محض شک و وہم ہے اور فقہاء کا اصول ہے اليقين لا يزول بالشک (الا شباه ص ۷۵) ظفير. (۳) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۶) ذکر فی الذخيرة اذا کانت النجاسة فی موضع الا ستنجاء اکثر من قدر الدرهم فاستجمر ای استنجی بثلثة احجار وانقاه ای موضع الا ستنجاء ولم يغسله بالماء قال الفقيه ابو الليث فی فتاويه يجزيه يعنی من غير کرا هة وکان الغسل افضل قال صاحب الذخيرة وبه ای بما قال ابو الليث ناخذو فی هذا اشارة الی ان البعض يخالف فی ذالک ولا اعلم فيه مخالف الخ وهذا اذا کانت تلک النجاسة ما خرج من الحدث المعتاد ولم تصبه من الخارج (غنية المستملی ص ۱۸۹) ظفير.

تخت پر نماز پڑھنا جائز ہے چارپائی پر بھی جائز ہے۔ بکر کہتا ہے کہ آج تک نہ کسی کتاب میں دیکھا اور نہ علماء کے اقوال سے ثابت ہے اور نہ بجز معذور کے کسی کو چارپائی پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) چارپائی پر نماز صحیح ہے اور چارپائی مثل تخت کے ہے۔ کیونکہ جب گھٹنے اول چارپائی پر رکھے جائیں گے تو آگے سے سجدہ کی جگہ کھنچ کر سخت ہو جاوے گی اور مثل تخت کے ہو جاوے گی پھر سجدہ میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ اور عادت چارپائی پر نماز پڑھنے کی اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ چارپائیوں کا اعتبار نہیں ہوتا اکثر ناپاک ہوتی ہیں لیکن جب کہ چارپائی پاک ہو تو پھر کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) فقط۔

رنڈی کے بالاخانہ کے نیچے کے مکان میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۸) ایک مکان سرکار جید کا ہے اس نے کسی وجہ سے ایک رنڈی کو دے دیا۔ جب چاہے ضبط کر لیتا ہے اس کے نیچے دوکانیں ہیں ان کو کرایہ پر لے رکھا ہے اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مکان مذکور میں نماز پڑھنا صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔(۲) لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھیں۔(۳) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۱۹) اگر امام کے کپڑوں پر شیرخوار نے خوب پیشاب کیا ہو اور ان سے بھول کر نماز پڑھ لی ہو تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز لوٹانی چاہئے۔(۴) فقط۔

جماع کے بعد کپڑے نہیں بدلے اور نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۰/۱) اگر کسی نے جماع کے بعد غسل کر کے کپڑے بالکل بدل دیئے یا صرف لنگی ہی بدلی اور کوئی کپڑا نہ بدلا تو نماز درست ہے یا نہ۔

ملازمین ہسپتال نماز کس طرح پڑھیں:۔

(سوال ۲۲۱/۲) ایک آدمی ہسپتال کا ملازم ہے اور ہر وقت ناپاک دوائیں اور آدمیوں کو چھوتا ہے اور کپڑوں پر چھینٹیں

---

(۱) لو سجد علی الحشیش اوالتبن الخ ان استقر جهته وانفه ویجد حجمه یجوز (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۶۹ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۰) اما شرائط ارکان الصلوٰة فمنها الطهارة بنوعیها من الحقیقیة والحکمیة والطهارة الحقیقیة هی طهارة الثوب والبدن ومکان الصلوٰة عن النجاسة الحقیقة (بدائع الصنائع شرائط الارکان ج ۱ ص ۱۱۴) ظفیر.

(۲) اس مکان میں کوئی شرعی قباحت نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۳) فرض نماز مسجد میں جماعت سے ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے والجماعة سنة موکدة للرجال الخ ولو فاتته ندب طلبها فی مسجد اخر الا المسجد الحرام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۷ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۲) ظفیر. (۴) هی (ای شروط الصلوٰة) ستة طهارة بدنه (الی قوله) وثوبه (درمختار .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) النجاسةان کانت غلیظة وهی اکثر من قدر الدرهم فغسلها فریضة والصلوٰة فیها باطلة وان کانت مقدار درهم فغسلها واجب الخ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۵۶ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۸) واذا ظهر حدث امامه وکذا کل مفسد فی رای مقتد بطلت فیلزم اعادتها الخ کما یلزم الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ .ط.س. ج ۱ ص ۵۹۱) ظفیر.

بھی ہر وقت پڑی رہتی ہیں اور وہ خشک ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا چھونا مذہباً حرام ہے، تو نماز کیسے ادا کرے۔ غسل کر کے کپڑے بالکل بدلنا ہوگا یا اسی صورت میں ادا کرے۔

(جواب) (۱) جب کپڑا ناپاک بدل دیا اور غسل کر لیا تو نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۲) شخصے بعد از چہل سال گاہ بگاہ در مرض تقطیر البول مبتلا شد پس او برائے دفع وہم بول یک پارچہ خورد زیریں استعمال می کنند و آن پارچۂ زیریں گاہے از بول آلودہ می شود پس ازاں پارچہ زیریں زیر تہبند دیگر داشتہ نماز جائز است یا نہ۔

(جواب) اگر معلوم و متعین است کہ پارچہ زیریں از قطرات بول زیادہ از قدر درہم شدہ است نماز دراں صحیح نخواہد بود و گرنہ جائز ست۔ فقط۔(۳)

فصل ثانی۔ ستر عورت

کیا قدم کھول کر عورت کی نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۳) کتاب صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر اگر عورت کے قدم کی چوتھائی کھل جائے تو نماز نہ ہوگی تو عورتوں کو موزے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے۔

(جواب) درمختار میں لکھا کہ معتمد یہ ہے کہ قدمین عورت کے عورت نہیں اس کے کھلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا اور یہ جو صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے یہ بھی ایک قول ہے اور مراد اس سے باطن قدم ہے۔(۴) نہ ظہر قدم کذا فی الشامی ج ا ص ۴۲۱۔

---

(۱) جماع کے وقت جن کپڑوں پر ناپاکی لگی ہے وہی ناپاک ہوتے ہیں۔ جسم کے تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ لہٰذا انہی کپڑوں کو بدلنا ضروری ہے جس پر ناپاکی لگی ہوئی ہو۔ البتہ جماع کے بعد حکماً جسم تمام ناپاک ہو جاتا ہے اور غسل فرض ہے وفرض الغسل الخ عند ایلاج حشفتھی مافوق الختان ادعی الخ فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثلہ الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ا ص ۱۴۹ ط.س. ج ا ص ۱۵۹) الشرط الخ شرعاً ما یتوقف علیہ الشئی ولا ید خل فیہ ھی ستة طھارة بد نہ ای جسدہ الخ من حدث بنو عیہ الخ وخبث مانع کذا لک وثوبہ الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ا ص ۳۷۳ ط.س. ج ا ص ۴۰۲) ظفیر.

(۲) ایضاً. ط.س. ج ا ص ۴۰۲. ۱۲ ظفیر.

(۳) وعفی الشارع عن قدر درھم وان کرہ تحریما فیجب غسلہ وما دونہ تنزیھا فلیسن وفوق مبطل (درمختار) ففی المحیط یکرہ ان یصلی ومعہ قدردرھم اودونہ من النجاسة عالما بہ لا ختلاف الناس فیہ (رد المحتار باب الا نجاس ج ا ص ۲۹۱ ط.س. ج ا ص ۳۱۶) ظفیر.

(۴) وللحرة ولو خنثی جمیع بد نھا الخ خلا الو جہ والکفین الخ والقدمین علی المعتمد (درمختار) ای من اقوال ثلاثة مصححة ثانیھا عورة مطلقا، ثالثھا عورة خارج الصلوٰۃ لا فیھا ، اقول ولم یتعرض لظھر القدم وفی القھستانی عن الخلاصة اختلفت الروایات فی بطن القدم ا ہ وظاھرہ انہ لا خلاف فی ظاھرہ. ثم رأیت فی مقدمة المحقق ابن الھمام المسماة بزاد الفقیر قال بعد تصحیح ان انکشاف ربع القدم مانع ولو انکشف ظھر قدمھا لم تفسد الخ ثم نقل عن الخلاصة ان الخلاف انما ھو فی باطن القدم واما ظاھرہ فلیس بعورة بلا خلاف الخ (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورة ج ا ص ۳۷۶ وج ا ص ۳۷۷. ط.س. ج ا ص ۴۰۵) ظفیر.

کیا عورت پاؤں ڈھانکنے کے لئے موزے پہنے:۔

(سوال ۲۲۴) عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے سوا منہ اور دونوں ہتھیلی کے اور دونوں پاؤں کو تو نماز میں ظہر ید وبطن رجل بھی ڈھانکنا چاہئے اس کے لئے موزے ودستانے پہننے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب) دونوں پاؤں کے اور دونوں ہاتھوں کی ظہر وبطن نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

دھوتی باندھ کر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۲۵) دھوتی مثل اہل ہنود کے باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر کشف عورت نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ فقط (۲)

عورتوں کی نماز ساڑی میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۶) عورتوں کی نماز ساڑی یعنی لہنگا پہن کر درست ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہاں کا رواج عورتوں کے لباس کا یہی ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ ستر پورا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

جانگیا پر لنگی باندھ کر نماز پڑھے تو درست ہے:۔

(سوال ۲۲۷) اگر کوئی شخص رومالی یا جانگیا باندھکر اس کے اوپر دھوتی یا پاجامہ وغیرہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور اگر رومالی وجانگیا باندھ کر اس کے اوپر گھٹنا یعنی نصف پاجامہ پہن لے اور اس کے اوپر تہبند باندھ کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔

(جواب) ان صورتوں میں جب کہ ستر عورت ہو جاوے نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

کپڑے میں ستر پایا جانا ضروری ہے:۔

(سوال ۲۲۸) کپڑے کی غلظت میں شرط کیا ہے اگر صورت بدن دیکھا جاوے اور لون بشرہ نہ دیکھا جاوے تو نماز

---

(۱) وھی ای العورة للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبة الخ وللحرة ولو خنثی جمیع بدنها الخ خلا الوجه والکفین الخ والقدمین علی المعتمد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. ط.س. ج۱ ص۴۰۴)

(۲) والرابع ستر عورته الخ وھی للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبته الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۷۴ وج۱ ص ۳۷۵. ط.س. ج۱ ص۴۰۴) ظفیر.

(۳) والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو فی الخلوة علی الصحیح الا لغرض صحیح (درمختار) ووجوبه عام ای فی الصلوٰة وخارجها الخ. (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۷۴. ط.س. ج۱ ص۴۰۴) ظفیر.

(۴) والرابع ستر عورته الخ وھی للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۷۴. ط.س. ج۱ ص۴۰۴) ظفیر.

درست ہے یا نہیں اگر رنگت کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے یا پاجامہ بنانے کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ رنگ بشرہ کا معلوم نہ ہو تو ستر ثابت ہے۔ اور نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

فصل ثالث۔ استقبال قبلہ

بحث سمت قبلہ:۔

(سوال ۲۲۹/۱) خورجہ سے کعبہ کی عین سمت کیا ہے۔ آیا علم ہیئت اور علم ہندسہ شریعت میں قابل لحاظ ہے۔

(سوال ۲۳۰/۲) کیا قطب کو بجانب یمین دیکھتے ہوئے قبلہ خورجہ سے عین مغرب کے سامنے ہے۔

(سوال ۲۳۱/۳) کیا ذریعہ قطب مندرجہ بالا ایک عام اور کل اصول ہندوستان کے لئے ہے۔

(سوال ۲۳۲/۴) خورجہ میں اگر اکثر مساجد مندرجہ بالا طریقہ پر یا کسی اور غلط طریقہ پر تعمیر ہوئی ہیں تو کیا دیگر جدید مساجد اس غلط طریقہ پر آئندہ بھی بنائی جائیں۔ اطلاعاً عرض خدمت ہے کہ چند مساجد مندرجہ ذیل طریقہ پر یعنی علم ہیئت اور علم ہندسہ کے مطابق بنی ہوئی ہیں۔ خورجہ علم ہیئت کے مطابق ۲۸ درجہ شمال عرض البلد پر واقعہ ہے۔ اور مکہ معظمہ ۲۱ درجہ ۴۰ لمحہ عرض البلد پر واقع ہے لہذا اس طریقہ پر تقریباً ۷ درجہ کا فرق ہے اور بریں اصول ۷ درجہ بجانب مغرب وجنوب نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ چند علماء کرام نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(سوال ۲۳۳/۵) ہمیں عین قبلہ معلوم کرنا ضروری ہے یا محض جہت قبلہ کافی ہے۔

(جواب)(۱) سمت قبلہ اور جہت قبلہ میں شرعاً بہت وسعت ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہو بلکہ جہت قبلہ کافی ہے اور اس میں بھی تھوڑے سے انحراف سے یعنی کسی قدر دائیں بائیں ہو جانے سے استقبال کعبہ میں خلل نہیں آتا جیسا کہ درمختار میں ہے ولغیرہ ای غیر معاینھا اصابۃ جھتھا بان یبقی شئی من سطح الوجہ مسامتاً الکعبۃ او لھوائھا(۲) الخ اور شامی میں قہستانی سے منقول ہے ولا باس بالا نحراف انحرافاً لا تزول بہ المقابلۃ بالکلیۃ بان یبقی شئی من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ (الی ان قال) وسیاتی فی المتن فی مفسدات الصلوٰت انھا تفسد بتحویل صدرہ عن القبلۃ بغیر عذر فعلم ان الا نحراف الیسیر لا یضر وھو الذی یبقی معہ الوجہ او شئی من جوانبہ مسامتاً لعین الکعبۃ اولھوائھا بان یخرج الخط من الوجہ او من بعض جوانبہ ویمر علی الکعبۃ اُھوائھا مستقیما ولا یلزم ان یکون الخط الخارج علی استقامۃ خارجاً من جبھۃ المصلی بل منھا او من جوانبھا الخ.(۳)

الحاصل جب کہ بعض محقق ہوا کہ انحرف یسیر سے استقبال کعبہ میں فرق نہیں آتا تو اس سے واضح ہے کہ قطب شمال کو جانب شمال رکھ کر نماز پڑھنے میں استقبال کعبہ حاصل ہو جاتا ہے اور مساجد جو اس طریق سے بنی ہوئی ہیں وہ صحیح

---

(۱) وعادم ساتر لا یصف ماتحتہ (درمختار) بان لا یری منہ لون البشرۃ احتراز اعن الرقیق ونحو الزجاج (رد المحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۸۰ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب، شروط الصلوٰۃ استقبال قبلہ ج ۱ ص ۳۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۸.۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مبحث فی استقبال القبلۃ ج ۱ ص ۳۹۹ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۹.۱۲ ظفیر.

رخ پر ہیں اس میں زیادہ کنج وکاؤ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آلات سمت قبلہ کی دریافت کرنے کے لئے مہیا ومیسر نہیں ہیں۔ اور پھر وہ بھی ظنی ہیں اور عام لوگوں کو اس کی تکلیف دینا دشوار ہے اور مساجد قدیمہ خود اس بارہ میں حجۃ صحیحہ ہیں اور تغیر کرنا ان میں تھوڑے سے انحراف مظنون کی وجہ سے مناسب نہیں ہے اور قطب شمال کو حجت سمجھنا اس بارہ میں اکابر علماء کا دلیل واضح اس کے صحت کی ہے۔ فقط۔

ریل میں نماز کے اندر استقبال قبلہ کی بحث:۔

(سوال ۲۳۴) شخصے راکب ریل است لیکن از باعث تحویل الواح ریل عن القبلۃ اگر مستقبل قبلہ بودہ نماز میخواند پس ارکان صلوٰۃ مثل قیام وقعود رکوع وسجود بروئے متعسر ومتعذر می شوند واگر بقیام ورکوع وسجود نماز می گزارد تا استقبال قبلہ از وے فوت می شود پس دریں صورت کدام فرض راترک نمودہ بکدام طریق تعمیل درزد یعنی محول عن القبلہ بودہ بدیگر طرف مستقبل شدہ برکوع وسجود ادا نماید یا مستقبل قبلہ گردید بایماء نماز بخواند۔

(جواب) اگر کسے در ریل نماز فرض خواند پس استقبال قبلہ وقیام ورکوع وسجود وغیرہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا کردن ضروری است ومحض از سواری ریل استقبال ساقط نمی شود چرا کہ باوجود تحویل الواح بہ قدرے وقت وتکلف استقبال ممکن است اگر بلا مجبوری ترک استقبال کرد نماز جائز وادا نمی شود واگر مستقبل قبلہ بودہ نماز شروع کرد ودر حالت صلوٰۃ سمت قبلہ مبدل گردد پس مصلی راضروری است کہ آن ہم متوجہ قبلہ بودہ نماز تمام کند کہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا شوند ومصلی ریل را در نماز فرض قعود قطعاً جائز نیست ودر صلوٰۃ نفل جائز است البتہ اگر فی الحقیقت ہجوم این قدر باشد کہ حرکت رکوع وسجود ممکن نیست ونیز بر صلوٰۃ از خارج ریل قادر نیست بلا استقبال وبلا قیام[ع] ادا کند واین صورت نادر است۔(۱) فقط۔

(۱) والمربوطة بلجة البحران كان الريح يحر كها شديدا فكالسائرة والا فكانوفقه ويلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح و كلما دارت (درمختار) اى فى قولهم جميعا وان عجز عنه يمسک عن الصلوٰة لعله يمسک مالم يخف خروج الوقت لماتقرر من ان قبلة العاجز جهة قدر ته وهذا كذالک والا فما الفرق (ردالمحتار. باب صلاة المريض ج ا ص ۱۴ ۷)ظفير.
ع۔من تعذر عليه القيام اى كله لمرض حقيقى الخ اوحكمى بان خاف زيادته او بطئى برئه بقيامه او دوران راسه او وجد بقيام راسه الماشديد الخ صلى قاعدا(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ا ص ۷۰۸ وج ا ص ۷۰۹.ط.س.ج ا ص ۹۵)ظفير.

فصل رابع۔ نیت

کیا زبان سے نیت شرط ہے:۔

(سوال ۲۳۵) زبان سے نیت کرنا نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے یا صرف دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

(جواب) نیت قلبی صحت نماز کے لئے کافی ہے۔(۱)

کیا زبان سے نیت بدعت ہے:۔

(سوال ۲۳۶) آیا تلفظ بہ نیت نماز بدعت است؟ وبسم اللہ درمیان فاتحہ وسورہ خواندن ممنوع است؟ بیان فرمایند۔

(جواب) تلفظ بہ نیت نماز بدعت نیست۔(۲) وبسم اللہ مابین فاتحہ وسورہ ممنوع نیست۔(۳)

زبان سے نیت ضروری نہیں:۔

(سوال ۲۳۷) میں نے ایک کتاب فقہ میں دیکھا تھا کہ ہر نماز کی نیت اول دل میں کرنی چاہئے اور بعدہ اس کو زبان سے ادا کرنا چاہئے۔ مجھے الفاظ نیت زبان سے ادا کرنے میں سخت دقت ہوتی ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں دل میں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ مثلاً یہ نماز ظہر کی ہے اور زبان سے الفاظ نیت ادا کر لینا بھی بہتر ہے اور اگر اس میں کچھ دقت ہو تو اس کو چھوڑ دیجئے۔(۴) فقط۔

امام کی اجازت مقتدی کے لئے شرط نہیں:۔

(سوال ۲۳۸) زید امام مسجد ہے۔ بکر سے کہتا ہے کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھنا، آیا بکر زید کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، یا جب زید حکم دے وے اس وقت پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) زید کے پیچھے بکر نماز پڑھ سکتا ہے اور نماز صحیح ہے، زید کی اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں ہے، بکر ہر حال میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور زید کا یہ کہنا بیجا اور خلاف شریعت تھا۔(۵)

....

(۱) والمستحب فی النیۃان ینوی یقصد بالقلب ویتکلم باللسان بان یقول اصلی صلوٰۃ الخ ولو نوی بالقلب ولم یتکلم باللسان جازبلا خلاف بین الا ئمۃ لان النیۃ عمل القلب لا عمل اللسان واستحباب ضمه الیه لما ذکرنا (غنیۃ المستملی ص ۲۵۱ و ص ۲۵۲) ظفیر. (۲) وتلفظ عند الا رادۃ بها مستحب هو المختار الخ وقیل سنۃ یعنی احبه السلف او سنه علماءنا اذلم ینقل عن المصطفی ولا الصحابة ولا التابعین بل قیل بدعة (درمختار) نقله فی الفتح وقال فی الحلیة ولعل الا شبه انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزیمة (ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ بحث النیة ج ا ص ۳۸۶. ط.س. ج ا ص ۴۱۵) ظفیر.

(۳) وسمی الخ سرافی اول کل رکعة لو جهریة لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقا ولو سریة ولا یکره اتفاقاً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ا ص ۴۵۷. ط.س. ج ا ص ۴۹۰) ظفیر.

(۴) والخامس النیة بالا جماع وهی الا رادۃ المرجحة الخ والمعتبر فیها عمل القلب الا زم للارادۃ الخ التلفظ عند الارادۃ بها مستحب هو المختار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ا ص ۳۸۵ و ج ا ص ۳۸۶. ط.س. ج ا ص ۴۱۴) ظفیر.

(۵) والا مام ینوی صلاته فقط ولا یشرط لصحة الا قتداء نیة امامة المقتدی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ا ص ۳۹۴. ط.س. ج ا ص ۴۲۴) ظفیر.

نیت دل سے ضروری ہے یا زبان سے :-

(سوال ۲۳۹) منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے مستحب ہیں اور دل سے نیت کرنی فرض ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنی بدعت ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے لیکن ضروری ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔ حنفیہ کا محقق مذہب یہی ہے۔(۱) فقط۔

زبان سے نیت کیا بدعت ہے :-

(سوال ۲۴۰) زید کہتا ہے کہ زبان سے نیت نماز کرنا بدعت ہے عمر کہتا ہے کہ سنت ہے۔

(جواب) اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔ درمختار میں ہے **والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة الخ والتلفظ بها مستحب هو المختار الخ** .(۲) فقط۔

نماز کی نیت عربی میں ضروری ہے یا نہیں :-

(سوال ۲۴۱) نماز کی نیت عربی زبان میں کرنا ضروری ہے یا اردو فارسی وغیرہ میں بھی کر سکتا ہے؟

(جواب) نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں اگر کہے بہتر ہے۔(۳) اور زبان سے کسی زبان میں اردو فارسی وغیرہ میں کہہ لیوے تو کچھ حرج نہیں۔

مقتدی عورت کے لئے کیا امام کی نیت ضروری ہے :-

(سوال ۲۴۲) ایک عورت جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھے تو امام کو نیت امام عورت ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر محاذی مرد کے نہ کھڑی ہو تو امام کو اس کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) والخامس النية بالا جماع وهى الا رادة لا العلم والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة الخ والتلفظ بها مستحب وهو المختار الخ بل قيل هو بدعة (درمختار) نقله فى الفتح وقال فى الحلية ولعل الا شبه انه بدعة حسنة عند قصد جميع العزيمة الخ فلا جرم انه ذهب فى المبسوط والبداية والكافى الى انه ان فعله لجمع عزيمة قلبه فحسن (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة بحث النيه ج ۱ ص ۳۸۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۱۴)ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة. بحث النية ج ۱ ص ۳۸۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۱۵ .ظفير.

(۳) النيت ارادة الدخول فى الصلوٰة والشرط ان يعلم بقلبه اى صلاة يصلى الخ ولا عبرة للذكر باللسان فان فلعه لتجتمع عزيمة قلبه فهو حسن كذافى الكافى (عالمگيرى مصرى الباب الثالث الفصل الرابع ج ۱ ص ۶۱ .ط.ماجديه ج ۱ ص ۶۵)ظفير.

(۴) وان امّ نساء فان اقتدت به المرأة محازية لرجل فى غير صلاة جنازة فلا بدلصحة صلاتها من نية اما ميتها لئلا يلزم الفساد بالمحاذاة بلا التزام وان لم تقتد بلا محاذية اختلف فيه فقيل يشترط وقيل لا .(الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة مطلب فى النية ج ۱ ص ۳۹۴ .ط.س. ج ۱ ص ۴۲۵)ظفير.

الباب الرابع فی صفة الصلوٰۃ

فصل اول۔ فرائض نماز

تکبیر تحریمہ جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے عورت کے لئے بھی ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۳) تکبیر تحریمہ عورت کو بوقت نماز کہنا فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) تکبیر تحریمہ عورت اور مرد سب کو کہنا چاہئے اس میں مردوں کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ کما فی عامة کتب الفقه.(۱)

ریل میں استقبال قبلہ حتی الوسع ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۴) بنگالہ کی ریل میں نماز میں قبلہ کی طرف کھڑا ہونا ممکن نہیں اور جس جگہ ممکن ہے وہاں جائے قیام وسجدہ میں گرد وغبار ہوتا ہے وہاں قیام فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) ریل میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہئے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔(۲) اور جگہ کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ غایت یہ کہ کوئی پاک کپڑا اچھالیا جاوے فقط۔

سجدہ نماز میں:۔

(سوال ۲۴۵) نماز میں سجدہ افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں سجدہ ورکوع وقیام سب ہی فرض ہیں۔(۳) بعض اعتبار سے سجدہ افضل ہے اور بعض اعتبار سے قیام افضل ہے۔(۴) فقط۔

نماز میں پیر کا انگوٹھا ہل جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۶) جس شخص کا داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل جائے اپنی جگہ سے تو نماز میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں۔ اگر امام سے اسی طرح کی حرکت ہوجائے تو مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحريمة قائما وهی شرط (درمختار) التحريمة المرادبها جملة ذكر خالص مثل الله اكبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲) ظفير.

(۲) والسادس استقبال القبلة حقيقة او حكما كعا جزو الشرط حصوله لا طلبه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۷) والفرائض الباقية من الست هی القيام الخ لقوله تعالیٰ وقوموا لله قانتين (غنية المستملی ص ۲۵۴) ومنها القيام فی فرض الخ لقادرعليه (درمختار) فلو عجز عنه حقيقة و ظاهر اوحكما كما لو حصل له به الم شديد او خاف زيادة المرض الخ فانه يسقط الخ. (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القيام ج ۱ ص ۴۱۴ و ج ۱ ص ۴۱۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفير. (۳) ومن فرائضها التی لاتصح بدو نها التحريمة قائما الخ ومنها القيام بحيث لو مديديه لا ينال ركبتيه الخ فی فرض الخ لقادر عليه الخ ومنها القراء ة لقادر عليها الخ ومنها الركوع الخ ومنها السجود الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲......۴۴۴) ظفير.

(۴) وكثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما فی المجتبی الخ وان مذهب الا مام افضلية القيام (ايضاً باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۱۷. تفصیل کے لئے دیکھئے ردالمحتار حاشیہ در مختار باب وصفحه ايضاً ۱۲ ظفير.

(جواب) اس سے نماز میں کچھ خلل اور نقصان نہیں آتا۔ اور امام اگر ایسا ہو تو مقتدیوں کی نماز میں اور خود امام کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔(۱)

بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۲۴۷) اگر نشستہ نماز می خواند بحالت رکوع برداشتن سرین ضروراست یانہ۔

(جواب) ضروری نیست قال فی رد المحتار ولو کان یصلی قاعد اینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع ا ہ قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصوله باصل طاء طاء الراس مع انحناء الظهر الخ شامی۔(۲)

گھاس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۸) اگر گیاہ وغیرہ بدیں نوع کہ فرہیش بقدر شبر یا زائد باشد بوقت سجدہ صعود وہبوط می کند نماز برآں جائز است یانہ۔

(جواب) درمختار میں شروط جواز سجدہ سے یہ بھی لکھا ہے وان یجد حجم الارض اور اس کی تشریح علامہ شامی نے یہ فرمائی ہے ان الساجد لو بالغ لا یتسفل راسه ابلغ من ذلک الخ ۔(۳) ج ا ص ۳۳۷ پس اگر وہ گھاس وغیرہ اس قدر رہو اور ایسی ہو کہ سجدہ میں سر رکھنے سے دب جاوے اور ٹھیر جاوے تو سجدہ اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں:۔

(سوال ۲۴۹) یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں۔ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ پس بلا عذر قوی عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے اور نماز نہیں ہوتی۔(۴) فقط۔

چارپائی پر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۵۰) چارپائی پر نماز اس وقت درست ہے کہ جب چارپائی سخت ہو یا ڈھیلی ہو تب بھی۔

(۱) وحررناه فی شرح الملتقی وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والا لم تجز (ای السجدة) والناس عنه غافلون (درمختار) والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۶۶ و ج ا ص ۴۶۷. ط.س. ج ا ص ۴۹۸...... ۵۰۰) ۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود ج ا ص ۴۱۶. ط.س. ج ا ص ۴۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی تالیف الصلوٰة. ط.س. ج ا ص ۴۹۷ ۱۲ ظفیر.

(۴) من فرائضها التی لاتصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی فرض وملحق به الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۱۴. ط.س. ج ا ص ۴۴۲...... ۴۴۴) ظفیر.

(جواب) چارپائی پر نماز ہر حالت میں درست ہے اگر چہ وہ بہت سخت نہ ہو، کیونکہ اگر وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے چارپائی پر ٹھیریں گے اور زور پڑے گا تو سجدہ کی جگہ سخت ہو جاوے گی۔ فقط۔

قعدہ اخیرہ میں سو جائے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۱) زید نے جماعت سے نماز پڑھی قعدہ اخیرہ میں سو گیا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا لیکن مقدار تشہد بعد بیدار ہونے کے نہیں بیٹھا۔ زید کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) احوط یہ ہے کہ اعادہ قعدہ کا کیا جاوے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور شیخ ابن ہمام کی تحقیق سے جواز مفہوم ہوتا ہے اور قواعد فقہیہ سے عدم جواز ظاہر ہوتا ہے لہذا احوط ثانی ہے۔ والتفصیل فی الشامی۔ (۱)

قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ رکھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۵۲) نماز میں قیام کی حالت میں درمیان دونوں پیروں کے چار انگشت فرق رکھنا کیسا ہے اگر کم وبیش ہو جاوے تو نماز میں کچھ خلل تو نہ ہوگا۔

(جواب) فقہاء نے لکھا ہے کہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں بحالت قیام رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم وبیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ شامی جلد اول **و ینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الیدلانه اقرب الی الخشوع الخ شامی**(۲).

سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۳) سجدہ میں اگر دونوں پیر زمین سے اٹھ جاویں تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر تھوڑی دیر تک اٹھے رہیں تو کچھ خلل تو نہیں۔

(جواب) قدمین کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ لئے تو نماز ہوگئی۔ (۳) فقط۔

---

(۱) ومنها القعود الا خیر والذی یظهر انه شرط لانه شرع للخروج (درمختار) وبین فی الا مداد الثمرة بانه لواتی بالقعدة نائما تعتبر علی القول بشرطیتها لا رکنیتها وغراه الیٰ التحقیق والاصح عدم اعتبار ها کما فی شرح المنیه (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ص ۴۱۷.ط.س.ج ا ص۴۴۸)ظفیر.(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ا ص ۴۱۴.ط.س.ج ا ص ۴۴۴. ۱۲ ظفیر.(۳)وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحده نحو القبلة والا لم تحزو الناس عنه غافلون (درمختار) قوله وفیه ای فی شرح الملتقی وکذا قال فی الهدایة واما وضع القدمین فقد ذکر القدوری انه فرض فی السجود اه فاذا سجدورفع اصابع رجلیه لا یجوز کذا ذکره الکرخی والجصاص ولو وضع احدٰهما جاز الخ فصار فی المسئلة ثلاث روایات الا ولیٰ فرضیة وضعهما الثانیة فرضیة احداهما ،الثالثة عدم الفرضیة الخ والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم الخ وفی البزازیة والمراد بوضع القدم هنا وضع الا صابع او جزء من القدم وان وضع اصبعاواحدة او ظهر القدم بلا اصابع ان وضع مع ذالک احدی قدمیه صح والا لا (ردالمحتار. باب صفة الصلاة ج ا ص ۴۶۶.ط.س.ج ا ص ۴۹۹)ظفیر.

کیا اس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز جائز ہے جو چلتا پھرتا ہے:۔

(سوال ۲۵۴) جو شخص چل پھر کر اچھی طرح اپنی ضرورت پوری کر سکے اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا درست نہیں۔ (۱) فقط

فصل ثانی۔ واجبات صلوٰۃ

نوافل میں قعدۂ اولی واجب ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۵) نوافل رباعی میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے یا فرض۔

(جواب) واجب ہے کما فی الدر المختار ولها واجبات الخ والقعود الاول ولو فی نفل فی الاصح. (۲) فقط۔

رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے:۔

(سوال ۱/۲۵۶) بعض لوگ رکوع کر کے سیدھے کھڑے نہیں ہوتے سجدے میں چلے جاتے ہیں، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲/۲۵۷) بہت سے لوگ سجدہ سے چار انگل اٹھ کر دوسرا سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے۔ (۳)

(۲) بقول بعض محققین اس میں ترک واجب ہے اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ومنها القيام الخ فی فرض وملحق به كنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر عليه وعلى السجود فلو قدر عليه دون السجودندب ايماء ه قاعدا و كذا من يسيل جرحه لو سجد (درمختار) لقادر عليه فلو عجز عنه حقيقة وهو ظاهر اوحكما كما لو حصل له به الم شديد اوخاف زيادة المرض الخ فانه يسقط (ردالمحتار باب صفة الصلوةبحث القيام ج ا ص ۴۱۴.۵.ط.س.ج ا ص ۴۴۴) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب فی واجبات الصلوٰة ج ا ص ۴۲۴و ج ا ص ۴۳۴.ط.س.ج ا ص۴۵۶.۱۲ ظفير قوله ولو فی نقل لانه وان كان كل شفع منه صلاة على حدث حتى افترضت القرائة فی جميع لكن القعدة انما فرضت للخروج من الصلاة فاذا قام الى الثالثة تبين ان ماقبلها لم يكن اوان الخروج من الصلاة فلم تبق القعدة فرضيه (رد المحتار باب ايضاً ج ا ص ۴۳۴.ط.س.ج ا ص۴۶۵)ظفير.

(۳و۴) ولها واجبات الخ وهی قراء ة فاتحة الكتاب الخ وتعديل الاركان اى تسكين الجوارح قدر تسبيحة فی الركوع والسجود وكذا فی الرفع منهما على ما اختاره الكمال (درمختار)قوله وكذا لرفع الخ اى يجب التعديل ايضاً فی القومة من الركوع والجلسة بين السجد تين وتضمن كلامه وجوب نفس القومة والجلسة ايضا الخ حتى لو تركها او شيئا منها سا هيا يلزمه السهو ولو عمل يكره اشد الكراهة ويلزمه ان يعيد الصلاة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ا ص ۴۲۴ وج ا ص ۴۳۲.ط.س.ج ا ص۴۵۶...... ۴۶۴)ظفير.

تشہد نماز میں واجب ہے:۔

(سوال ۲۵۸) تشہد نماز میں افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) تشہد یعنی التحیات پڑھنا نماز میں واجب اور ضروری ہے۔(۱) فقط۔

فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں کیا حکمت ہے:۔

(سوال ۲۵۹) فرضوں میں دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں اور سنتوں میں بھری اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) فرضوں میں دو رکعت کا خالی رکھنا یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا وارد ہوا اس وجہ سے ان کو خالی رکھتے ہیں۔(۲) اور سنتوں میں اور نفلوں میں ہر ایک شفعہ نماز کا علیٰحدہ ہے اس واسطے سب رکعتوں کو بھری پڑھنا چاہئے۔(۳) فقط۔

کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲۶۰) ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مکروہ تحریمی فعل سے بے شک اعادہ نماز کا واجب ہوتا ہے(۴) اور تفصیل کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ فقط۔

بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۶۱) ایک شخص کی عمر بیس سال کی ہے اس عرصہ میں اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے۔ یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں۔ اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب) جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئیں ہیں لیکن ان کا اعادہ (دہرالینا) اچھا ہے۔(۵) فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

فصل ثالث۔ سنن وکیفیت نماز

تسبیحات رکوع وسجود کی تعداد:۔

(سوال ۲۶۲) نماز میں تسبیحات رکوع وسجود دس مرتبہ اور تین مرتبہ سے زیادہ کہنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا مستحسن۔ قومہ

....

(۱) ومنها قراءة التشهد فانها واجبة فی القعدتین الاولی والاخیرة الخ فاوجب السجود بترک التشهد فی القعدة الاولی کما فی القعدة الاخیرة وهو ظاهر الروایة (غنیة المستملی ص ۲۹۰) ظفیر.

(۲) وعن ابی قتادة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الظهر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب...... وهکذافی العصر (مشکوٰة باب القرأة فی الصلوٰة ص ۷۹) ظفیر.

(۳) وضم سورة الخ فی الاولیین من الفرض الخ وفی جمیع رکعات النفل لان کل شفع منه صلوٰة (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر.

(۴) وکذا کل صلاة اذیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷) ظفیر. (۵) ولها واجبات لاتفسد بترکها وتعاد وجوبا فی العمد والسهو ان لم یسجد له وان لم یعدها یکون فاسقا اثما الخ وهی قرأة فاتحة الخ وتعدیل الارکان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶) ظفیر.

میں ربنا لک الحمد کہنا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مستحسن ہے یا نہیں۔ جلسہ میں رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی ورزقنی کہنا مستحسن ہے یا نہیں۔

(جواب) تین مرتبہ تسبیح رکوع وسجود سے سنت تسبیح ادا ہوجاتی ہے اور فرائض میں تخفیف کا حکم ہے اس لئے برعایت مقتدیان زیادہ تطویل نہ کرنی چاہئے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ کو تطویل قراءت کرنے سے افتان انت (۱) فرمایا۔ حالانکہ قراءت افضل اجزائے صلوٰۃ ہے لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے (۲) اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد کہنا بھی مستحب ہے۔ (۳) اسی طرح جلسہ میں رب اغفرلی الخ کہنا جائز و مستحسن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں تخفیف رکھے۔ (۴) جیسا کہ امر فلیخفف الحدیث (۵) اس کو مقتضی ہے واذا اراد اللہ بعبد خیراً یفقہ فی الدین۔ (۶) فقط۔

رفع یدین کہاں ہے:۔

(سوال ۲۶۳) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہ نہیں کرتے تھے عن براء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریباً من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔ (۷) عن الاسود قال رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیہ فی اول تکبیرہ ثم لا یعود۔ قال ابو جعفر الطحاوی فھذا عمر رضی اللہ عنہ لم یکن یرفع یدیہ ایضاً الافی التکبیرۃ الاولی فی ھذا الحدیث۔ وھو حدیث صحیح الخ وفعل عمر ھذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک ھو الحق الذی لا ینبغی لا حد خلافہ۔ (۸)

....

(۱) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل الاول ص ۷۹ عن البخاری ومسلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاثا وذالک ادناہ فلو ترک التسبیح اصلا لایأتی بہ مرۃ واحدۃ یجوز ویکرہ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۶۹۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۷۴) ویقول فی سجودہ سبحان ربی الا علی ثلاثا وذالک ادناہ کذافی المحیط ویستحب ان یزید علی الثلاث فی الرکوع والسجود بعد ان یختم بالوتر کذا فی الھدایۃ فالا دنیٰ فیھا ثلاث مرات والاوسط خمس مرات والا کمل سبع مرات کذا فی الزاد ، وان کان اماما لا یزید علی وجہ یمل القوم کذافی الھدایۃ (عالمگیری مصری۔ الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر مفتاحی۔
(۳) ان کان امامایقول سمع اللہ لمن حمدہ بالا جماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلا خلاف ، وان کان منفرد الا صح انہ یاتی بھما کذا فی المحیط وعلیہ الا عتماد کذافی التتارخانیۃ وھو الا صح ھکذا فی الھدایۃ ثم فی الروایۃ یجمع یاتی بالتسمیع حالا الارتفاع واذا ستویٰ قائما قال ربنالک الحمد کذا فی الزاھدی وھو الصحیح کذافی القنیۃ (عالمگیری مصری باب ایضاً ج ۱ ص ۷۰) ظفیر۔ (۴) والسنۃ فیہ ان یرفع راسہ حتی یستویٰ جالسا ولیس فی ھذا الجلوس ذکر مسنون عند نا ھکذا فی الجواھر النیرۃ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۰۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر۔ قال ابو یوسف سألت الامام ای قول الرجل اذا رفع من الرکوع والسجود اللھم اغفرلی قال یقول ربنا لک الحمد وسکت الخ اقول فیہ اشارۃ الی انہ غیر مکروہ اذ لو کان مکروھا لنھی عنہ کما ینھی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود وعدم کونہ مسنونا لا ینا فی الجواز کا لتسمیۃ بین الفاتحۃ والسورۃ بل ینبغی ان یندب الدعاء بالمغفرۃ بین السجدتین خروجا من خلاف الا مام احمد لا بطالہ الصلوٰۃ بترکہ عامدا ، ولم ارمن صرح بذالک عندنا لکن صرحوا باستحباب مراعاۃ الخلاف (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۴۷۲۔ ط۔ س۔ ج ۱ ص ۵۰۵) ظفیر۔ (۵) وہ حدیث یہ ہے:۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احد کم للناس فلیخفف فان فیھم السقیم والضعیف والکبیر واذا صلی احدکم لنفسہ فلیطول ماشاء متفق علیہ (مشکوٰۃ۔ باب ماعلی الا مام ص ۱۰۱) ظفیر غفرلہ۔ (۶) دیکھئے مشکوٰۃ۔ کتاب العلم فصل اول ص ۳۲۔ الفاظ مشکوٰۃ والی حدیث میں یہ ہیں من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ ۱۲ ظفیر۔
(۷) شرح معانی الا ثار۔ باب ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع ھل مع ذالک رفع ام لا ج ۱ ص ۱۳۲ ۱۲ ظفیر۔ (۸) ایضاً ص ۱۳۳ وص ۱۳۴ ۱۲ ظفیر۔

رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۲۶۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے اس کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے (دلیل) والدلیل المجمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن وعد منها تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ القنوت والعیدین وذکر الا ربع فی الحج . کذا فی الهدایة ثم هذا عندناوقال الشافعی رحمة اللہ علیه یرفع یدیه عند الرکوع والرفع منه لا نه علیه السلام فعل ذلک ، ولنا ماروینا وما رواہ محمول علی الابتداء وکذا نقل عن ابن زبیر رضی اللہ عنه فانه رأی رجلاً فیفعل هذا فقال له لا تفعل لیس هذا بشئی فانه شئی فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ترک کذا فی الهدایه(۱) والکفایه وقدروی الطبرانی بسندہ عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکیم عن المقسم عن ابن عباس عند علیه الصلوٰۃ والسلام. (۲) فقط۔

نیت کے بعد ہاتھ باندھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۵) نماز کی نیت کر کے ہاتھ نیچے کو چھوڑ کر زیر ناف باندھے یا کانوں تک ہاتھ اٹھا کر زیر ناف باندھے۔

(جواب) کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نیت باندھیں اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔(۳)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۱/۲۶۶) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا شرطیں ہیں۔ ہمارے مدرسہ کے مدرس مولوی حیدر علی کہتے ہیں کہ جو لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور چوتڑ اٹھا کر سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی بلکہ عورتوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے۔

بیٹھ کر نماز کی شرطیں کیا ہیں:۔

(سوال ۲/۲۶۷) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا کیا شرطیں ہیں۔

(جواب) (۱) یہ قول ان کا غلط ہے۔ مردوں کو عورتوں کی طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ مردوں کو سجدہ میں پچھلا حصہ اٹھانا چاہئے۔(۴)

---

(۱) دیکھئے ہدایہ باب صفة الصلوٰۃ ج ا ص وفتح القدیر باب ایضا ص ۲۶۸ . ۱۲ ظفیر.
(۲) فتح القدیر باب ایضاً ج ا ص ۲۹۹. ۱۲ ظفیر. (۳) ورفع یدیه الخ ما سا با بها میه شحمتی اذنیه الخ ووضع الرجل یمینه علی یسارہ تحت سرته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفةالصلوٰۃ فصل ج ا ص ۴۵۰. ط.س.ج ا ص ۴۷۴......۴۷۶) ظفیر. (۴) ویضع یدیه فی السجود حذاء اذنیه الخ ولا یفترش ذراعیه ویجافی بطنه عن فخذیه والمرأة لا تجافی فی رکوعها وسجود ها وتقعد علی رجلیها وفی السجدة تفترش بطنها علی فخذیها (عالمگیری. باب رابع صفه الصلوٰۃ فصل ثالث ج ا ص ۷۰. ط. ماجدیه ج ا ص ۷۵) ظفیر. ویظهر عضدیه الخ ویبا عد بطنه عن فخذیه الخ والمراء ة تخفض فلا تبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخذیهاالخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفةالصلوٰۃ فصل تالیف الصلوٰۃ ج ا ص ۴۷۰. ط.س.ج ا ص ۵۰۳......۵۰۴) ظفیر.

(۲) نوافل میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بلاعذر بھی اجازت ہے اور فرائض و واجبات میں بلاعذر اجازت نہیں اور سنن مؤکدہ کو بھی بلاعذر بیٹھ کر نہ پڑھے۔(۱) فقط۔

عدم رفع یدین کے سلسلہ کی ایک حدیث کا حال:۔

(سوال ۲۶۸) روایت کی وکیع نے اعمش سے، انہوں نے مسیّب بن رافع سے، انہوں نے تمیم بن طرفہ سے، انہوں نے جابر بن سمرۃؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ آئے ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ اور ہم لوگ اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں نماز میں تو فرمایا کہ کیا حال ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ اٹھاتے ہو نماز میں جیسی دم ہو سرکش گھوڑے کی۔ اطمینان سے رہو نماز میں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے؟

(جواب) اس میں اختلاف ہے اور تحقیق اس کی فتح القدیر میں اس طرح ہے **عن جابر بن سمرة قال دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس رافعوا ايدهم .قال زهير اراه قال في الصلوٰة فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذ ناب خيل شمس اسكنوا في الصلوٰة**(۲) یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث مطلقاً حالت صلوٰۃ میں ہے۔ فقط۔

عورت سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۲۶۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنا چاہئے۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ **في الشامي انها لا تنصب اصابع القدمين** .(۳) پس سجدہ اور جلسہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ **في الشامي. وتتورك في التشهد الخ** .(۴) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس سلسلہ میں ایک غلط روایت:۔

(سوال ۲۷۰) **من صلى قاعداً لايرفع الا ليتين في الركوع والسجود فان رفع اليتين فيهما تفسد صلوته الخ** . یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ روایت خلاف قواعد ہے اور بے اصل ہے اور کسی کتاب معتبر میں نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں جو عام حکم سجدہ کے بارے میں ہے **ويظهر عضديه ويبا عد بطنه عن فخذيه (درمختار)** (۵) یہ حکم سجدہ مصلی قائم اور قاعد دونوں

---

(۱) ويتنفل مع قدرته على القيام قاعد الا مضطجعا الا بعذر (درمختار) يتنفل الخ اى فى غير سنة الفجر فى الا صح كما قدمه المصنف بخلاف سنة التراويح لانها دونها فى التاكد فتصح قاعد اوان خالف المتوارث الخ (ردالمحتار باب الو ترو النوافل ج ۱ ص ۶۵۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶)ظفير .(۲) ديكهئے البنايه فى شرح الهدايه كشورى جلد اول ص ۶۶۲ .ط.س.ج ۱ ص ۴۹۹. ۱۲ ظفير .(۳) ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة فصل فى تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۱. ۱۲ ظفير .
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فى تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۱.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۹)ظفير .(۵)الدر المختارعلى هامش ردالمحتار .باب صفة الصلوٰة فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۷۰.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۸. ۱۲ ظفير.

کو شامل ہے اور رفع الیدین اس میں لازم ہے۔ فقط۔

سورہ سے پہلے بسم اللہ ملانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱/۲۷۱) نماز میں الحمد شریف کے بعد سورۃ ملانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ ملانا جائز ہے یا نہیں۔

تحیات میں انگلیوں کا حلقہ:۔

(سوال ۲/۲۷۲) التحیات میں کلمہ شہادت کے اوپر انگلی کا حلقہ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) الحمد شریف کے بعد سورۃ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔(۱) فقط۔

(۲) التحیات میں انگشت وسطیٰ اور انگوٹھے کا حلقہ کرنا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے۔(۲)

اگر آمین اس طرح کہے کہ ایک دو آدمی سن لیں تو یہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۳) اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور پر کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عندالاحناف نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ **کما قال فی الدر المختار وادنی المخافۃ اسماع نفسہ ومن بقربہ ولو سمع رجل اور رجلان فلیس بجھر الخ** .(۳)

سجدۂ شکر کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۴) سجدۂ شکر کا کیا حکم اور بعد صلاۃ کرنا چاہئے یا کس وقت اور بعد نماز بلا وجہ سجدہ کرنا کیسا ہے۔

(جواب) سجدۂ شکر عند تجدد النعمت مستحب ہے۔ **فی الدر المختار وسجدۃ الشکر مستحبۃ**(۴) اور بعد نماز کے بلاوجہ مکروہ ہے **کما فیہ ایضاً لکنھا تکرہ بعد الصلوٰۃ لان الجھلۃ یعتقدو نھا سنۃ او واجبۃ و کل مباح یوذی الیہ فھو مکروہ**.(۵) الخ۔ فقط

---

(۱) ولا تسن (ای التسمیۃ) بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ، ولا یکرہ اتفاقا وما صحح الزاھدی من وجوبھا ضعفہ فی البحر (درمختار) قال محمد تسن ان خافت لا ان جھر الخ وذکر فی المصفی ان الفتوی علی قول ابی یوسف انہ یسمی فی اول کل رکعۃ ویخفیھا وذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یسمی قبل الفاتحۃ وقبل کل سورۃ فی کل رکعۃ الخ قولہ ولا تکرہ الخ ولھذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبی بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروء ۃ سرا او جھر اکان حسنا عند ابی حنیفۃ رجحہ المحقق ابن الھمام وتلمیذہ الحلبی (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ قبیل مطلب قراء ۃ البسملۃ ج ا ص ۴۵۷ و ج ا ص ۴۵۸. ط.س. ج ا ص ۴۹۰) ظفیر. (۲) لکن المعتمد الخ انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلاۃ والسلام (درمختار) فھو صریح فی ان المفتی بہ ھو الا شارۃ بالمسبحۃ مع عقد الا صابع الخ (ردالمحتار ج ا ص ۴۷۵. ط.س. ج ا ص ۵۰۸) ظفیر. (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراء ۃ ج ا ص ۴۹۸. ط.س. ج ا ص ۵۳۴...... ۱۲۵۳۵ ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدات الشکر ج ا ص ۷۳۱. ط.س. ج ۲ ص ۱۱۹. ۱۲ ظفیر. (۵) ایضا.

رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی ربنا لک الحمد کے ساتھ اللّٰھم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۷۵) امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی زیادہ کرے، اور احسن کیا ہے۔

(جواب) امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی صرف ربنالک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی بڑھا دیوے تو بہتر ہے۔ حدیث شریف میں دونوں وارد ہیں۔ اور بعض احادیث میں واو کی زیادتی بھی وارد ہے یعنی اللّٰھم ربنا و لک الحمد . پس جو لفظ کہہ لیوے کافی ہے اور سنت ادا ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے:۔

(سوال ۲۷۶) مقتدی کا سانس سلام پھیرتے وقت السلام علیکم کہنے میں امام سے پہلے ٹوٹ جاوے تو مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) مقتدی کی نماز میں اس صورت میں کچھ خلل نہیں آیا۔(۲) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کو دال کی آواز سے ادا کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۷) زید کا بخیال اس کے کہ عام لوگ تکبیر انتقالی نماز میں اللہ اکبر کی را کو اس قدر کھینچتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نماز میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کی را کو اس طرح خارج کرنا کہ بجائے ر کے عام لوگ دال محسوس کریں شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) ایسا نہ کرنا چاہئے تبدیلی حروف جائز نہیں ہے۔(۳)

سجدہ کا طریقہ:۔

(سوال ۲۷۸) سجدہ میں ران اور پنڈلی کو کتنا کشادہ کیا جائے۔ کیا زاویہ قائمہ بنانا چاہئے یا کیا۔

(جواب) درمختار میں ہے ویظھر عضدیه فی غیر زحمة ویبا عد بطنه عن فخذیه لیظھر کل عضو بنفسه الخ. (۴) پس معلوم ہوا کہ سجدہ میں سنت اسی قدر ہے اور زاویہ قائمہ بنانا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی جب ہے کہ جماعت میں نہ ہو تنہا ہو یا امام ہو ورنہ ایسا فعل نہ کرے جس سے دوسرے مقتدیوں کو ایذاء ہو۔ فقط۔

....

(۱) ویکتفی بالتحمید الموتم وافضله ربنا لک الحمد ثم حذف الواو　ثم اللھم فقط الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۷) ظفیر.

(۲) لو اتم الموتم التشھد بان اسرع فیه وفرغ منه قبل اتمام امامه فانی بما یخرجه من الصلاة کسلام و کلام اوقیام جازای صحت صلاته بحصوله بعد تمام الارکان الخ وانما کره للموتم ذالک لترکه متابعة الامام بلا عذر فلو به الخ فلا کراھة (رد المحتار. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۵) ظفیر.

(۳) تکبیر کے معنی "اللہ اکبر" کہنا ہے۔ اگر راء کو دال سے بدل کر کہے گا تو معنی تکبیر کا ادا نہ ہوگا۔ و جھر الامام بالتکبیر بقدر حاجته بالدخول والانتقال الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار. سنن صلاة ج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳. ۲ ا ظفیر.

عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کس طرح رکھیں:۔

(سوال ۲۷۹) عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی رکھیں یا بچھاویں۔

(جواب) عورتوں کی حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے وذکر فی البحر انها لا تنصب اصابع القدمين الخ۔ شامی۔(۱) فقط۔

امام ثناء پڑھ کر قراءت شروع کردے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے:۔

(سوال ۲۸۰) امام کو ثناء پڑھ کر مقتدیوں کی ثناء پڑھنے کا انتظار کرنا چاہئے یا قراءت شروع کردے۔

(جواب) نہیں۔(۲) فقط۔(انتظار نہ کرے؟)

سلام پھیرتے وقت جو ملے وہ تشہد پورا کرے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸۱) جس شخص نے امام کی اقتداء سلام پھیرنے کے وقت کی ہو تو کیا بعد سلام امام اس کو تشہد پورا کرنا ضروری ہے۔

(جواب) شامی ج ۱ ص ۳۳۳ میں ہے کہ مختار اس صورت میں یہ ہے کہ تشہد پورا کر کے کھڑا ہو۔ اور اگر پورا نہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو یہ بھی جائز ہے۔(۳)

امام کے سلام پھیرتے وقت مقتدی دعا پوری نہ کرسکا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۲۸۲) امام سلام پھیر دے اور مقتدی کی کچھ دعاء باقی ہو تو فوراً امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا ختم کر کے سلام پھیرے۔

(جواب) اگر تھوڑی سی دعاء باقی رہی ہے تو جلدی سے پورا کر کے کچھ بعد میں سلام پھیر لے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) فقط

جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی، وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید:۔

(سوال ۲۸۳) مقیم نے مسافر کی اقتداء کی بعد میں اپنی رکعتوں میں صرف تحمید کہے یا تسمیع یا دونوں۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸ ظفير.

(۲) وقراء سبحانک اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فی القراء ة سواء كان مسبوقا او مدركا وسواء كان امامه يجهر بالقراء ة او لا فانه لا ياتى به الخ ادرک الا مام فی القيام يثنی مالم يبدء بالقراء ة (الدر المختار . على هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۵۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸) ظفير. (۳) وشمل باطلاقه مالوا قتدى به فی اثناء التشهد الا ول اوالاخير فحين قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه يتم ثم يقوم ولم اره صريحا ثم رايته فی الدخيرة ناقلا عن ابی الليث المختار عندی انه يتم التشهد وان لم يفعل اجزاه(ردالمحتار باب صفة الصلاة ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵ بعد مطلب فی اطاعة الركوع للجائی)ظفير. (۴) ولو سلم والموتم فی ادعية التشهد تابعه لانها سنة والناس عنه غافلون (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل بعد مطلب فی اطاعة ركوع للجائی ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۶).

(جواب) بظاہر تسمیع وتحمید ہر دو افضل ہیں۔(۱) فقط۔

فرض کے بعد آیۃ الکرسی:۔

(سوال ۲۸۴) امام کو بعد نماز فرض کس قدر مقدار سے آیۃ الکرسی پڑھتے رہنا چاہئے۔ امام دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے۔ کیا مقتدی کو اس کی پیروی لازم ہے یا دعاء پڑھ کر سنت میں مشغول ہو جاوے۔

(جواب) بعد فرض کے قبل سنت اگر آیۃ الکرسی وتسبیحات بعد الصلوٰۃ وغیرہ اوراد مختصرہ پوری کر کے سنت پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے اور وقت کی کچھ مقدار معین نہیں ہے لیکن زیادہ تاخیر نہ کرے۔(۲) اگر زیادہ اوراد پڑھنے ہوں تو بعد سنت کے پورا کر لیوے یہ بہتر ہے اور امام اگر دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے تو مقتدیوں کو اس کا اتباع لازم نہیں ہے ان کو اختیار ہے کہ وہ خواہ فوراً یا کچھ پڑھ کر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

عصر وفجر میں دکھن جانب رخ کر کے دعا مانگنا:۔

(سوال ۲۸۵/ ۱) زید بعد سلام نماز عصر وفجر میں کبھی کبھی دکھن جانب پھر کر دعا مانگتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔

ہندوستان میں انصراف الی الیمین والیسار کا رواج:۔

(سوال ۲۸۶/ ۲) ہندوستان میں بھی علمائے کرام دکھن رخ ہو کر دعا کرتے ہیں یا نہ۔

انصراف مذہب حنفی کی موافق ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸۷/ ۳) زید کا یہ فعل موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ کے ہے یا مخالف۔

حدیث میں انصراف کی مراد کیا ہے:۔

(سوال ۲۸۸/ ۴) حدیث میں ینصرف عن یمینه وعن یساره کا جو لفظ آتا ہے، آیا یہ انصراف للذهاب الی المنزل تھا یا انصراف للدعاء تھا۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید الموتم وافضله اللهم ربنا ولک الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللهم فقط. ویجمع بینهما لو منفردا علی المعتمد یسمع رافعا ویحمد مستویا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۷) ظفیر. (۲) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الکمال قال الحلبی ان اريد بالکراهة التنزيهة ارتفع الخلاف (درمختار) فکان معناها الا ولی ان لا یقراء قبل السنة ولو فعل لا باس فافا وعدم سقوط السنة بذالک حتی اذا صلی بعد الا وراد تقع سنة لا علی وجه السنة ولذا قالوا لو تکلم بعد الفرص لا تسقط لکن ثوابها اقل فلا اقل من کون قراء ة الا وراد لا تسقطها الخ (رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ۴۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰) ظفیر.

انصراف للدّعاء کی دلیل:۔

(سوال ۲۸۹/۵) انصراف للدعاء کے عدم ثبوت پراتر جانب پھر کردعاء مانگنے کی کیا دلیل ہے۔

(جواب)(۱) آنحضرت ﷺ اکثر داہنی طرف اور کبھی کبھی بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔(۱) اسی لئے فقہاء کرام نے بھی دونوں طرف ہوکر بیٹھنے اور دعا مانگنے کو مستحب لکھا ہے۔(۲)

(۲) اکثر عوام وخواص زیادہ تر داہنی طرف پھر کر بیٹھتے ہیں اور گاہ گاہ بائیں طرف پھر کر بیٹھتے ہیں۔(۳)

(۳) کبھی کبھی بائیں طرف یعنی دکھن کی طرف منہ کر کے بیٹھنا فعل آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی بیٹھنا اچھا ہے اور مستحب ہے۔ (۴)

(۴) اس انصراف کا مطلب انصراف للدعاء کا بھی ہوسکتا ہے۔(۵)

(۵) جب کہ انصراف، انصراف للدعاء کو شامل ہے تو یہی دلیل کافی ہے۔فقط۔

تسبیحات رکوع وسجدہ میں بحمدہ کا اضافہ درست ہے یانہیں:۔

(سوال ۲۹۰) زید اپنے فرض ونفلوں میں رکوع کے اندر **سبحان ربی العظیم و بحمدہ** اور سجدہ میں **سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ** پڑھتا ہے۔خالد کہتا ہے وبحمدہ پڑھنا کسی کتاب حنفی میں نہیں ہے۔اور نہ فقہاء نے لکھا ہے اور نہ حدیث سے ثابت ہے۔آیا خالد حق پر ہے یا زید۔

(جواب) احادیث میں تسبیح رکوع وسجود میں ایسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ خالد کہتا ہے۔اور فقہاء حنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔(۶) باقی اگر بحمدہ کی زیادتی کردی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔یہ کچھ اختلاف کرنے کی بات نہیں ہے۔فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا مقتدی کا چل دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۱) نماز پڑھ کر امام سے پہلے دعا مانگ کر بھاگ جانا کیسا ہے؟

(جواب) بے شک یہ فعل اگر بلاضرورت شرعی ہو تو خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس کی عادت کر لینا گناہ ہے۔ **قال علیہ الصلوٰۃ والسلام. انما جعل الامام لیؤتم بہ فقط. واللہ تعالیٰ اعلم.(فی المشکوٰۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضھم علی الصلوٰۃ ونھا ھم ان ینصر فواقبل انصرافہ من الصلوٰۃ رواہ**

....

(۱)عن انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ رواہ مسلم عن عبداللہ بن مسعود قال لایجعل احدکم للشیاطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب الدعا فی التشھد ص ۸۷)ظفیر.

(۲)فاذا تمت صلوٰۃ الا مام فھو مخیران شاء انحرف عن سیارہ وجعل القبلۃ عن یمینہ وان شاء انحرف عن یمینہ الخ وانشاء استقبل الناس بوجھہ الخ ھذا الخ اذا لم یکن بعد الصلوٰۃ المکتوبۃ تطوع کا لفرج والعصر (غنیۃ السمتملی ص ۳۳۰)ظفیر. (۳و۴)ایضا ۱۲ ظفیر.

(۵)والمراد من الا نصراف الا لتفات عن جھۃ الصلوٰۃوھی القبلۃ اعم ان یجلس بعدہ اولا ، فلذا قال وا ن شاء ذھب الی جوائجہ لانہ قضی صلوتہ الخ (غنیۃ المستملی ص ۳۳۰)ظفیر.

(۶)ویضع یدیہ معتد ابھما علی رکبتیہ الخ ویسبح فیہ واقلہ ثلثۃ (درمختار) السنۃ فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم (رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ قبیل مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی ج ۱ ص ۴۶۰ وج ۱ ص ۴۶۲.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۳)ظفیر.

ابو داؤد وقدوة المشائخ شیخ عبدالحق دھلویؒ در اشعة اللمعات ص ۴۴۷ فرمودہ نہی کرداز یں کہ برگردند پیش از برگشتن وے ﷺ از نماز خود جیسا کہ پیشتر از حضرت سلام بدہند واز نماز برآیند یا بعد از سلام دادن پیشتر آنکہ آنحضرت برخیز د برخیزند منتظر ذکر و دعاء ونشیند ونہی براول تحریمی است وبر ثانی تنزیہی ست۔ انتہی۔ جمیل الرحمٰن۔

درود میں سیدنا کا اضافہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۲) جو درود شریف بعد تشہد کے نماز میں پڑھا جاتا ہے اور بدوں لفظ سیدنا مروی ہے، آیا بلا سیدنا پڑھنا چاہئے۔ یا اضافہ لفظ سیدنا کیا جاوے۔

(جواب) اضافہ لفظ ''سیدنا'' میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن تشہد نماز میں جیسا کہ وارد ہوا ہے بلا لفظ ''سیدنا'' ویسا ہی بہتر ہے۔(۱)

مقتدی کے بعد درود کی دعا پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو وہ کیا کرے:۔

(سوال ۲۹۳) اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی نے صرف التحیات اور صرف درود ہی پڑھا ہے۔ دعا نہیں پڑی تو کیا مقتدی کو بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہئے یا دعاء پڑھ کر۔

(جواب) اس صورت میں مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیوے۔(۲) فقط۔

بعد نماز لا اله الا الله بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۴) بعد جماعت فرضوں کے سلام پھیرتے ہی لا اله الا اللہ آواز بلند کہنا کیسا ہے۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے لیکن خفیہ پڑھنا افضل ہے۔(۳) فقط۔

رکوع میں تطبیق کی روایت:۔

(سوال ۲۹۵) مولوی ثناء اللہ اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' کے ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ رکوع کے وقت چونکہ تطبیق کرتے تھے دونوں ہاتھوں کو زانو پر نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ان کا یہی مذہب ثابت ہے۔ لہذا یہ سنت صحیح ہے یا لغو۔

(۱) وصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم الخ وندب السیادة لان زیادة الا خبار بالواقع عین سلوک الادب فهو افضل من ترکه ذکره الرملی الشافعی وغیره وما تنقل لا تسودونی فی الصلوٰة فکذب (درمختار) قال سئل محمد عن الصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال یقول اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ وهی الموفقة لما فی الصحیحین وغیرهما الخ واعترض بان هذا مخالف لمذ هبنا لم امر من قول الا مام من انه لو زاد فی تشهده او نقص فیه کان مکروها قلت فیه نظر فان الصلوٰة زائدة علی التشهد (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۸ وج ۱ ص ۴۷۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۱۲) ظفیر۔

(۲) ولو سلم (الا مام) والموتم فی ادعیة التشهد تابعه لا نها سنة والناس عنه غافلون (الدر المختار) قوله فی ادعیة التشهد یشمل الصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل اراد الشروع ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۶) ظفیر۔ (۳) وعن المغیرة بن شعبة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یقول فی دبر کل صلوٰة مکتوبة لا اله الا اللہ وحده لا شریک له الخ (مشکوٰة. باب الذکر بعد الصلوٰة ص ۸۸) ظفیر۔

(جواب) یہ قصہ تطبیق فی الرکوع کا صحیح ہے اس کی تاویل علماء نے یہ فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ اس کا نسخ ان کو معلوم نہ ہوا ہو یا ان کا مذہب تخییر کا ہو۔ والتفصیل فی الکتب۔ (۱) فقط۔

قعدۂ نماز میں مختلف دعاء:۔

(سوال ۲۹۶) اگر کوئی شخص قعدۂ نماز میں کبھی کوئی دعا اور کبھی کوئی دعا پڑھے تو عندالحنفیہ ممانعت تو نہیں ہے۔

(جواب) کچھ ممانعت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

تسبیحات رکوع میں جو عظیم نہ کہہ سکے وہ کریم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۹۷) جو شخص سبحان ربی العظیم کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے بلکہ رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی العجیم پڑھے اس کو بجائے عظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم درست ہے تاوقت یہ کہ وہ عظیم کا لفظ درست کریں۔ (۳) فقط۔

دونوں سجدوں کے درمیان دعا:۔

(سوال ۲۹۸) سجدتین کے درمیان یہ دعاء پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہم اغفرلی وارحمنی .الخ.

(جواب) یہ دعاء مابین السجدتین جائز ہے اور حدیث میں وارد ہے۔ دعاء یہ ہے اللہم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی وارفعنی اجبرنی (۴) فقط۔

انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ:۔

(سوال ۲۹۹) التحیات میں بوقت کلمہ شہادت انگشت شہادت اٹھانے کا کیا سبب ہے۔

(جواب) التحیات میں بوقت کلمۂ شہادت انگشت سبابہ سے توحید کا اشارہ ہوتا ہے تا کہ جیسا کہ زبان سے اشہد ان لا الہ الا اللہ الخ کہا جاتا ہے جس کا مطلب توحید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال جوارح سے اس کو ظاہر کیا

---

(۱) عن عبدالرحمن السلمی قال قال لنا عمر بن الخطاب ان الرکب سنته لکم فخذو ابا لرکب الخ والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن بعد ھم لا اختلاف بینھم الا ماروی عن ابن مسعود و بعض اصحابه انھم کانوا یطبقون، والتطبیق منسوخ عند اھل العلم .قال سعد بن ابی وقاص کنا نفعل ذالک فنھینا عنه وامرنا ان نضع الا کف علی الرکب (ترمذی . باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع ج ۱ ص ۳۵) ظفیر.

(۲) وصلی علی النبی علیه السلام الخ ودعا بما یشبه الفاظ القران والا دعیة الما نورة لماروینا من حدیث ابن مسعود قال له النبی علیه السلام ثم اختر من الدعاء الطیبھا واعجبھا الیک (ھدایه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰۳) ظفیر.

(۳) السنة فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم الا ان لا یحسن الظاء فیبدل به الکریم لئلا یجری علی لسانه العزیم فتفسد به الصلوٰة کذا فی شرح درر البحار فلیحفظ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۲ ظفیر

(۴) وعن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین السجدتین " اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی رواہ ابو داؤد والترمذی (مشکوٰة باب السجود وفضله ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط۔

عورتوں کا سجدہ میں پاؤں داہنی جانب نکالنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۰) ہندوستان میں عورتیں سجدہ کی حالت میں دونوں پیر داہنی جانب نکال دیتی ہیں۔ لیکن یہ امر کسی کتاب میں باوجود تتبع نظر سے نہیں گذرا۔ روایات عالمگیری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں عورت کو پیر بٹھا لینا چاہئے کھڑے نہ کرے۔ داہنی طرف نکالنا ثابت نہیں ہوتا تحقیق کیا ہے۔

(جواب) اس بارہ میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اور جو روایات نقل فرمائی ہیں ایسا ہی شامی میں ہے اور کبیری شرح منیہ میں ہے واما المرأ ۃ فانھا تنخفض ای تتظامن وتتسفل فی السجود وتلزق بطنھا بفخذیھا وتضم ضبعیھا وھذا تفسیر الا نخفاض وذالک لان مبنی امرھا علی الستر مکان السنۃ فی حقھا ماکان استر من الھیئات الخ(۲) پس غالباً اس وجہ سے کہ پیروں کو باہر نکالنے میں تسفل اور انخفاض اور انضمام زیادہ ہوسکتا ہے اور تورک فی التشہد کے لئے تمہید ہے۔ اس لئے یہ معمول ہوا۔ باقی اس سے زیادہ اس کی تحقیق احقر کو بھی نہیں ہے۔ فقط۔

سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۱) سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ سنت ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔(۳) فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۲) تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے۔ علمائے احناف میں اختلاف ہے۔ بعض مستحب فرماتے ہیں۔ اور خلاصہ کیدانی میں حرام لکھا ہے، وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) معتبر فقہاء نے رفع سبابہ کو سنت لکھا ہے اور مختار میں چند کتب کا حوالہ دے کر اس کو سنت ثابت کیا ہے اور عدم رفع کو خلاف روایت ودرایت لکھا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں مذہب امام اعظمؒ کا رفع سبابہ کا لکھا ہے۔ پس خلاصہ کیدانی وغیرہ کے حوالہ سے اس کو حرام کہنا غلط ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ درمختار شامی فتح القدیر وغیرہ کو دیکھنا چاہئے۔ خلاصہ کیدانی کے قول کا اس بارہ میں اعتبار نہ کیا جاوے اس نے صریح غلطی کی ہے کہ فعل سنت کو حرام لکھا ہے۔(۴) فقط

---

(۱) پس آنحضرت اشارت می کرد بایں انگشت بوحد انیت حق تعالیٰ (اشعۃ اللمعات باب التشہد ج ۱ ص ۴۲۸) اشار باصبعہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھی اشد علی الشیطان من الحدید(مشکوٰۃ) بجہت اشارت کردن بوی توحید اثبات برایمان وقطع طمع شیطان از وقوع مصلی اوشرک وکفر (ایضا ج ۱ ص ۴۳۴)(۲) غنیۃ المستملی ص ۳۱۳ ۱۲ (۳) وضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶) ظفیر.

(۴) ولایشیر بسبابتہ عن الشھادۃ وعلیہ الفتویٰ کما فی الولوالجیۃ والتجنیس وعمدۃ المفتی وعامۃ الفتاویٰ . لکن المعتمد ما صححہ الشراح ولاسیما المتأخرین کالکمال والحلبی والبھنسی والباقانی وشیخ الاسلام الجد وغیرھم انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ونسبوہ محمدہ والامام بل فی متن در رالبحار وشرحہ غرر الاذکار المفتی بہ عندنا انہ یشیر باسطا اصابعہ کلھا وفی الشرنبلالیۃ عن البرھان الصحیح انہ یشیر بمسبحتہ وحدھا یرفعھا عند النفی ویضعھا عند الاثبات ، واحترزبا لصحیح عما قیل لا یشیر لانہ خلاف الدرایۃ والروایۃ وبقولنا بالمسبحۃ عما قیل بعقد عند الاشارۃ اھ وفی العینی عن التحفۃ الاصح انھا مستحبۃ وفی المحیطِ سنۃ(درمختار) وفی المحیط انہا سنۃ یرفعھا عند النفی ویضعھا عند الاثبات ھو قول ابی حنیفۃ ومحمد وکثرت بہ الاثار والاخبار فالعمل بہ اولی اھ فھو صریح ان المفتی بہ ھو الاشارۃ بالمسبحۃ الخ (ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۴) ظفیر.

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ:۔

(سوال ۳۰۳) نمبر ۲۵۱۶ موصول ہوا۔ مخالفین نے الحمد للہ تسلیم کیا مگر یہ کہنا کہ کیدانی وغیرہ کے قول کو تمام علماء نے رد کیا مگر حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ نے مکتوب نمبر ۳۱۲ میں شرح لکھا ہے بلکہ مکتوب کے حاشیہ پر قول امام محمد در بارہ رفع سبابہ کو رد کیا ہے اور عدم رفع کو ترجیح دی ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواب ہے۔

(جواب) حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد میں سے ہی بعض حضرات نے یہ تحقیق کی ہے کہ رفع سبابہ سنت سے ثابت ہے اس لئے اس پر عمل کرنا چاہئے اور جب کہ بہت سے فقہاء محققین حنفی نے رفع سبابہ کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے تو مقلدین حنفیہ کو اپنے فقہاء کے قول کو لینا چاہئے جیسا کہ خود حضرت مجدد صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے کہ احکام شریعت میں ائمۂ مجتہدین اور فقہاء کے قول کو لینا ضروری ہے۔ اس میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی اور دیگر اولیاء کبار اور مجتہدین فی الطریقۃ کا قول معتبر نہیں اور ان کی تقلید جائز نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۳۰۴) اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع کرنے کی کیا حد ہے۔

(جواب) وقال فی الشامی ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع اه ......قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقدعلمت حصوله باصل طاطاة الراس ای مع انحناء الظهر .(۲) الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کمال رکوع یہ ہے کہ پیشانی رکبتین کے مقابل ہو جاوے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ دوسری دعائیں:۔

(سوال ۳۰۵) بعد تکبیر تحریمہ نماز فرض میں جو بجائے سبحانک اللھم دوسری دعائیں کتب صحاح میں وارد ہیں ان کا پڑھنا نماز فرض میں منفرد کو کیسا ہے۔

(جواب) حنفیہ نے ان ادعیہ کو نوافل پر محمول کیا ہے۔ لہذا نوافل میں ہی ان کو پڑھے۔ (۳) فقط۔

خشوع نہ ہونے کی صورت میں نفل کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۶) اگر نماز میں خشوع نہ ہو اور اعادہ کرے تو کچھ حرج تو نہیں یا غیر اللہ کا خیال آنے سے نیت توڑ دے نفل میں ایسا کرنا کیسا ہے۔

---

(۱) والا صح کما فی السراجیة انه یفتی بقول الا مام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمة ج ۱ ص ۶۵ ط.س. ج ۱ ص ۷۰) ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود ۱ ص ۴۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) وقرأ کما کبر سبحانک اللهم الخ مقتصر اعلیه فلا یضم وجهت وجهی الا فی النافلة الخ (درمختار) لحمل ما ورد فی الاخبار علیها فیقرأ ه فیهاجماعا الخ وفی الخزائن وما ورد محمول علی النافلة بعد الثناء فی الا صح (ردالمحتار ماب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۵۵ و ج ۱ ص ۴۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸) ظفیر.

(جواب) اعادہ نہ کرے اور نیت بھی نہ توڑے ایسا کرنے سے شیطان کو زیادہ مرقع وسوسہ کا ملتا ہے اس لئے نفل میں بھی نہ کرے۔(۱)

تسبیح پُر نہ پڑھے تو کیا حرج ہے:۔

(سوال ۳۰۷) عامی لوگ نماز میں تسبیح رکوع سبحان ربی العظیم کو پر نہیں پڑھتے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

قرأۃ دو ہی رکعت میں کیوں کی جاتی ہے:۔

(سوال ۳۰۸) دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں۔

(جواب) احادیث اور آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھی اور آخر کی دو رکعت میں صرف الحمد پڑھی۔ اس واسطے حنفیہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔(۳) فقط۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے:۔

(سوال ۳۰۹) نماز کے اندر ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے دلائل نقلیہ روانہ فرمائیے۔

(جواب) وعن وائل بن حجر انه رای النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة کبر ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسریٰ. الحدیث.(۴) رواه مسلم. وعن سهل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعه الیسرے فی الصلوٰة. رواه البخاری.(۵) ان دونوں حدیثوں سے نماز میں ہاتھ باندھنا معلوم ہوا۔ فقط۔

اللہ اکبر کی الف کو کھینچنا مفسد صلوٰۃ ہے:۔

(سوال ۳۱۰) ایک امام رکوع وغیرہ میں جاتے وقت آللہ اکبر کہتے ہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اللہ کی ہمزہ پر اور اسی طرح اکبر کے ہمزہ پر مد کرنا خطاء مفسد صلوٰۃ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔(۶)

---

(۱) فلو اشتغل قلبه بتفکر مسئلة مثلاً فی اثناء الا رکان فلا تستحب الا عادة وقال البقالی لم ینقص اجره الا قصر(ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی حضور القلب والحشوع ج ۱ ص ۳۸۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۱۷) ظفیر.

(۲) والتسبیح فیه ثلاثا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۶) ظفیر.

(۳) عن ابی قتادة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الظهر فی الا ولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الا یة احیانا الحدیث متفق علیه .(مشکوٰة باب القراء ة فی الصلوٰة ص ۷۹) ظفیر. واکتفی المفترض فیما بعد الاولین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولو زاد لاباس به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۱) ظفیر.

(۴) مشکوٰة. باب صفة الصلوٰة ص ۷۵.

(۵) ایضاً ۱۲ ظفیر.

(۶) اذا اراد الشروع فی الصلوٰة کبر الخ بالحذف اذا مد الهمزتین مفسدو تعمده کفر (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

ایک استفسار کا جواب:۔

(سوال ۳۱۱) رسالہ اتمام الخشوع بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر تصدیق وتنقید سے مطلع فرمایا جاوے۔

(جواب) بندہ نے رسالہ اتمام الخشوع کو دیکھا۔ کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نقل نہیں کی گئی جس سے بعد الرکوع صراحۃً ہاتھ باندھنا معلوم ہو بلکہ روایت حضرت علیؓ جو ص ۷ کتاب مذکور میں منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔ انه كان اذا قام الى الصلوٰة وضع يمينه على الشمال فلا يزال كذا لک حتى يركع سے یہ معلوم ہوا کہ وضع یمین علی الشمال قبل الرکوع تک ہوتا تھا۔ بہرحال حنفیہ کثرہم اللہ تعالیٰ اور جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آپ بندہ کی رائے دریافت کرتے ہیں۔ بندہ کی رائے اپنے ائمہ اور جمہور کے خلاف کیسے ہو سکتی ہے۔ فقط۔

آمین آہستہ کہی جائے:۔

(سوال ۳۱۲) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے یا جہر سے۔

(جواب) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے حنفیہ کے نزدیک عن علقمة بن وائل عن ابيه ان النبى صلى الله عليه وسلم قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال امين وخفض بها صوته ولما اختلف فى الحديث عدل صاحب الهداية الى ما روى عن ابن مسعود انه كان يخفى فانه يفيد ان المعلوم منه عليه السلام الاخفاء قلت مع انه الاصل فى الدعاء لقوله تعالىٰ ادعوا ربكم تضرعاً وخفية. ولا شك ان امين دعاء فعند التعارض ترجح الاخفاء بذلک وبالقياس على سائر الا ذكار والا دعية ولان امين ليس من القران اجماعاً فلا ينبغى ان يكون فيه صوت القران كما لا يجوز كتابته فى المصحف.(۱)

رفع یدین:۔

(سوال ۳۱۳) رفع یدین کرنا کیسا ہے:۔

(جواب) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کی نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہؓ نہیں کرتے تھے۔ عن البراء بن عازب قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا كبر لا فتتاح الصلوٰة رفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من ......شحمتى اذنيه ثم لا يعود عن الا سود قال رأيت عمر بن الخطاب رضى الله عنه يرفع يده فى اول تكبيرة ثم لا يعود . قال ابو جعفر فهذا عمر رضى الله عنه لم يكن يرفع يديه ايضاً الا فى التكبيرة الا ولىٰ فى هذا الحديث وهو حديث صحيح وفعل عمر هذا وترک اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اياه على ذلک دليل صحيح ان ذلک هو الحق الذى لا

---

(۱) وامن الا مام سراً كما موم ومنفرد (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۲) ظفير.

ینبغی لاحد خلافه .(۱)

رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل :-

(سوال ۳۱۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے والدلیل المجمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن وعدمنها تکبیرۃ الا فتتاح وتکبیرۃ القنوت وتکبیرات العیدین وذکر الا ربع فی الحج کذا فی الهدایة ثم هذا عند نا وقال الشافعی یرفع یدیه عند الرکوع والرفع منه لانه علیه السلام فعل ذلک ولنا ماروینا وما رواه محمول ابتداءً کذا نقل عن ابن الزبیر رضی اللہ عنه فانه رأ ی رجلا یفعل هذا فقال له لا تفعل لیس هذا بشئی فعلبه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ترک کذا فی الهدایة. و الکفایة وقدروی الطبرانی بسنده عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکیم عن المقسم عن ا بن عباس عنه علیه الصلوٰۃ والسلام.(۲)

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ:-

(سوال ۳۱۵) نماز میں بسم اللہ سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے قبل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔

(جواب) عبارت درمختار میں لا تسن بین الفاتحة والسورۃ مطلقاً ولو سریةً ولا تکرہ اتفاقاً(۳) .الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا نہ مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور محققین نے اس کو راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے شامی میں ہے ولذاصرح فی الذخیرۃ والمجتبی بانه ان سمی بین الفاتحة والسورۃ المقروء ۃ سراً او جهرا کان حسناً عند ابی حنیفةؒ ورجحه المحقق ابن الهمام الخ .(۴) فقط

تحت السرۃ ہاتھ باندھنا:-

(سوال ۳۱۶) حنفیہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھتے ہیں فوق السرہ یا تحت السرہ۔ مفتی اور معمول بہ روایت کیا ہے۔ اولویت کس میں ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک تحت السرہ والی حدیث ماخوذ بہ اور معمول بہ ہے فوق السرہ والی حدیث معمول بہ نہیں ہے اور خلاف اولویت میں نماز ہر طرح ہوجاتی ہے ۔(۵) فقط۔ (یضعهما ای الرجل تحت السرۃ الخ قال الشیخ

---

(۱) شرح معانی الا ثار جلد اول ص ۱۳۲ و ۱۳۳ باب التکبیر للرکوع الخ. ظفیر.

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۳.ط.س.ج ۱ ص ۵۰۶ وفتح القدیر باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۶۸.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوۃ(ج ۱ ص ۴۵۷.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۰)ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب ایضاً (ج ۱ ص ۴۵۸.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۰)ظفیر.

(۵) ووضع لرجل یمینه علی یسار وتحت سرته اخذار سغها بخنصرہ وابهامه هو المختار (الدر المختار . علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۴.ط.س.ج ۱ ص ۴۸۶)ظفیر.

كمال الدين بن الهمام كون الوضع تحت السرة او الصدر لم يثبت فيه حديث يوجب العمل فيحال على المعهود من وضعها حال كون قصد التعظيم فى القيام والمعهود فى الشاهد منه تحت السرة وذكر عن على من السنة فى الصلوٰة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد واحمد واللفظ له الخ. غنية المستملى ص ۲۹۴ ظفير.)

قرأت وتکبیر میں جہر کی مقدار:۔

(سوال ۳۱۷) نماز پڑھانے میں امام کا قراءۃ کرنا اور بعض تکبیرات کو اس طرح جہر سے بولنا کہ مسجد سے باہر سڑک تک سنائی دے اور بعض تکبیرات کو اس طرح آہستہ بولنا کہ دوسری تیسری صف والے بھی نہ سنیں۔ مثلاً تکبیر رکوع آہستہ آواز سے اور تکبیر قومہ بہت زور سے اور تکبیر سجود آہستہ اور تکبیر جلسہ پکار کے۔ ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت یا کیا ہے۔ کیا اسی طرح سے کوئی تکبیر اونچی اور کوئی نیچی قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا اختراعی ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) امام کو قراءت اور تکبیرات کے جہر میں طریق اوسط کو اختیار کرنا چاہئے اور قدر حاجت کے موافق جہر کرنا چاہئے اور یہ فرق اور تفاوت مابین التکبیر ات کے کہ بعض کو جہر مفرط سے ادا کرنا اور بعض میں قدر حاجت سے بھی کم کر دینا مذموم اور بے اصل ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔(۱) صرف سلام میں تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے سلام کو پہلے سلام سے کچھ پست آواز سے کہے۔ کما فى الدر المختار. وسن جعل الثانى اخفض من الا ول الخ۔(۲) پس ماسوائے اس کے اور کسی جگہ جہر میں تفاوت درجات نہیں ہے۔ فقط۔

تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا:۔

(سوال ۳۱۸) تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا مسنون ہے یا نہیں۔

(جواب) روایات متعلق رفع سبابہ۔ فى الدر المختار لكن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتاخرون كا لكمال والحلبى البهنسى والباقانى وشيخ الا سلام الجد وغير هم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمدوالا مام بل فى متن درر البحار وشر حه غر را لا ذكار المفتى به عند نا انه يشير الخ وفى الشر نبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحته وحدها ير فعها عند النفى ويضعها عند الا ثبات واحترز بالصحيح عما قيل لا يشير لا نه خلاف الدراية والرواية الخ درمختار۔(۳) اور شامی میں ہے وفى المحيط انها سنة يرفعها عند النفى ويضعها عند الا ثبات وهو

---

(۱) ويجهر الا مام وجوبابحسب الجماعة فان زاد عليه اساء (درمختار) وفى الزاهدى عن ابى جعفر لوزاد على الحاجة فهو افضل الا اذا اجهد نفسه او آذىٰ غيره قهستانى (ردالمحتار فصل فى القرأة ج ۱ ص ۴۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲) وجهر الامام بالتكبير بقدر حاجته الا علام بالدخول والا نتقال وكذآ بالتسميع والسلام واما الموتم والمنفرد فيسمع نفسه (درمختار) قوله بقدر حاجته اللا علام الخ وان زاد كره ط قلت هذا اذا يفحش الخ والزائد على قدر الحاجة كما هو مكروه للامام يكره للمبلغ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب فى التبليغ خلف الامام ج ۱ ص ۴۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفير.

(۲) الدر المختار. على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۶. ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار. با ب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴ وج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲.

قول ابی حنیفة رحمة الله علیه و محمد رحمة الله علیه و کثرت به الا ثار والاخبار فالعمل به اولیٰ اه فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع الخ.

وقال فی الشرح الکبیر قبض الا صابع عند الا شارة هو المروی عن محمدفی کیفیة الاشارة وکذا عن ابی یوسف فی الامالی وهذا فرع تصحیح الا شارة وعن کثیر من المشایخ لا یشیر اصلا وهو خلاف الدرایة والروایة فعن محمد رحمه الله ان ما ذکره فی کیفیة الا شارة قول ابی حنیفة رحمة الله علیه انتهیٰ ومثله فی فتح القدیر وفی القهستانی وعن اصحابنا جمیعاً انه سنة فیحلق ابهامه الیمنی ووسطاها ملصقا راسها براسها ویشیر بالسبابة الخ شامی(۱)ص ۳۲۴ جلداول (ان روایات سے معلوم ہوا کہ تشہد میں انگشت شہادۃ اٹھانا مسنون ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھا اور بچلی دونوں کے سرا کو ملا کر حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ظفیر)

عورت جلسہ اور سجدہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۳۱۹)عورت کو سجدہ وجلسہ میں پاؤں کیسے رکھنے چاہئیں۔

(جواب)عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔فی الشامی .انها لا تنصب اصابع القدمین(۲)پس جلسہ وسجدہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔فی الشامی . وتتورک فی التشهد الخ.(۳)

ایک چٹائی پر مرد وعورت نماز پڑھ سکتے ہیں:۔

(سوال ۳۲۰)ایک چٹائی پر مرد وعورت خواہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب)اگر ہر ایک اپنی نماز علیٰحدہ پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے۔مگر اجنبی عورت کے برابر کھڑا ہونا برا ہے۔(۴)اور اگر نماز میں شرکت ہے تو نماز نہ ہوگی۔(۵)والتفصیل فی کتب الفقه. فقط۔

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ سراً ہے یا جہراً:۔

(سوال ۳۲۱)نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔صاحب ہدایہ تسمیہ کو ابتداء سورۃ میں منع کرتے ہیں اور صاحب درمختار مستحب کہتے ہیں ان دونوں میں سے کون صحیح

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب مهم فی عقد الا صابع عند التشهد ص ۳۷۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۱۰.۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار. باب صفةالصلوٰةج ۱ ص ۴۷۱. ۱۲ ظفیر.(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ۴۷۱.ط.س.ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر.(۴)فمحاذاة المصلیة لمصل لیس فی صلاتها مکروهة لا مفسد (درمختار)قوله لیس فی صلاتها بان صلیا منفردین او مقتدیا احدهما بامام لم یقتدبه الا خر شرح المنیة(ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۷.ط.س.ج ۱ ص ۵۲۴)ظفیر.(۵)واذا حاذته ولو بعضو واحد امرأة ولو امة مشتهاة الخ ولا حائل بینهما فی صلوٰة الخ مطلقة مشترکة تحریمة واداء الخ فسدت صلاته (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴.ط.س.ج ۱ ص ۵۷۲)ظفیر.

اور قابل عمل ہے اور دوسرے کا کیا جواب اور نیز فاتحہ کے ابتداء میں تسمیہ کا حکم اس کے موافق ہے یا مخالف۔ مخالف ہے تو کیوں۔

(جواب) عبارت درمختار یہ ہے لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية ولا تكره اتفاقاً الخ(۱). اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے اور محققین نے یہ راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔ شامی میں ہے ولذا صرح فی الذخیرة والمجتبیٰ انه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروءة سراً اوجهراً كان حسناً عند ابی حنیفة رحمة الله علیه ورجحه المحقق ابن الهمام الخ. (۲)(بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے گی اما الموضع الرابع فانها تخفی عند نا الخ عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان یسر ببسم الله الرحمن الرحیم الخ غنیة المستملی ص ۳۰۱ ظفیر)

جہری نمازوں میں منفرد کیا کرے:۔

(سوال ۳۲۲) مغرب وعشاء وفجر میں اکیلا آدمی بھی نماز میں جہر کرسکتا ہے یا نہ اور اکیلا آدمی ربنالک الحمد بعد سمع اللہ کے آہستہ کہے یا پکار کے۔

(جواب) اکیلا آدمی بھی ان نمازوں میں جہر کرسکتا ہے۔(۳) اور سمع اللہ کے بعد ربنا لک الحمد آہستہ پڑھے۔(۴)

ہاتھ ناف کے اوپر باندھنا:۔

(سوال ۳۲۳) نماز میں تحریمہ باندھنا ناف کے اوپر حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں حدیث سے ثابت ہیں حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔(۵) فقط۔

فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ:۔

(سوال ۳۲۴) امام نے نماز کی نیت باندھی اور بعد فاتحہ کے کچھ خاموشی کے بعد قرأۃ شروع کی نماز میں کیا نقص ہوا۔

(جواب) اگر بقدر آمین کہنے کے اور بسم اللہ سراً کہنے کے سکوت کیا اور قرأۃ میں تاخیر کی تو نماز میں کچھ نقص نہیں ہوا۔(۶)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۹۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) ویخیر المنفرد فی الجهر وهو افضل ویکتفی بادناه ان ادی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۳) ظفیر.

(۴) جهر الامام بالتکبیر الخ وکذا بالتسمیع الخ واما الموتم والمنفرد فیسمع نفسه (ایضاً باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص مطلب فی التبلیغ خلف الامام. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر.

(۵) یضع یمنه علی یساره بعد التکبیر الخ تحت السرة الخ وذکر عن علی من السنة فی الصلوٰة وضع الکف علی الکف تحت السرة رواه ابو داؤد و احمد واللفظ له الخ (غنیة المستملی ص ۲۹۴) ظفیر.

(۶) وامن الخ الامام سرا کما موم ومنفرد (الدر المختار. باب صفة الصلوٰة) ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروءة سراً اوجهراً کان حسنا عند ابی حنیفة (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۲) ظفیر.

بسم اللہ فاتحہ اور سورہ کے پہلے :۔

(سوال ۳۲۵) امام پر ہر رکعت میں ضم بسم اللہ الحمد اور سورہ کے ساتھ واجب ہے یا نہ اور امام و منفرد کے لئے مستحب صورت عند الحنفیہ کیا ہے۔

(جواب) وذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورة فی کل رکعة وفی الدر المختار وکما تعوذ سمیٰ الخ سراً فی اول کل رکعةٍ الخ لاتسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سریة ولا تکرہ اتفاقاً الخ قال فی الشامی ولھذا صرح فی الذخیرة والمجتبیٰ بانہ ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروٴة سراً اوجهراً کان حسناً عند ابی حنیفة رحمہ اللہ ورجحہ المحقق ابن الھمام. (۱) الخ ان سب عبارات سے واضح ہوا کہ امام کو الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور بعض وجوب کے قائل ہیں اور سورہ سے پہلے اگرچہ مسنون نہیں ہے لیکن مکروہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ ارسال نہیں :۔

(سوال ۳۲۶) تکبیر تحریمہ قبل ثناء پڑھنے کے کسی قدر ارسال جائز ہے یا نہ مولوی عبدالحیؒ نے جائز لکھا ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ اخذاً رسغھا بخنصرہ وابھامہ الخ کما فرغ من التکبیر بلا ارسال فی الا صح الخ قولہ بلا ارسال ھو ظاھر الروایة الخ. (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ارسال صحیح نہیں ہے۔

امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد نہیں :۔

(سوال ۳۲۷) یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ جب تک امام کے ساتھ دس یا اور کوئی عدد مخصوص کے مقتدی نہ ہوں تو بعد سلام نماز کے دائیں بائیں گھوم کر نہ بیٹھے۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے۔ کما فی الشامی ولو دون عشرة . ای ان الا ستقبال مطلق لا تفصیل فیہ بین عدد وعدد الخ ولا یلتفت الی ماذکرہ بعض شراح المقدمة من ان الجماعة ان کانوا عشرة یلتفت الیھم الخ فان ھذالذی ذکرہ لا اصل لہ فی الفقہ الخ .(۳)

سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۲۸) سہارا لینا سجدہ سے اٹھتے وقت بلا عذر جائز ہے یا مکروہ اور گھٹنوں پر سہارا لینا یعنی اعتماد علی الرکبہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ترک مستحب ہے یا نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یعتمد علی الارض بل یعتمد علی

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۷ و ج ۱ ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار. باب صفة ج ۱ ص ۴۵۴ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة. قبیل فصل فی القرأة ج ۱ ص ۴۹۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۱. ۱۲ ظفیر.

الركبة وترک الاعتماد مستحب الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة الخ شامی میں ہے قوله بلا اعتماد ای على الارض الخ قال فی الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعى رحمة الله عليه فى موضعين احدهما يعتمد بيديه على ركبتيه عندنا وعنده على الارض الخ شامی ص ۳۴۰ جلد اول (۱) پس معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا اعتماد علی الرکبتین ہے اور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اعتماد علی الارض ہے۔ لہذا بلا عذر اعتماد علی الارض نہ کرے بلکہ اعتماد علی الرکبتین کر کے اٹھے اور عالمگیریہ میں جو یہ مذکور ہے۔ وترک الاعتماد مستحب (۲) اس کا مطلب یہی ہے کہ ترک اعتماد علی الارض مستحب ہے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث:۔

(سوال ۳۲۹/۱) کسی حدیث سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کا قرأۃ فاتحہ خلف الامام کو منع کرنا۔

(سوال ۳۳۰/۲) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا یا سینہ پر ہاتھ باندھنے سے منع کرنا۔

(سوال ۳۳۱/۳) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں آمین آہستہ کہنا یا خدا تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کا آمین بالجہر سے منع کرنا (۴) رسول اللہ ﷺ کا وتروں میں رفع یدین کرنا یا کرنے کی اجازت دینا (۵) رسول اللہ ﷺ کا طاق رکعتوں میں جلسۂ استراحت نہ کرنا یا کرنے سے منع کرنا ثابت کیا ہے۔ ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اللہ تعالیٰ نے بھی منع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قال الله تعالىٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) وفى حديث مسلم واذا قرء فانصتوا (۴)

(۲) وذكر عن على من السنة فى الصلوٰة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد احمد واللفظ له. (۵) پس سنت کہنا حضرت علیؓ کا وضع الكف على الكف کو تحت السرہ دال ہے اس پر کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

(۳) اخفاء آمین کا حکم اولاً قرآن شریف سے مفہوم ہوتا ہے ادعوا ربكم تضرعاً وخفية (۶) اور حدیث کے الفاظ وخفض واخفى به صوته (۷) وغیرہ وارد ہیں جو نص میں اخفاء آمین پر اور روایت ابن مسعودؓ جو ھدایہ میں مذکور ہے وہ بھی اخفاء آمین پر دال ہے اور شرح منیہ میں حضرت وائلؓ (۸) کی روایت بھی اخفاء آمین کے سنت ہونے میں مذکور ہے۔

(۴) قال ابن قدامه فى المغنى وقدروى عن ابن عمر رضى الله عنه انه كان اذا فرغ من

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة جلد اول ص ۴۷۲ و ص ۴۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶. ۱۲ ظفير.
(۲) عالمگیری مصری الباب الرابع فى صفة الصلوٰة فصل ثالث (ج ۱ ص ۷۰. ط. ماجديه ج ۱ ص ۷۵) ظفير.
(۳) سورة الاعراف ركوع ۲۴. ۱۲ ظفير. (۴) مشكوٰة باب القراءة فى الصلوٰة ص ۸۱ واثار السنن باب فى ترک القراءة خلف الامام فى الجهرية ۱۲ ظفير. (۵) غنية المستملى ص ۲۹۴ وعن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يضع يمينه على شماله تحت السرة رواه ابن ابى شيبة واسناده صحيح (آثار السنن. باب وضع اليدين تحت السرة) ظفير. (۶) سورة الاعراف ركوع ۷. ۱۲ ظفير. (۷) دیکھئے آثار السنن باب ترک الجهر بالتامين ۱۲. (۸) لقول ابن مسعود اربع يخفيهن الامام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية وامين (هدايه. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۲) ظفير

القراء ۃ کبر وفی الذخیرۃ ورفع یدیہ حذاء اذنیہ وھو مروی عن ابن مسعود وابن عمر و ابن عباس وابی عبیدۃ الخ وقال قبیلہ فان ذالک مروی عن علی وابن عمرو براء بن عازب والقیاس یدل فان التکبیر للفصل والا نتقال من حال الی حال الخ۔(۱)

پس معلوم ہوا کہ وتر کی تیسری رکعت میں بعد قراءۃ کے تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے ثابت ہے۔ پس لامحالہ ان حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ایسا کیا ہوگا۔

(۳)وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینھض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیہ ۔(۲)اور بہت سے صحابہ سے بھی منقول ہے۔کذا فی شرح المنیۃ۔فقط۔

فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق:۔

(سوال ۳۳۲۲)مندرجہ ذیل طریقہ سے نماز پڑھنا از روئے قرآن وحدیث وفعل صحابہ رضی اللہ عنہم درست ہے یا نہیں (۱) خلف امام سورۃ فاتحہ پڑھنا (۲) آمین بلند آواز سے پکارنا (۳) رفع یدین کرنا (۴) ہاتھ سینہ پر باندھنا۔ بینوا توجروا۔

(جواب)(۱) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا کوئی سورۃ پڑھنا نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ممنوع ہے۔قران شریف میں ہے واذا قرأ القران فاستمعو الہ وانصتوا (۳)الآیہ اور حدیث مسلم میں ہے واذا قرء فانصتوا۔(۴) اور دوسری روایت میں ہے من کان لہ امام فقرائۃ الامام قراء ۃ لہ(۵)الحدیث. اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) آمین میں اخفاء مسنون ومستحب ہے اگر چہ پکار کر کہنے سے بھی نماز ہوجاتی ہے۔لیکن طریق سنت یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہا جاوے لانہ دعاء وقال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ.(۶)والا حادیث متعارضۃ فتعین المصیر الی الا صل وھو الا خفاء۔

(۳) رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے منسوخ ہوگیا ہے جیسا کہ روایت کان فترک اس پر دال ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے وعن علقمۃ قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الا فتتاح.(۷)اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل آپ کا ترک رفع دین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(۴) ہاتھ نیچے ناف کے باندھنے چاہئیں قال فی الھدایۃ ویعتمد بیدیہ الیمنی علی الیسری

---

(۱)غنیۃ المستملی ص ۳۹۷ بحث الوتر ۱۲ ظفیر.
(۲)ھدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۱ عن البخاری ۱۲ ظفیر.
(۳)سورۃ الاعراف رکوع ۲۴. ظفیر.
(۴)دیکھئے آثار السنن . باب ترک القرأۃ خلف الامام فی الجھریۃ ج ۱ ص ۸۵ مشکوٰۃ باب القرأۃ ص ۸۱ . ۱۲ ظفیر.
(۵)آثار السنن باب فی ترک القراءۃ خلف الامام فی الصلوٰت کلھا ج ۱ ص ۸۷ . ۱۲ ظفیر.
(۶)سورۃ الاعراف رکوع ۷ . ۱۲ ظفیر.
(۷)آثار السنن .باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ج ۱ ص ۱۰۳ نیز دیکھئے غنیۃ المستملی صفۃ الصلوٰۃ ص ۳۱۶ ۱۲ ظفیر.

تحت السرة لقوله عليه السلام ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة الخ. ولان الوضع تحت السرة اقرب الى التعظيم .(۱) وفی حديث ابراهيم النخعی ما يدل عليه روى ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم النخعی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم كان يعتمد بيده اليمنى على اليسرىٰ تواضعاً الخ فقط۔(۲)

رفع سبابہ کرنا چاہئے یا نہیں :۔

(سوال ۳۳۳) رفع سبابہ اس طرف حنفی نہیں کرتے اور امام صاحب کا ایک قول نہ کرنے کا حجت پکڑتے ہیں۔

(جواب) رفع سبابہ کے متعلق درمختار اور شامی نے پوری تفصیل فرمادی ہے۔اور رفع کو راجح کردیا ہے۔اور بہت سی کتب سے اس کو نقل کیا ہے اس کے بعد مقلد کو خلاف کی گنجائش نہیں ہے۔موطأ میں امام محمد رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ قول ہمارا اور ہمارے استاد امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ (۳) فقط۔

آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے :۔

(سوال ۳۳۴) مخالفین کہتے ہیں کہ احادیث آمین بالخفاء معلول ومجروح ہوئی ہیں لہذا آمین بالجہر کہنا اولیٰ ہے اور کہتے ہیں کہ خود حنفی نے کہا ہے کہ آمین بالجہر احادیث قویہ سے ثابت ہے۔اس اعتراض کا کیا جواب ہے۔امید کہ کوئی حدیث قوی تحریر فرماویں اور باعث ترجیح بھی تحریر فرماویں۔

(جواب) حدیثیں دونوں طرح کی موجود ہیں یعنی اخفاء وجہر دونوں قسم کی احادیث موجود ہے لیکن احادیث اخفاء کو ترجیح ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے ادعوا ربكم تضرعا وخفية الاية (۴) اور حدیث صحیح بھی موجود ہے انكم لا تدعون اصم ولا غائباً (۵) اور فرمایا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اربع يخفيهن الامام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية وامين.(۶) فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے :۔

(سوال ۳۳۵) نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی اشهد ان لا اله الا الله کے وقت اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہئے۔

(جواب) شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الہ پر انگشت کو اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دیوے۔ (۷) فقط۔

---

(۱) هدايه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۵ وص ۹۶. ۱۲ ظفير.
(۲) حاشيه هدايه . باب صفة الصلوٰة تحت قوله وضع اليمين ج ۱ ص ۹۶ ۱۲ ظفير.
(۳) لكن المعتمد ما صحح الشراح ولاسيما المتاخرون كالكمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشيخ الاسلام الجد وغيره انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفير.
(۴) سورة الاعراف ركوع ۷. ۱۲ ظفير. (۵) مشكوٰة باب ثواب التسبيح فصل اول ص ۲۰۱. ۱۲ ظفير.
(۶) هدايه باب صفة الصلوٰة ص ۹۶. ۱۲ ظفير. (۷) يرفعها عند النفی ويضعها عند الاثبات (درمختار) وفی المحيط انها سنة يرفعها عند النفی ويضعها عند الاثبات وهو قول ابی حنيفة ومحمد وكثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولیٰ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب مهم فی عقد الاصابع عن التشهد ج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفير.

انگشت شہادت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۳۶) نماز میں انگشت شہادت کا اٹھانا کثرت احادیث سے ثابت ہے مگر فقہاء رحمہم اللہ معلوم نہیں کیوں منع فرماتے ہیں اور حرام کہتے ہیں۔ اگر مذہب حنفیہ میں جائز ہو تو تحریر فرمائیے۔

(جواب) فقہاء محققین حنفیہ نے بھی راجح اشارہ بالسبابہ کو فرمایا ہے اور اسی پر فتویٰ اور عمل ہے۔ درمختار میں ہے بعد نقل روایت منع کے لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتا خرون كا لكمال والحلبى والبهنسى والبا قانى وشيخ الا سلام الجد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمد والامام بل فى متن دررالبحار و شرحه غرر الاذكار المفتى به عندنا انه يشير با سطاً اصابعه كله والشرنبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحة وحدها الخ وفى الشامى فهو صريح فى ان المفتى به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع على الكيفية المذكورة الخ ج ا ص ۳۴۱ شامى.(۱)

دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو:۔

(سوال ۳۳۷/۱) دوسری رکعت میں بعد قعدہ کے جب کھڑا ہو تو ہاتھ بدستور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہو یا زمین پر سہارا دے کر کھڑا ہو۔

سلام کے بعد والی دعا میں مقتدی کی شرکت:۔

(سوال ۳۳۸/۲) مقتدی کو امام کے سلام کے بعد دعاء میں اقتداء وشرکت ضروری ہے یا مستحب۔

(جواب) (۱) ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر بضرورت زمین پر رکھ کر کھڑا ہو تو یہ بھی درست ہے۔(۲) فقط

(۲) مستحب ہے۔(۳) فقط۔

جلسہ استراحت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۹) نماز میں دوسجدوں کے ختم کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴.ط.س.ج ا ص۵۰۸. ۱۲ ظفير.

(۲)ويكبر للنهو ض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لا باس (درمختار) بلا اعتماد اى على الارض قال فى الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعى فى موضعين احد هما يعتمد بيديه على ركبتيه عند نا وعنده على الارض والثانى الجلسة الخفيفة الخ (ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۲.ط.س.ج ا ص۵۰۶)ظفير.

(۳)ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرأ اية الكرسى الخ ويد عوۃ .ختم بسبحان ربك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۹۵.ط.س. ج ا ص ۵۳۰)فاذا تمت صلوٰة الا مام فهو مخير ان شاء انحرف عن يساره الخ وان شاء انحرف عن يمينه الخ وان شاء ذهب الى هوائجه لا نه قضى صلوته الخ وان شاء استقبل الناس بوجهه الخ (غنية المستملى ص ۳۲۰)ظفير.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سجدہ کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت نہیں ہے۔(۱) ایسا نہ کیا جاوے۔ فقط۔

بوقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ کرنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۰) نزدیک امام اعظمؒ کے بوقت تشہد وسطی اور ابہام کا حلقہ کر کے اور خنصر و بنصر کو بند کر کے اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اشارہ بالسبابہ کی تشہد میں یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے کہ ابہام اور وسطی کا حلقہ کرے۔ بنصر اور خنصر کو بند کرے۔ کتب فقہ حنفیہ میں بھی اس کو لکھا ہے اور یہ جائز ہے اور شامی میں ہے۔ فكذا قال في منية المصلي فان اشار يعقد الخنصر والبنصر و يحلق الوسطىٰ بالابهام الخ(۲) اور درمختار میں نقل کیا ہے الصحيح انه يشير بمسبحة وحدها يرفعها عند النفي ويضعها عند الا ثبات الخ.(۳) یعنی انگشت سبابہ کو لا الہ کے ساتھ اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دے۔ فقط۔

دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۳۴۱) ایک شخص داہنے ہاتھ کی انگلی شہادت اٹھانے سے مجبور ہے تشہد میں بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھاتا ہے زید منع کرتا ہے۔

(جواب) اگر داہنے ہاتھ میں عذر ہے اور انگشت نہیں اٹھا سکتا تو وہ انگشت نہ اٹھاوے۔ بائیں ہاتھ کی انگشت اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔(۴) فقط۔

سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۴۲) امام کو بعد سلام پھیرنے کے ان نمازوں میں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں کس طرف کو بیٹھنا چاہئے۔ داہنی طرف بائیں طرف یا قبلہ کو پشت کر کے جملہ مقتدیوں کی طرف۔ بینوا توجروا۔

(جواب) حدیث مسلم میں ہے وعن البراء قال كنااذا صلينا خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

(۱) ويكبر للنهوض بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لاباس (درمختار) بلا اعتماد الخ اى على الارض قال فى الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعى فى موضعين احدهما يعتمد بيديه على ركبتيه عند نا وعنده على الارض والثانى الجلسة الخفيفة قال شمس الائمة الحلوانى الخلاف فى الا فضل حتى لو فعل كما هو مذهبنا لا باس به عند الشافعى ولو فعل كما هو مذهبه لا باس به عندنا كما فى المحيط اه قال فى الحلية والا شبه انه سنة او مستحب عند عدم العذر فيكره فعله تنزيها لمن ليس به عذر اه وتبعه فى البحر واليه يشير قولهم لا باس فانه يغلب فيما تكره اولىٰ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۲. ط.س. ج ا ص ۵۰۶)ظفير.

(۲) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۵. ط.س. ج ا ص ۵۰۸. ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴. ط.س. ج ا ص ۵۰۹)ظفير.

(۴) الصحيح انه يشير بمسبحة وحدها يرفعها عند النفى (درمختار) قوله بمسبحة وحدها فيكره ان يشير بالمسبحتين كما فى الفتح وغيره (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۴. ط.س. ج ا ص ۵۰۹)ظفير.

احبینا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال فبسمعته یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک رواه مسلم.(۱) و فی حدیث عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاته یریٰ ان حقاً علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقدر ایت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره رواه البخاری و مسلم.(۲) وعن انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه رواه مسلم .(۳) وعن سمرة بن جندب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلی صلوٰةً اقبل علینا بوجهه رواه البخاری ص ۷۹ مشکوٰة شریف.(۴) ان روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات داہنی طرف کو بیٹھتے تھے اور منصرف ہوتے تھے۔ اور کبھی بائیں طرف کو اور کبھی اقبال علی الناس بوجہ فرماتے تھے جس سے یہ بھی مطلب حاصل ہوسکتا ہے کہ مستدبر قبلہ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ اقبال بوجہ وہی ہے جس کو یمین اور یسار کی طرف انصراف سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بھی اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف کو ہوکر بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کو اور خواہ مستقبل الی الناس اور مستدبر قبلہ ہوکر بیٹھے۔ درمختار میں ہے وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وخیره فی المنیه بین تحویله یمینا ً وشمالاً الخ واستقباله الناس بوجهه الخ(۵) اور اکثر فعل آنحضرت ﷺ کا داہنی طرف ہوکر بیٹھنے کا تھا کما ذکره الشراح وعلیه عمل اکابرنا کا لیشخ المحدث گنگوهی ومولانا النا نوتوی قدس الله اسرارهما .فقط۔

امام بآواز بلند دعاء مانگ سکتا ہے:۔

(سوال ۳۴۳) کیا امام دعاء بآواز بلند مانگ سکتا ہے۔ اگرچہ اس صورت میں مقتدی بھی آواز سے یا آہستہ سے دعاء مانگ رہے ہوں خواہ آیات قرآنی سے امام دعا مانگ رہا ہو۔

(جواب) دعاء آہستہ مانگنا اچھا ہے قال تعالی ادعوار بکم تضرعا وخفیة(۶)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت:۔

(سوال ۳۴۴) اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سانس توڑ دے یا امام کے منہ پھیرنے سے پہلے منہ پھیر دے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس صورت میں صحیح ہے مگر امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے۔ وانما کره للموتم ذلک لترک

---

(۱) مشکوٰة باب الدعاء فی التشهد فصل اول ص ۸۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً.
(۳) ایضاً.
(۴) ایضاً ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۱ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی ص ۳۳۰. ۱۲ ظفیر. (۶) سورة الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر.

متابعۃالا مام بلا عذر الخ شامی جلد اول.(۱)

تشہد میں انگشت سے اشارہ:۔

(سوال ۴۴۵)سرحد کے علماء تشہد میں انگشت اٹھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ فعل نماز میں نہ کیا جائے۔مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل کرنا نماز میں سنت سے ثابت ہوا ہے لہذا جس طور پر اشارہ ثابت ہوا ہے بہ سند صحیح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح عندالحنفیہ یہ ہے کہ تشہد میں اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور اس کے خلاف کو خلاف روایت اور درایت لکھا ہے۔درمختار میں متعدد کتب کے حوالہ سے اشارہ بالسبابہ کی تصحیح فرمائی ہے۔حیث قال بعد نقل قول عدم الا شارۃ لکن المعتمد ما صححہ الشراح ولا سیماً المتاخرون کا لکمال والحلبی والبھنسی والباقانی وشیخ الا سلام الجدو غیرھم انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ونسبوہ لمحمد والا مام بل فی متن دررالبحار وشرحہ غررالا ذکار المفتی بہ عند نا انہ یشیر الخ وفی الشرنبلا لیۃ عن البرھان الصحیح انہ یشیر بمسبحۃ الخ واحتر زبالصحیح عما قیل لا یشیر لانہ خلاف الروایۃ والدرایۃ الخ وفی العینی عن التحفۃ الا صح انھا مستحبۃ وفی المحیط سنۃ ودر مختار.(۲)فقط۔

فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث:۔

(سوال ۴۴۶)خلاصۃ الفتاویٰ جلد اول ص ۵۲ میں ہے والکلام فی التسمیۃ علی وجوہ منھا فلان ومنھا انہ یاتی بھا فی اول الصلوٰۃ لا غیر فی روایۃ الحسن رحمۃ اللہ علیہ عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وفی روایۃ ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ یاتی بھا فی اول کل رکعۃ وعن محمد رحمۃ اللہ علیہ یاتی بھا فی اول کل رکعۃ وعند افتتاح کل سورۃ الا اذاکانت صلوٰۃ یجھر فیھا بالقراء ۃ لا یاتی الا مام بالتسمیۃ بین الفاتحۃ والسورۃ عندنا .اب ان اقوال میں سے کس قول پر فتویٰ دیا جاوے اور عمل کیا جاوے۔

(جواب)اس کا فیصلہ صاحب درمختار نے اس طرح کیا ہے وکماتعوذ سمی الخ سراً فی اول کل رکعۃ ولو جھریۃً لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃً ولا یکرہ اتفاقاً قولہ ولا تکرہ اتفاقاً ولھذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبی بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروء ۃ سراً اوجھراً کان حسناً عندابی حنیفۃ ورجحہ المحقق ابن الھمام الخ شامی .(۳)پس معلوم ہوا کہ مابین فاتحہ وسورۃ کے بھی بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔اگرچہ سنت موکدہ نہیں جیسا کہ اول ہر رکعت میں ہے۔فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۹۰.ط.س.ج ۱ ص ۵۲۵. ۱۲ ظفیر.
(۲)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۴.ط.س.ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۴۵۸ .ط.س.ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفیر.

امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے:۔

(سوال ۳۴۷) بعد فریضۂ نماز کے سلام پھیرنے کے اہل حدیث تو ہر نماز کے بعد مقتدیوں کے طرف متوجہ ہو کر دعاء مانگتے ہیں مگر حنفی امام کو اکثر دیکھا ہے کہ جس کی بعد تطوع نہیں مثلاً فجر و عصر وہاں تو وہ بھی اہل حدیث کی طرح ہی سلام پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر لیتے ہیں۔ مگر جس نماز کے بعد تطوع ہیں مثلاً ظہر، مغرب، عشاء، وہاں وہ روقبلہ ہی ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ ان میں سے کوئی طریق اقرب الی السنۃ ہے مع حوالہ تحریر ہو۔ حدیث بخاری کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ سے استمرار ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ تاخیرا لسنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ وفی الخانیۃ یستحب للامام التحول یمین القبلۃ یعنی یسار المصلی لتنفل او ورد وخیرہ فی المنیۃ بین تحویلہ یمینا وشمالاً واما ماً وخلفاً وذھابہ لبیتہ واستقبالہ الناس بوجھہ الخ جلد اول ص ۳۵۷ وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام وتبارکت یا ذاالجلال والا کرام ص ۸۱ مشکوٰۃ شریف ۔ ان روایات فقہیہ اور حدیث مشکوٰۃ شریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں روبقلبہ دعاء مانگ کر سنتوں کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور حدیث بخاری شریف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ ان نمازوں پر محمول ہے جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔

آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۸) آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے کہ نہیں۔

(جواب) حنیفہ کے نزدیک یہ سنت نہیں بلکہ آہستہ آمین کہنا اور رفع یدین نہ کرنا سنت ہے۔(۲)

غیر مقلد کی جماعت میں شرکت:۔

(سوال ۳۴۹) ہم مذہب حنفی کے ہمراہ شامل صف نماز ہو کر کسی شخص کا پکار کے آمین کہنا ہمارے لئے موجب فساد نماز یا کراہت نماز ہے یا نہیں اگر باعث کراہت ہے تو کون سی کتاب میں لکھا ہے۔

(جواب) فساد نہیں۔ فقط۔

ختم نماز السلام علیکم پر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۰) السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر نماز ختم کر دینا چاہئے یا لفظ برکاتہ بھی پڑھا جائے۔

(جواب) صرف لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سنت ہے کما فی الا نوار الساطعہ عن منیۃ المصلی وان یقول

---

(۱) ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ا ص ۴۹۵ ط.س. ج ا ص ۵۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) وامن سراً الخ ولا یسن رفع یدیہ الا فی تکبیرۃ لافتتاح الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ. ط.س. ج ا ص ۴۰۳) ظفیر.

السلام علیکم ورحمة الله مرتین اھ(۱)اوراسی طرح اورحدیث میں بھی وراد ہے۔صرف ابوداؤد کی ایک روایت میں وبرکاتہ کالفظ بھی وارد ہوا ہے۔مگر حنفیہ کے یہاں روایت مشہورہ ہی مسنون ہے وبرکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے دعاء لمبی کرے:۔

(سوال ۳۵۱)بہشتی گوہر میں ہے مسئلہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعاء نہ مانگے بلکہ مختصر دعاء مانگ کرسنن کے پڑھنے میں مشغول ہوجائے۔اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر۔ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعاء مانگے۔یہ صورت شرعاً کیسی ہے۔

(جواب)اوفق بالا حادیث یہ صورت ہے جو کہ بہشتی گوہر سے منقول ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر ان میں حسب روایت نور الایضاح عمل کرے۔(۳)اور جن فرائض کے بعد سنن ہیں ......ان کے بعد امام اور مقتدیان مختصر دعاء مانگ کر سنتیں ادا کریں خواہ فصل بالا وارد کر کے بعد میں سنتیں پڑھیں۔اور پھر اجتماعاً دعاء کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دعاء اجتماعاً ایک ہی بار ہے۔پھر دوبارہ بعد السنن مقتدیوں کو امام کی دعاء کا انتظار کرانا اور اس کا التزام کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)فقط۔

آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۲)اگر کوئی مقتدی حنفی آمین بالجہر کہے یا ربنا لک الحمد بلند آواز سے کہے تو نماز اس کی بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰة والثناء والتعوذوا لتسمية والتامين كونهن سراًالخ .(۵)وفیه ایضاًوكذا فی التسميع والسلام واما الموتم والمنفرد فيسمع نفسه

....

(۱)ويقول السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول فى هذا السلام اى فى سلام الخروج من الصلوٰة سواء كان عن اليمين اواليسار اوبر كاته (غنية المستملى ص ۳۲۶)ظفير.

(۲)ثم يسلم الخ قائلاالسلام عليكم ورحمة الله هو السنة الخ وانه لا يقول هنا وبر كاته وجعله النووى بدعة ورده الحلبى وفى الحاوى انه حسن (درمختار) رده الحلبى حيث قال فى الحلية شرح المنية بعد نقله قول النووى انها بدعة ولم يصح فيها حديث بل صح فى تركها غير ما حديث مانصه لكنه متعقب فى هذا فانها جاء ت فى سنن ابى داؤد من حديث وائل بن حجر باسناد صحيح وفى صحيح ابن حبان من حديث عبدالله بن مسعود ثم قال اللهم الا ان يجاب بشذوذها وان صح مخرجها الخ (ردالمحتار باب صفةالصلوٰة . بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۱.ط.س.ج ۱ ص ۵۲۶)ظفير.

(۳)وفى الحجة الا مام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع فى السنة ولا يشتغل بادعية طويلة كذا فى التتار خانيه (عالمگيرى مصرى كيفيت صلوٰة ج ۱ ص ۷۲.ط.ماجديه ج ۱ ص ۷۷)ظفير.

(۴) مسجد تو دراصل فرض نمازوں کے لئے ہے۔نفل اور سنت کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے......والا فضل فى النفل غير التراويح المنزل، الا لخوف شغل عنها والا صح افضلية ماكان اخشع واخلص (درمختار) قوله والا فضل فى النفل الخ شمل ما بعد الفريضة وما قبلها لحديث الصحيحين عليكم بالصلوٰةفى بيوتكم فان خير صلاة المرء فى بيته الا المكتوبة واخرج ابو داؤد وصلاة المرء فى بيته افضل من صلاته فى مسجدى هذا الا المكتوبة وتمامه فى شرح المنية (ردالمحتار. باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۸ .ط.س. ج ۲ ص ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ نمازیوں کو سنت کے لئے روکنا اور اجتماعاً دعاء کرنے کا دستور عہد نبوی میں نہیں تھا اور نہ اب یہ التزام درست ہے اس لئے کہ حدیث کے خلاف ہے۔ والله اعلم ۱۲ ظفير.

(۵)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب فى سنن الصلوٰة ج ۲ ص ۴۴۳ .ط.س.ج ۱ ص ۴۷۵.۱۲ ظفير.

الخ(۱) وفیه ایضاً ترک السنة لا یوجب فساداً ولا سهواً بل اساء ة الخ وقالوا الا ساء ة ادون من الکراهة (۲) فی الشامی الا ساء ة افحش من الکراهة .(۳) الخ ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ جہر بالتامین والتحمید عند الحنفیه خلاف سنت ہے۔ اور مرتکب اس کا مسئی ہے۔ فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہئیت رکوع کیا ہو:۔

(سوال ۳۵۳) بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں سرین کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہئے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے۔

(جواب) سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور کمال رکوع کا ایسی حالت میں یعنی بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے اور اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھا دیوے گا کمر کی انحناء کے ساتھ تو یہ بھی کافی ہے۔ شامی میں برجندی سے منقول ہے ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع اه قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع ولا فقد علمت حصوله باصل طأ طأ ة الراس ای مع انحناء الظهر .(۴) شامی۔ فقط۔

بعد نماز پنجگانہ دعاء سنت ہے:۔

(سوال ۳۵۴) بعد نماز پنجگانہ دعاء کے واسطے ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا بدعت۔ زید نے دعا اس غرض سے ترک کر دی کہ اس بارہ میں کوئی حدیث وارد نہیں۔ یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا سنت نبویہ علیہ السلام ہے۔ حصن حصین جو معتبر کتاب حدیث کی ہے اس میں احادیث مرفوعہ دعاء میں ہاتھ اٹھانے اور بعد دعاء کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جاوے۔(۵) نمازوں کے بعد دعاء کا مسنون ہونا بھی اس میں مذکور ہے۔ پس زید کا یہ فعل ترک دعاء بعد الصلوٰۃ خلاف سنت ہے۔(۶) فقط۔

ثناء اور تشہد وغیرہ کے پہلے بسم اللہ نہیں ہے:۔

(سوال ۳۵۵) نماز میں ثناء اور تشہد اور درود اور دعاء اور دعاء قنوت کے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

---

(۱) شامی ص۴۴۳ باب صفة الصلوٰة ایضاً .ط.س.ج ۱ ص۴۷۵ .۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً ج۱ ص ۴۴۲ .ط.س.ج ۱ ص۴۷۳...... ۴۷۴ .۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب ومطلب ایضا ج ۱ ص ۴۴۲ .ط.س.ج ۱ ص۴۷۴ .۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود ج ۱ ص۴۱۶ .ط.س.ج ۱ ص۴۷۴ .۱۲ ظفیر.
(۵) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذاسألتم الله فاسئلوه ببطون اکفکم (الی قوله) فاذا فرغتم فامسحوابها وجوهکم رواه ابو داؤد وعن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رفع یدیه فی الدعاء لم یحطهما حتی یمسح بهما وجهه رواه الترمذی (مشکوٰة کتاب الدعوات فصل ثانی ص ۱۹۵)ظفیر.
(۶) ودبر الصلوٰت المکتوبات بحواله الترمذی (حصن حصین احوال الا جابت ص ۳۰)ظفیر.

(جواب) بسم اللہ پڑھنا سورہ فاتحہ کے اول اور سورۃ سے پہلے ہے۔ تشہد وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن بعض روایات میں تشہد اور دعاء قنوت میں بسم اللہ وارد ہے۔ اگر پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) فقط۔

فرائض کے بعد سنن سے پہلے دعاء کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۳۵۶) فرائض کے بعد سنن اور نوافل سے پہلے دعاء میں **اللهم انت السلام الخ** سے زیادہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں دیگر ادعیہ نقل کر کے ان کا پڑھنا اولیٰ لکھا ہے۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ان ادعیہ واذکار کا پڑھنا بعد نماز فرض کے قبل سنن رواتب جائز اور مستحب ہے۔ اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور بعض فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ بعد فرائض کے **اللهم انت السلام الخ** سے زیادہ نہ پڑھے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور نہ غرض اس سے تحدید ہے اور اگر بعض فقہاء کی بوجہ ظاہر بعض روایت حدیث کے یہ رائے ہو بھی تو دیگر اکثر فقہاء بوجہ روایات کثیرہ احادیث کے دیگر اذکار وادعیہ ماثورہ جائز ومستحب فرماتے ہیں۔(۲) جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ فقط۔

حالت رکوع میں الصاق کعبین:۔

(سوال ۳۵۷) الصاق کعبین رکوع کی حالت میں مسنون ہے یا نہیں اور درمختار باب السنن میں جو روایت اور بحث اس کے متعلق ہے وہ روایت قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ علامہ شامی کو کلام صرف اس میں ہے کہ یہ سنت ہے یا نہیں۔ باقی جواز بلکہ استحباب میں کچھ شبہ معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ سنت ہونا اس کا ثابت نہیں ہے اس لئے اگر کوئی الصاق کعبین نہ کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں ہے۔(۳) فقط۔

بعد فرائض دعاء:۔

(سوال ۳۵۸) بعد جماعت کے جو دعاء امام کے ساتھ مانگتے ہیں اس میں آمین کہنا چاہئے یا جو مرضی ہو دعا مانگے۔

---

(۱) وتعوذ الخ سراً الخ لقراء ة الخ وكما تعوذ سمى غير الموتم (درمختار) ذكر المصنف ثلاث مسائل تفريعا على قوله لقراءة بناء على قول ابى حنيفة ومحمد ان التعوذ تبع للقراء ة اما عند ابى يوسف فهو تبع للثناء الخ لكن مختار قاضى خان والهدايه وشروحها والكافى والا ختيار واكثر الكتب هو قولهما انه تبع للقراء ة وبه نا خذ شرح المنية (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة. بعد الفصل ج ا ص ۴۵۶ وج ا ص ۴۵۷. ط.س. ج ا ص ۴۸۹) ظفير.

(۲) ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانى لاباس بالفصل بالا وراد ، واختاره الكمال الخ ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرأ اية الكرسى والمعوذات الخ ويد عوويختم بسبحان ربك الخ (ردالمحتار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة فصل كيفيت صلوٰة ج ا ص ۴۹۴. ط.س. ج ا ص ۴۳۰) ظفير.

(۳) وسننها الخ رفع اليدين الخ وتكبيرة الركوع الخ والتسبيح فيه ثلاثاوا لصاق كعبيه الخ ويسن ان يلصق كعبيه وينصب ساقيه ويبسط ظهره ويسوى ظهره بعجزه (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۴۴ وج ا ص ۴۶۱. ط.س. ج ا ص ۴۷۳......۴۷۶) قال السيد ابو السعود وكذا فى السجود ايضاً وسبق فى السنن ايضاً ا ه والذى سبق هو قوله والصاق كعبيه فى السجود سنة ورا ه ولا يخفى ان هذا سبق نظر فان شارحنا لم يذكر ذلك لا فى الدر المختار ولا فى الدر المنتقى ولم اره لغيره ايضاً فافهم نعم بما يفهم ذالك من انه اذا كان السنة فى الركوع الصاق الكعبين ولم يذكر تفريجها بعده فالا صل بقاء هما ملصيقن فى حالة السجود ايضا تامل الخ (ردالمحتار. باب ايضاً ج ا ص ۴۶۱). ط.س. ج ا ص ۴۷۳ ظفير.

(جواب) جو دعاء چاہے مانگے یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعاء پر آمین کہے۔(۱)

متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں :۔

(سوال ۳۵۹) متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا اور یہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں اس کی تفصیل دیکھ لیں اس میں بعض متون سے بھی رفع سبابہ نقل کیا ہے۔ اور رفع سبابہ کی تصحیح کی ہے اور امام محمدؒ نے اس کو اپنا اور امام ابو حنیفہؒ کا قول لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

بجائے اللہ اکبر کے یا اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۶۰) نماز میں بجائے اللہ اکبر تکبیرات انتقال کے اگر کوئی شخص سہواً یا اللہ ایک دو مرتبہ کہہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز ہے اور اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے :۔

(سوال ۳۶۱) نماز کے اندر قعدہ میں جب انگشت شہادت اٹھاتا ہے تو اور چار انگلیوں کو بند کرنا ہوتا ہے۔ بعد تشہد کے تا سلام ان انگلیوں کو ویسا ہی رکھنا چاہئے یا کھول کر۔

(جواب) لا الہ الا اللہ کہنے کے وقت جب کہ عقد اصابع یا ان کا حلقہ کر لیا ہے تو پھر اس کو فارغ ہونے تک ویسا ہی رکھنا چاہئے کما نقل الشامی عن المحیط انہا سنة یرفعها عند النفی ویضعها عن الا ثبات وهو قول ابی حنیفة و محمد رحمة الله علیهما و کثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولیٰ انتهی فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع علی الکیفیة المذکورة شامی. (۴) جلد اول۔ اس طرح کی متعدد عبارتیں ہیں کہ جن میں عقد اصابع و اشارہ کے بعد اس کے کھولنے کا ذکر نہیں جو کہ اس کی صریح دلیل ہے کہ بعد عقد کھولنا مناسب نہیں۔ فقط۔

رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۶۲) رکوع میں دونوں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر عامل ہو تو اس کو منع کرنا جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) ثم یسلم الخ مع الا مام الخ وید عوویختم بسبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۸۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴).

(۲) مفصل حوالہ گذر چکا و هو قول ابی حنیفة ومحمد رحمهم الله و کثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر.

(۳) وصح شروعه بتسبیح وتهلیل وتحمید وسائر کلم التعظیم الخالصة له تعالیٰ الخ کما صح لو شرع بغیر عربیة (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۰. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳) ظفیر.

(۴) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹. ۱۲ ظفیر.

(جواب) وباللہ التوفیق۔ شامی میں ہے ویکرہ القیام علی احد القدمین فی الصلوٰۃ بلا عذر وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الید لا نه اقرب الی الخشوع هکذا روی عن ابی نصر الد بوسی انه کان یفعله کذا فی الکبری 'وما روی انهم الصقوا الکعاب بالکعاب اریدبه الجماعة ای قام کل واحد بجانب الاخر کذا فی فتاویٰ سمر قند الخ ص ۲۹۹ جلد اول .(۱) اس روایت سے یہ امر معلوم ہوا کہ حالت قیام میں ہر دو قدم کے درمیان میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے اور یہ کہ الصاق کعاب بالکعاب کے معنی محاذات کے ہیں جو کہ احادیث سوّوا صفوفکم . وتوا صوا. وسد واالخلل (۲) وغیرہ سے مستفاد ہے۔ پس جب کہ حالت قیام میں چار انگشت کا فاصلہ قدمین میں رکھنا چاہئے تو رکوع میں بھی اسی حالت پر رہنا چاہئے۔ بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ اصل سنت الصاق۔ محاذات وتسویہ صف سے حاصل ہو جاتی ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رکوع اور سجود میں الصاق کعبین حقیقتاً متعذر ہے یا بہت تکلف اور دقت سے ہوتا ہے۔ ایڑیوں کو تو ملایا جاسکتا ہے مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایڑیوں کے ملانے سے کعبین نہیں ملتے البتہ محاذات کعبین پوری طرح اس میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہی مقصود شارع علیہ السلام معلوم ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور اس کی زیادہ تحقیق اور تفصیل مع نقل عبارات مولانا میرک شاہ مدرس مدرسہ ہذا نے دوسرے پرچہ پر لکھی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ فقط۔

دیگر از مولانا میرک شاہ صاحب مدرس دارالعلوم۔

(جواب) اقول و باللہ التوفیق . یہ مسئلہ الصاق کعبین کا اگرچہ متاخرین حنفیہ کی کتب میں ہے لیکن ائمہٗ مذہب اور متقدمین حنفیہ کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چنانچہ متقدمین کی کتب معتبرہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس مسئلہ کو سب سے پہلے زاہدی نے مجتبیٰ میں ذکر کیا ہے پھر اس سے قہستانی نے جامع الرموز اور شرح کیدانی میں اور حلبی نے شرح منیہ میں اور ابن انجم نے بحر اور تمرتاشی (تلمیذ صاحب بحر) نے نہج القضاء میں نقل کیا ہے اور چونکہ کسی قسم کی تردید بھی نقل کرتے ہوئے نہ کی۔ اس وجہ سے اس کو معمول بہ سمجھا گیا۔ چنانچہ بحر وصاحب درمختار نے صیغۂ جزم سے اسے نقل کیا۔ ادھر سے بعض فقہاء کے کلام سے اور توارث وتعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریج ہی منت ہونا چاہئے۔ چنانچہ سعایہ میں مذکور ہے ورأیت کلاماً للشیخ محمد حیات السندی یقضی اثبات سنیة لتفریح و نفی سنیة الا لصاق اھ (۳) ان حالات کو دیکھ کر فقہاء متاخرین کی عبارت یا مؤل ہوگی یا مرجوح طوالع الانوار شرح درمختار میں شیخ محمد عابدؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے الصاق کعبین سے محاذات کعبین مراد لی ہے اور اس میں علامہ رحمتی کے قول سے استیناس بھی کر لیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں قوله والصاق کعبیه ای حالة الرکوع قال الشیخ رحمتی مع بقاء تفریج ما بین القا مین قلت لعله اراد من الا لصاق المحاذاة وذالک بان یحاذی کل من کعبیه الاخر فلا یتقدم احد هما علی الاخر .(۴) یہ تو متاخرین کے اس قول کی تاویل کی صورت ہے جو طوالع الانوار شرح درمختار میں مذکور ہے اور جن فقہاء نے اس کی تاویل کا ارادہ نہیں کیا ہے وہ اس کو قول مرجوح اور زاہدی کے اوہام

---

(۱) ان جملوں کے لئے دیکھئے مشکوٰۃ باب تسویة الصفوف ۱۲ ظفیر.

(۲)(۳) سعایه.

(۴) طوالع الانوار.

میں درج کرتے ہیں کما فی السعایة نقلاً عن تعلیق الشیخ ابی الحسن السندی علی الدر المختار هذه السنة انما ذکرها من المتاخرین تبعا للمجتبی ولیس لها ذکر فی الکتب المتقدمة ولم یرد فی السنة علی ما وقفنا علیه وکان بعض مشائخنا یری انه من اوهام صاحب المجتبی وکانهم توهموا مما وردان الصحابة کانوا یهتمون بسد الخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولا یخفی ان المراد ههنا الصاق کل کعب بکعب صاحبه لاکعبه مع الکعب الا خراه (۱) خلاصہ یہ کہ دونوں ٹخنوں کو رکوع میں بالکل ملادینا جیسے کہ مجتبیٰ اوراس کے اتباع کی کتب میں واقع ہوا ہے۔ اپنے ظاہر مفہوم پر محمول نہیں اور اگر ظاہر مفہوم پر ہی محمول ہو تو صاحب مجتبیٰ کی اوہام میں سے ہوگا لیکن سعایہ میں شق اول کو اختیار کیا ہے اور رکوع میں الزاق کعب بکعب کی سنیت کی نفی کو دلائل عدیدہ سے ثابت کیا ہے۔ فلیر اجع۔ کتب میرک شاہ۔ فقط۔

تشہد میں بحث رفع سبابہ:۔

(سوال ۳۶۳) تشہد میں رفع سبابہ کے متعلق علمائے احناف کا کیا مذہب ہے، آیا سنت ہے یا واجب یا مستحب۔ اور کس وقت سے کس وقت تک رفع کیا جاوے۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ اس کے خلاف کیوں فرماتے ہیں اور حلقہ بنانا کیسا ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رفع سبابہ تشہد میں سنت ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے مؤطا میں فرمایا ہے وهو قولی وقول ابی حنیفة رحمه الله (۲) اور مستحب یہ ہے کہ نفی پر اٹھاوے اور اثبات پر رکھ دے۔ وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات وهوقول ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله وکثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولیٰ. (۳) اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بر بناء علی المتون عدم رفع کو راجح سمجھا ہے لیکن جمہور فقہاء ومحدثین نے اس کے خلاف کی تصحیح فرمائی ہے اور شراح نے متون کی روایت کو صحیح اور مفتی بہ نہیں سمجھا ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع اور خلفاء نے بھی قول امام ربانی کی تاویل فرمائی ہے اور اشارہ سبابہ کا سنت ہونا ثابت فرمایا ہے۔ اور حلقہ کرنا ابہام اور وسطے سے اور قبض کرنا خنصر اور بنصر کو اور اشارہ کرنا مسبحہ سے سنت ہے۔ وصفتها ان یحلق من یده الیمنی عند الشهادة والا بهام والوسطیٰ ویقبض البنصر والخنصر ویشیر با لمسبحة الخ شامی. (۴) فقط۔

سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے:۔

(سوال ۳۶۴) غیر مقلد یہ بھی کہتے ہیں کہ حنفی لوگ سجدے سے سر اٹھانے کے ساتھ ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں غیر مشروع ہے اور اس سے نماز خلل پذیر ہوتی ہے بلکہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ بیٹھنا بھی چاہئے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

---

(۱) سعایہ۔
(۲) موطا امام محمد . (۳) رد المحتار . باب صفة الصلوة . فصل فی تالیف الصلوة ج ۱ ص ۴۷۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹ . ۱۲ ظفیر . (۴) ایضاً ۱۲ ظفیر.

(جواب) اس کا جواب صاحب ہدایہ نے مختصر الفاظ میں اس طرح دیا ہے ولنا حديث ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله عليه وسلم كان ينهض فی الصلوٰة علیٰ صدور قدميه وما رواه محمول علی حالة الكبر الخ. (۱) فقط.

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ:۔

(سوال ۳۶۵) اکثر کتب فقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ التحیات میں انگلی سبابہ کا اٹھانا سنت و موجب ثواب ہے اور حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی بھی اس کو سنت نبوی قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کو مکتوبات نمبر ۳۱۲ میں حرام فرماتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے کس کا قول معتبر و مستند ہے۔

(جواب) اس میں صحیح و مستند یہ ہے کہ اشارہ بالسبابہ تشہد میں سنت و مستحب ہے۔ جمہور امت اسی طرف ہیں۔ اور در مختار میں عدم رفع سبابہ کی روایت نقل کر کے پھر اس کے خلاف کو بہت روایات اور دلائل سے سنت ہونا ثابت کیا ہے اور محمدؒ نے مؤطا میں اپنا اور امام صاحبؒ کا سنیت رفع سبابہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ (۲) اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی طرف سے بعض نے ان کی اولاد امجاد میں سے اور ان کے خلفاء نے معذرت فرمائی ہے بر بناء بعض روایات حنفیہ حضرت مجدد صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ لیکن امر محقق یہ ہے کہ رفع سبابہ سنت ہے اس کو ترک نہ کیا جاوے هذا خلاصة مافصله وحققه العلماء المحققون من الا حناف فلا اشكال فان اختلاف الا مة رحمة من الله المتعال. فقط۔

قعدۂ اولیٰ میں اگر امام کھڑا ہو جاوے اور مقتدی التحیات پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا چاہئے:۔

(سوال ۳۶۶) اگر امام قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی کی باقی ہے تو وہ کیا کرے اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکے تو خاموش بیٹھا رہے یا کیا کرے۔

(جواب) مقتدی پوری کر کے اٹھے۔ (۳) اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکا تو خاموش رہے یا کلمہ آخر کا تکرار کرتا رہے۔ (۴) فقط۔

حالت نماز میں درود کے اندر ذریات و ازواج کا کلمہ بڑھانا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۶۷) ایک صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں لفظ ازواج و ذریات کا اور بڑھاوے اس میں زیادہ ثواب ہے مثلاً اللهم بارک علی ازواجه و ذرياته الخ. یہ بڑھانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر معمول ہے وہی کافی ہے۔ اگر چہ بڑھا دینے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۵) فقط

---

(۱) هدايه باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۱۰۱. ۱۲ یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے اپنے دونوں پاؤں کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھتے نہیں تھے باقی جس روایت میں بیٹھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بڑھاپے کا واقعہ ہے کہ اپنے ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل کی صورت نکل آتی ہے۔

(۲) تفصیلی حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲ ظفیر۔ (۳) لو رفع الا مام راسه الخ قبل ان يتم الماموم التسبيحات الثلاث وجب متا بعة الخ بخلاف سلامة او قيامه لثالثة قبل اتمام الموتم التشهد فانه لا يتا بعه بل يتمه لو جو به ولو لم يتم جاز (درمختار) ای صح مع كراهة التحريمه الخ (رد المحتار باب صفة الصلوة فصل تاليف الصلوة ج ۱ ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر. (۴) ولا يزيد فی الفرض علی التشهد فی القعدة الا ولیٰ اجماعا الخ ولو فرغ الموتم قبل امامه سكت اتفاقا (ايضاً ج ۱ ص ۴۷۶ و ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

(۵) ولذا قال فی شرح المنية والا تيان بما فی الا حاديث الصحيحة اولی الخ (ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۴۷۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۳ ظفیر.

سلام میں صرف منہ پھیرے سینہ نہ پھیرے:۔

(سوال ۳۶۸) نماز سے خروج کے لئے سلام پھیرتے وقت قبلہ سے فقط منہ ہی پھیرے یا سینہ بھی۔

(جواب) صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے۔(۱) فقط۔

سورہ ملانا واجب ہے:۔

(سوال ۳۶۹) ضم سورۃ فرض ہے یا واجب اور کس قدر۔

(جواب) واجب ہے بقدر تین آیت کے۔(۲) فقط۔

امامت بغیر عمامہ ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۰) رسول اللہ ﷺ سے یا علماء سے بدون عمامہ کے نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) اوکلکم یجد ثوبین وغیرہ۔ احادیث(۳) سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ ضروریات صلوٰۃ یا امامت سے نہیں ہے۔

رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۱) امام رکوع وسجود میں ایسی جلدی کرتا ہے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہیں پڑھ سکتے۔ مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) امام کو ایسی جلدی رکوع سجود میں نہ چاہئے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہ پڑھ سکیں۔ لیکن اگر مقتدیوں کی تین تسبیح پوری نہ ہوئی تو نماز مقتدیوں کی صحیح اور کامل ہوئی اس میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۴)

عورتیں کس طرح سجدہ کریں:۔

(سوال ۳۷۲/۱) عورتوں کو مردوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے یا کس طرح؟

تشہد کی حالت میں نگاہ کہاں ہو:۔

(سوال ۳۷۳/۲) تشہد کی حالت میں کس جگہ نگاہ رکھے؟

---

(۱) وتحویل الوجه یمنة ویسرة للسلام (ای من السنن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ولها اداب ترکه لا یوجب اساء ة ولا عتابالکن فعله افضل الخ والی منکبه الایمن والا یسر عند التسلیمة الاولی والثانیة لتحصیل الخشوع (ایضاً آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر.

(۲) ولها واجبات الخ (ومنها) ضم اقصر سورة کالکوثر او ماقام مقامها وهوثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶ ...... ۴۵۸) ظفیر.

(۳) دیکھے دار قطنی . باب الصلوٰة فی الثوب الواحد ج ۱ ص ۱۰۵ ۱۲ ظفیر.

(۴) (لو رفع الامام راسه من الرکوع والسجود قبل ان یتم الماموم التسبیحات الثلاث وجب متابعته (درمختار) یسبح فیه ثلاثا فانه سنة علی المعتمد المشهور فی المذهب لا فرض ولا واجب کما مرفلا یترک المتابعة الواجبة لا جلها. (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۳ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر.

(جواب)(۱) عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو سجدہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہئے۔(۱) مردوں کی طرح کھل کر نہ کرنا چاہئے یہ مکروہ ہے۔

(۲) آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پشت قدم کی طرف اور حالت سجود میں ناک کے کنارہ کی طرف اور حالت قعود وتشہد میں اپنی گود کی طرف الخ۔(۲) درمختار۔ فقط۔

امی کیسے نماز پڑھے:۔

(سوال ۳۷۴/ ۱) جو شخص نماز نہ سیکھ سکے وہ کیا کرے؟

فرض سے پہلے انی وجہت پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۷۵/ ۲) کیا فرض کے قبل انی وجہت وجھی للذی فطر السموات الخ پڑھنا چاہئے؟

(جواب)(۱) قراءت سیکھنے کی کوشش کرتا رہے اور افعال صلوٰۃ ادا کرتا رہے۔ اور چاہئے کہ امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو کر نماز ادا کرے۔ جب قراءت وغیرہ سیکھے اس وقت نماز با قاعدہ پڑھے۔(۳)

(۲) کچھ حرج نہیں نیت سے پہلے کہہ لے۔(۴) فقط۔

فرض نمازوں کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۶) فرضوں کے بعد دعاء مانگنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کتنی دیر تک؟

(جواب) دعاء مانگنا تمام فرضوں اور نمازوں کے بعد جائز و مستحب ہے جس قدر مناسب ہو دعاء کرے مگر جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد زیادہ دیر دعا نہ کرے۔ دعاء سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے۔(۵) فقط۔

آمین بالجہر وبالسر کی تحقیق:۔

(سوال ۳۷۷) آمین بالجہر اور بالاخفاء میں تحقیق کیا ہے؟ اور اگر غیر مقلدین آمین بالجہر کہیں تو حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟ اور اس بارہ میں حنفیوں اور غیر مقلدین میں ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مسجد بانٹ دی جائے غیر مقلدین ہماری مسجد میں نہ آویں اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسجدیں نہ بانٹی جاویں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) والمرء ۃ تنخفض فلا تبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخذیها لا نه استر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۵۰۴) ظفیر.

(۲) نظره الی موضع سجوده حال قیامه والی ظهر قدمیه حال رکوعه و الی ارنبة انفه حال سجوده والی حجره حال قعوده (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۶ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر.

(۳) وذکر التمر ناشی یجب ان لا یترک الا می اجتهاده اناء لیله ونهاره لیتعلم قدر ما تجوزبه الصلوٰۃ فان قصر لم یعذر عند الله تعالیٰ (غنیة المستملی ص ۴۸۴) ولا یلزم العاجز عن النطق کا خرس وامی تحریک لسانه وکذا فی حق القرأ ۃ هو الصحیح لتعذر الواجب فلا یلزم غیره الا بدلیل فکفی النیة لکن ینبغی ان یشترط فیها القیام الخ (الدر المختار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷) ظفیر.

(۴) والاولیٰ ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر لیتصل النیة به هو الصحیح (هدایه باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۶) ظفیر.

(۵) ثم یسلم عن یمینه ویساره (الی قوله) ویستحب ان یستغفر ثلاثا ویقرء اية الکرسی والمعوذات ویسبح ویحمد ویکبر ثلاثا وثلثین ویهلل تمام المائة وید عوویختم سبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ وقال الحلوانی لا باس ما لفصل بالا وراد واختاره الکمال ایضاً ج ۱ ص ۴۹۴ .ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰) ظفیر.

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہنا چاہئے فقہاء حنفیہ اخفاء آمین کو مسنون فرماتے ہیں اور حدیث میں اخفاء آمین بھی وارد ہوا ہے۔ شرح منیہ میں ہے وقدروی احمد و ابویعلی و الطبرانی والدار قطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبة عن سلمة بن کهیل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین واخفی بها صوته وقال الشافعیؒ واحمدؒ یجهر الا مام والماموم بامین لما روی ابن ماجة کان علیه الصلوٰةوالسلام اذا تلا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین حتی یسمع من فی الصف الاول فیرتج المسجد قلنا تعارض روایتا الجهر والا خفاء فی فعله فیرجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام یقوله وبان الا صل فی الدعاء الاخفاء وامین دعاء فان معناه استجب الخ(۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ علماء حنفیہ حدیث اخفاء آمین کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے نزدیک سنت اخفاء آمین ہے مگر چونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے لہذا حنفیہ کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ غیر مقلدین کے آمین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا لیکن غیر مقلدوں کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ ہرگاہ اخفاء آمین بھی حدیث شریف میں وارد ہے اور وہ راجح بھی ہے تو اپنے خیال پر ہٹ کیوں کرتے ہیں رہا یہ کہ حنفیہ کی مسجدوں میں غیر مقلدین کا آنا اگر موجب فساد و فتنہ ہو تو ان کو روک دیا جائے کہ حنفیوں کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھیں جیسا کہ روافض کو روک سکتے ہیں۔ فقط۔

فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعاء پڑھنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۸) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دعاء کا پڑھنا ثابت ہے؟ رکوع سجود اور قیام میں دونوں پیروں میں کتنا فاصلہ رہنا چاہئے؟

(جواب) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاء پڑھنا بسم الله لا اله الا الله الا هو الرحمن الرحیم اذهب عنی الهم والحزن حصن حصین .(۲) میں ہے حدیث اس بارہ میں منقول ہے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ملانا رکوع اور سجدہ میں کتب فقہ میں مسنون لکھا ہے ویسن ان یلصق کعبیهؑ درمختار قال السید ابو السعود وکذافی السجود ایضاً شامیؑ باقی حالت قیام میں شامی میں لکھا ہے کہ قدمین میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے وینبغی ان یکون بینهما مقدارا ربع اصابع الید .(۳)

....

(۱) غنیة المستملی ص ۳۰۲ ۱۲.

(۲) دیکھئے حصن حصین ص ۸۵ وکان صلی الله علیه وسلم اذا صلی وفرغ من صلوته مسح یمینه علی راسه وقال بسم الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (ایضا) ظفیر.

(۳) ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۴ باب صفة الصلوٰة بحث القیام .ط.س.ج ۱ ص ۴۴۴.۱۲ ظفیر.

عہ الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۱).ط.س.ج ۱ ص ۴۹۳.۱۲ ظفیر.

عہ ردالمحتار ص ۴۶۱ ج ۱ -

مسائل مختلف فیہا کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۷۹) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف امام اور رفع یدین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور ان مسائل میں حنفیہ کے دلائل کیا ہیں؟

(جواب) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین عند الحنفیہ جائز نہیں ہے اور دلائل ان مسائل کے حنفیہ کے پاس بہت ہیں اور آیات واحادیث اس بارہ میں موجود ہیں جو بہت سی کتابوں اور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ آمین کے بارہ میں واخفی بھا صوتہ وارد ہے اور قراءۃ خلف الامام کی ممانعت میں واذا اقرء فانصتوا مسلم کی روایت میں موجود ہے۔(۲) اور رفع یدین کے بارہ میں حدیث ابن مسعودؓ ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح. (۳) فقط۔

فصل رابع

آداب نماز

امام مصلے پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے ہیں:۔

(سوال ۳۸۰) جب امام مصلے پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے۔ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے یا نہیں۔ اور صحیح ہے یا غلط۔

(سوال ۳۸۱/۱) کیا مسئلہ نیا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے سے صف بندی ناممکن ہے۔

(سوال ۳۸۲/۲) اس قول پر عمل درآمد کرنے والے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے کیسے ہیں اور توڑنے والے اور دوسروں کو باز رکھنے والے کیسے ہیں۔

(جواب) (اتا۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم. اقول و باللہ التوفیق. بے شک فقہاء نے آداب نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت بکرحی علی الفلاح کہے تو ائمہ ثلاثہ یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جاویں۔ کذا فی الدر المختار۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے کہ امام وہاں قریب محراب کے پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آوے اس وقت سب کھڑے ہو جاویں۔ عبارت درمختار یہ ہے ولہا اداب ترکہ لا یوجب اساءۃً ولا عتاباً کترک سنۃ الزواید لکن فعلہ افضل نظرہ الی موضع سجودہ حال قیامہ (الی ان قال) وقیام الامام والمؤتم حین قیل حی علی الفلاح الخ ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظہر الخ وشروع الامام فی الصلوٰۃ مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتی اتمہا لا باس بہ اجماعاً وھو

---

(۱) دیکھئے غنیۃ المستملی ص ۳۰۲. (۲) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴.
(۳) مشکوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۷۷. ۱۲ ظفیر.

قول الثانی و الثلاثة وهو اعدل المذاهب الخ وفی القهستانی الخ انه الا صح قوله انه الا صح لان فیه محافظةً علی فضیلة متابعة المؤ ذن و اعانة له علی الشروع مع الا ما م شامی.(۱) پس معلوم ہوا کہ یہ امور آداب میں سے ہیں ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو مورد لعن طعن قرار دینا نہایت ظلم و تعدی ہے جیسا کہ خود علامہ شامی نے شروع امام میں قد قامت الصلوٰۃ کہنے پر بحث کی ہے کہ اصح و اعدل المذھب یہ ہے کہ جب تک مکبر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو اس وقت تک امام نماز شروع نہ کرے کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے جو کہ مستحب و مسنون ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا تو آں حضرت ﷺ اقامها الله و ادامها پڑھتے تھے۔(۲) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے سووا صفوفکم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوٰة ومن تمام الصلوٰة(۳) اور حرمین شریفین اور دیگر بلاد میں یہ عادت ہے کہ جس وقت مکبر تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو پہلے یہ حدیث پڑھتا ہے سووا صفو فكم الحديث۔ الغرض اس بارہ میں شرعاً وسعت ہے۔ اور قول فقہاء والقيام حين قيل حی علی الفلاح کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اگر پہلے سے امام و مقتدی کھڑے ہوئے نہ ہوں تو اس وقت کھڑے ہو جاویں۔(۴) فقط۔

قد قامت الصلوٰۃ پر امام کا نیت باندھنا:

(سوال ۳۸۳) کیا قد قامت الصلوٰۃ پر امام کو نیت باندھنا مفتی بہ قول ہے۔

(جواب) شامی میں اصح اس کو قرار دیا ہے کہ تکبیر کے ختم کے بعد امام نماز شروع کردے۔ وفی القهستانی معزياً للخلاصة انه الا صح. لان فيه محافظةً . علی فضیلة متا بعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام.(۵) شامی. فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھے تو حالت قعود و رکوع میں نگاہ کہاں رکھے:

(سوال ۳۸۴) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے وہ بیٹھنے کی حالت میں اپنی نظر کس جگہ رکھے۔ اور جب رکوع کرے تو کہاں نظر کرے۔

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) عن ابی امامة وبعض اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان بلالا اخذ فی الا قامة الی ان قال قد قامت الصلوٰة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقامها الله وادامها وقال فی سائر الا قامة کنحو حدیث عمر فی الا ذان رواه ابو داؤد (مشکوٰة. باب فضل الاذان واجابته المؤذن فصل ثانی.

(۳) مشکوٰة باب تسوية الصف فصل اول ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) والقيام لامام وموتم الخ (درمختار) مساوعة لامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التا خير للتقديم حتی لو قام اول الاقامة لاباس (الطحطاوی علی الدر المختار باب صفة الصلوٰة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر.

(۵) اس سے پہلے کی عبارت یہ ہے وشروع الا مام فی الصلوٰة مذقيل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتی اتمها لاباس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب كما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزيا للخلاصةانه الاصح (درمختار) قوله انه الا صح لان فيه محافظة.
علی فضيلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الا مام(ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

(جواب) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھنے کی حالت میں اس کے لئے فقہاء نے یہ مستحب لکھا ہے کہ حجر کی طرف نظر کرے۔ اور حجر کے معنی کئی ہیں۔ گود کے بھی ہیں اور پہلو وغیرہ کے بھی ہیں اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ اپنا کرتہ وغیرہ جو سامنے ہے اس کو دیکھے۔ غرض یہ ہے کہ جس میں خشوع حاصل ہو اور ایک طرف نظر ہو اور ادھر ادھر نہ ہو وہ امر کرے اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اندھیرے میں اور نابینا آدمی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا خیال کرے۔(۱) اس کے بعد واضح ہو کہ فقہاء نے بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے بحالت رکوع کوئی مقام نظر کے لئے معین نہیں کیا۔ لہذا اس کے لئے یہی مستحب ہوگا کہ رکوع میں جہاں نظر پڑے وہیں نظر رکھے اور متوجہ الی اللہ ہو۔ اصل حکم یہی ہے کہ تمام نماز اس طرح پڑھے گویا اللہ کو دیکھتا ہے کما ورد ان تعبد الله كانك تراه.(۲) الحدیث۔ فقط۔

کیا اقامت کے وقت امام ومقتدیوں کا بیٹھا ہوا رہنا ضروری ہے:۔

(سوال ۳۸۵) نماز کے وقت معین پر امام صاحب اپنے حجرے سے تشریف لائے اور مصلے پر دوزانو بیٹھ گئے اور مقتدی بھی بیٹھ گئے۔ مؤذن نے کھڑے ہو کر تکبیر شروع کی اور مقتدی بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت مؤذن نے حی علی الفلاح کہا فوراً امام و مقتدی کھڑے ہو گئے اور نیت باندھ لی۔ مگر امام نے دائیں بائیں صف کو نہیں دیکھا۔ آیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا کیا عمل تھا۔

(جواب) درمختار میں ہے ولها اداب تركه لايوجب اساءةً ولاعتابا (الى ان قال) والقيام لامام و موتم حين قيل حي على الفلاح الخ.(۳) اس سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا آداب میں سے ہے، اس کے ترک سے عقاب وعتاب نہیں ہے اور نیز درمختار میں ہے ويصف الامام بان يا مرهم بذالک قال الشمني وينبغي ان يا مرهم بان يترا صوا وليسدوا الخلل وليسووا مناكبهم.(۴) الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو یہ لائق ہے کہ مقتدیوں کو برابر کھڑا ہونے کا اور صف سیدھی کرنے کا حکم کرے۔ پس امام کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ میں ایسی عجلت نہ کرے کہ صف پوری ہو یا نہ ہو، اور صف سیدھی ہو یا نہ ہو، اور سب نمازی برابر کھڑے ہوں یا نہ ہوں فوراً نیت باندھ لیوے، ایسا ہرگز نہ کرے۔ اور حی علی الفلاح پر تو امام کو نیت باندھنے کا حکم فقہاء نے بھی نہیں لکھا ہے بلکہ قد قامت الصلوٰۃ پر لکھا ہے اور اس میں درمختار وشامی وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مکبر کی تکبیر کے ختم ہونے پر نیت باندھے۔ درمختار میں ہے اور قہستانی میں کہا خلاصہ سے نقل کر کے انه الا صح اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں لان فيه محافظة على فضيلة متابعة المؤذن واعانة له على الشروع مع الا مام الخ۔(۶)

....

(۱) ای نظره الى موضع سجوده حال قيامه الخ والى حجره حال قعوده (درمختار) قوله الى حجره ما بين يديک من ثوبک قاموس وقال ايضا الحجر مثلثة المنع وحضن الا نسان والمناسب هنا الا ول لانه فسرا لاحضن بما دون الا بط الى الكشح او الصدر والعضدان الخ قوله لتحصيل الخشوع علة للجميع لان المقصود الخشوع وترک التكليف الخ واذا كان فى الظلام او كان بصيراً يحافظ على عظمة الله تعالىٰ لان المدار عليها (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ .ط.س.ج ۱ ص ۴۷۷ ۵)ظفير. (۲) مشكوة كتاب الايمان فصل اول ۱۲ ظفير. (۳) الدر المختار. على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷ .ط.س.ج ۱ ص ۴۷۷...... ۴۷۹. ۱۲ ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۱ .ط.س.ج ۱ ص ۵۶۸. ۱۲ ظفير. (۵) وشروع لامام فى الصلوٰة مذ قيل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتى اتمها لا باس به اجماعا الخ وفى القهستانى معزيا للخلاصة انه الاصح (الدر المختار. على هامش ردالمحتار آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷ .ط.س.ج ۱ ص ۴۷۹) ظفير غفرله.
(۶) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴ .ط.س.ج ۱ ص ۴۷۹. ۱۲ ظفير صديقى.

فصل خامس۔ قراءت فی الصلوٰۃ

قراءت خلف الامام:۔

(سوال ۳۸۶) قرءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کی نزدیک امام کے پیچھے قرءت فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم اقبل بوجهه قال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسأ لهم ثلاثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه من قرأ خلف الا مام فلیس علےٰ الفطرة عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال یکفیک قراة الا مام فهؤ لاء جماعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قداجمعوا علی ترک القرأ ة خلف الامام.(۱)

یوم جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ وسورہ دہر مسنون ہے:۔

(سوال ۳۸۷) جمعہ کے فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنا مسنون ہے۔ زید مسنون ہونے کی وجہ سے بیس جمعہ کی فجر میں دونوں سورۃ پڑھتا ہے اور اکیسویں جمعہ کی فجر میں اور سورۃ پڑھتا ہے اس خیال سے کہ عوام ان کا پڑھنا فرض خیال نہ کریں تو یہ الویت کے خلاف ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں بے شک ایسا آیا ہے لیکن حنفیہ اس کو بعض اوقات پر حمل کرتے ہیں اور مواظبت اس کے ساتھ پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ تعیین سورۃ کو کسی بھی نماز کے لئے منع فرماتے ہیں لہذا کبھی کبھی ایسا کر لیوے تو کچھ حرج نہیں ہے دوام اس پر نہ کرے، درمختار میں ہے۔ ویکون التعیین کالسجدة وهل اتی لفجر کل جمعة بل یندب قرأتهما احیاناً(۲) فقط۔

دوسری رکعت کو پہلے سے لمبی کرنا اور درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۳۸۸) ایک شخص اول رکعت کی قراءت سے دوسری رکعت کی قرأۃ کو طویل کرتا ہے اور چھوٹی سورۃ درمیان میں چھوڑتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) دوسری رکعت میں بہ نسبت قراءۃ اول رکعت کی تین آیتوں سے زیادہ طول کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

سورۃ کے پہلے بسم اللہ:۔

(سوال ۳۸۹) اگر دو رکوع والی سورۃ پڑھے تو شروع سورۃ پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اسی سورۃ کا دوسرا

(۱) شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش- ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفیر. (۳) وتطال اولی الفجر علی ثانیتها فقط وقال محمد اولی الکل حتی التراویح قیل وعلیه الفتویٰ و اطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا و قصر او الا اعتبر الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکره الخ ویکره الفصل بسورة قصیرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۵ وج ۱ ص ۵۰۶ و ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱......۵۴۶) ظفیر.

رکوع پڑھے۔ تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔

(جواب) دوسرے رکوع پر بسم اللہ نہ پڑھے۔(۱)

قراءۃ کی چند صورتوں کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۹۰) اگر فرض نماز میں اول رکعت میں سورۂ ہمزہ۔ دوئم میں سورۂ فیل یا اول رکعت میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ قریش۔ یا اول میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ ماعون یا اول میں سورۂ فیل دوم میں ہمزہ یا اول میں سورۂ قریش دوم میں سورۂ فیل یا اول میں ماعون دوئم میں فیل پڑھے عمداً یا سہواً تو نماز میں کسی قسم کی خرابی تو نہ ہوگی۔

(جواب) اول صورت بلا کراہت درست ہے۔ دوسری مکروہ۔ تیسری جائز چوتھی مکروہ، پانچویں مکروہ ششم مکروہ ہے اور جس میں کراہت ہے عمداً پڑھنے میں ہے۔ اور فرض میں ہے نفل میں ہر طرح جائز ہے۔(۲) فقط۔

عورت کا نماز میں جہر سے قرآن پڑھنا درست نہیں:۔

(سوال ۳۹۱) عورت حافظ اگر نماز نفل یا تراویح میں قرائت بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءت نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا فاسد۔

(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہے نماز میں جہر نہیں کر سکتی۔ اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول وعلی هذا لوقیل اذا جهرت بالقراء ۃ فی الصلوٰۃ فسدت کان متجها الخ.(۳)

فرض نماز میں لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۲) ایک شخص فرض نماز پڑھ رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد جو اس نے سورۃ پڑھی اس میں اس کو سہو ہو گیا۔ ایک مقتدی نے اس کو لقمہ دیا تو دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا نہیں چاہئے۔ تراویح میں اگر امام قراءۃ بھول جاوے تو لقمہ دینا جائز ہے۔ آیا فرض نماز میں لقمہ دینا جائز ہے یا نہ۔ فقط۔

(جواب) لقمہ دینا فرض نماز میں بھی درست ہے اور نماز صحیح ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔ درمختار و شامی وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔(۴)

(۱) وتعوذ سراالخ سراً فی اول کل رکعة ولو جهريه(الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۶ و ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹)ظفیر.

(۲) ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوسا الخ ولايكره فی النفل شئی من ذالک (درمختار) قوله ثم ذکریتم افادوان التنکیس اوالفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما فی شرح المنية (ردالمحتارفصل فی القراء ۃ. ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶)ظفیر.

(۳) ردالمحتارباب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.

(۴) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا نفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال(الدر المختار علی هامش رد المحتارباب ما يفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲)ظفیر.

آمین اور سورہ فاتحہ امام کے پیچھے:۔

(سوال ۳۹۳) بعض معلم کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے بعد آمین پکارنا ناجائز ہے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنی ناجائز ہے۔ جو حکم شرعاً ہو تحریر فرماویں اور ہاتھ کہاں باندھیں۔

(جواب) امام کے پیچھے بے شک سورۂ فاتحہ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ واذا قرء فانصتوا(۱) کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔ کما ہو ظاہر فی الحدیث۔ اور آمین بالجہر نہ کہیں آہستہ کہیں۔ لانہ دعاء والدعاء. بالاخفاء قال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ . فقط۔(۲)

ایک آیت پڑھ رہا تھا چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھنے لگا:۔

(سوال ۳۹۴) امام نے قرءۃ شروع کی اور اس کو سہو ہوا حالانکہ بقدر ایک آیۃ کے پڑھ چکا تھا۔ اس نے اس موقعہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا یہ کیسا ہوا۔

(جواب) یہ اچھا کیا۔(۳) فقط۔

فاتحہ کے بعد مقدار قرءت:۔

(سوال ۳۹۵) بعد فاتحہ کے امام کو تین آیۃ پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے یا ایک آیۃ کافی ہے۔

(جواب) تین آیۃ سے کم نہ چاہئے۔(۴) فقط۔

قدر واجب قراءت کے بعد لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۶) جب امام تین آیۃ سے گذر جائے اور بعد میں بھولے تو چاہئے تو یہ کہ رکوع کر دے اور مقتدی پیچھے سے نہ بتلائے مگر امام آگے بھولا اور بڑھتا چلا گیا تو اگر مقتدی نے بتلایا تو یہ بتلانے والا کس فعل کا مرتکب ہوا۔ مکروہ تنزیہی یا تحریمی یا حرام کا یا کیا۔

(جواب) نماز لقمہ دینے والے اور لینے والے کی صحیح ہے۔ لیکن قدر واجب یا قدر مستحب قراءۃ پڑھنے کے بعد لقمہ دینا یا امام کا انتظار لقمہ کرنا اور مجبور کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۵) شامی۔

....

(۱) مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴. ۱۲ ظفیر.

(۲) سورۃ الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر. (۳) یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ، ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی ایۃ اخری لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری او یرکع اذا قراء قدر الفرض الخ وفی روایۃقدر المستحب الخ (ردالمحتارباب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر. (۴) قراء المصلی لو امام او منفرد االفاتحۃ وقرأ بعدہا وجوبا سورۃ اوثلاث ایات ولو کانت الا یۃ والا یتان تعدل ثلاث ایا ت قصار انتفت کراہۃ التحریم ذکرہ الحلبی ولا تنتفی التنزیہیۃ الا بالمسنون (الدر المختار. علی ہامش رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۸ وج ۱ ص ۴۵۹. ط.بس. ج ۱ ص ۴۹۱) ظفیر. (۵) ویکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للا مام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لایلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی (رد المحتار. باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

دوسری رکعت میں لمبی قراءۃ مکروہ تنزیہی ہے:۔

(سوال ۳۹۷) مسئلہ جو مشہور ہے کہ پہلی رکعت میں جو چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ مکروہ ہے۔ یہ مکروہ کون سا مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی اور بڑی چھوٹی ہونے میں کچھ حد ہے کہ اتنی بڑی یا اتنی چھوٹی ہو یا نہیں۔ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں سورۂ کوثر پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص یہ مکروہ ہوگا یا نہیں۔ اور سورتوں میں جو ترتیب ہے یہ سنت ہے یا واجب اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

(جواب) في الدر المختار واطالة الثانية على الاولىٰ يكره تنزيها اجماعاً ان بثلاث ايات الخ. (۱) پس معلوم ہو کہ اگر کسی نے پہلی رکعت میں سورۃ کوثر اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ دوسری سورۃ میں تین آیتوں کی زیادتی نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

قراءت مکروہ:۔

(سوال ۳۹۸) کسی امام نے دو رکعت میں فاتحہ کے بعد قل اللهم مالک الملک سے دو چار آیتیں پڑھ کر بدستور نماز کو تمام کرلیا، یہ نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔ ردالمحتار قبیل باب الامامت میں جو لکھا ہے قوله وان يقرأ في الاولىٰ من محل الخ قال في النحو ينبغي ان يقرأ في الركعتين اخر سورة واحدة لا اخر سورتين فانه مكروه عند الا كثراه اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس صورۃ میں نماز مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ عبارت ردالمحتار میں مکروہ اس کو لکھا ہے کہ دو رکعت میں دو سورتوں کا آخر پڑھے اور ایک سورۃ کے آخر کی آیتیں دونوں رکعت میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے لیکن غیر اولیٰ یعنی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ افضل واولیٰ وسنت یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ پڑھے كما في الدر المختار بان الا فضل في كل ركعة الفاتحة وسورة تامة الخ. (۳) اور ظاہر ہے کہ غیر اولیٰ کا مآل مکروہ تنزیہی ہوتا ہے۔ فقط۔

سری نماز میں فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۳۹۹) قراءۃ سری میں امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) بحكم اذا قرء فانصتوا۔ (۴) مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہئے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔ (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار في القراءة ص ۵۰۶ .ط.س. ج۱ ص ۵۴۲ ۱۲ ظفير.
(۲) واطالة الثانية على الاولىٰ يكره تنزيها اجماعا ان بثلاث ايات الخ و ان باقل لا يكره (ايضاً ج۱ ص ۵۰۶) ظفير.
(۳) رد المحتار. فصل في القرأة جلد اول ص۵۰۵ .ط.س. ج۱ ص ۵۴۲. ۱۲ ظفير. (۴) مشكوٰة باب القراءة في الصلوٰة ص ۷۹ و ص ۸۱. ۱۲ ظفير. (۵) والمؤتم لا يقرء مطلقا ولا الفاتحة في السرية اتفاقا وما نسب الى محمد (اى من استحباب قراءة الفاتحة في السريه احتياطا. شامى) ضعيف كما بسطه الكمال (الدر المختار) حاصله ان محمد اقال في كتابه الا ثار لا نرى القراءة خلف الامام في شئى من الصلوٰة يجهر فيه او يسر ودعوى الا حتياط ممنوعة بل الا حتياط ترك القراءة لانه العمل باقوى الدليلين وقدروى الفساد بالقراءة عن عدة من الصحابة فاقوا هما المنع (ردالمحتار فصل في القراءة ج۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج۱ ص ۵۴۴) ظفير.

قراءت میں ترتیب کالحاظ:۔

(سوال ۴۰۰) نماز میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورتیں جوضم کی جاتی ہیں ان کی ترتیب حسب ذیل کی جاتی ہے۔یعنی اول اذاجاء پھرتبت۔یااسی طرح اول الم ترکیف اوردوسری رکعت میں لایلاف یہ صورت تو مسنون اورجائز کہی جاتی ہے کیا اس کے خلاف بھی جائز ہے۔مثلاً پہلی رکعت میں تبت اوردوسری میں اذاجاء وغیرہ وغیرہ۔ایک شخص اول رکعت میں اذاجاء پڑھتاہےاوردوسری میں قل ہواللہ یا سورۂ ناس ملاتاہے کیایہ درست ہے۔ایک شخص اول رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر پھرقل ہواللہ پڑھ کر جمعہ کی نماز میں رکوع کرتاہےاوردوسری رکعت میں معوذتین دونوں پڑھ کررکوع کرتا ہے یہ جائزہے یانہیں۔

(جواب) سورتوں کوترتیب سے پڑھناواجب ہے۔پس پہلی رکعت میں تبت اوردوسری میں اذاجاء پڑھنادرست نہیں ہے۔اورفرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں اذاجاءاوردوسری رکعت میں قل ہواللہ پڑھنا مکروہ ہےاورنوافل میں ایسا کرنادرست ہے۔اورایک رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کرقل ہواللہ اس کے ساتھ ملانا مکروہ ہے۔اسی طرح دوسری رکعت میں معوذتین یعنی دوسورتیں پڑھنا بھی اچھانہیں ہے۔اگرچہ نماز صحیح ہے۔(۱)فقط۔

فاتحہ خلف الامام پرعمل کی بحث:۔

(سوال ۴۰۱) بزرگان دین میں سے کسی نے فاتحہ خلف امام ورفع الیدین وآمین بالجہر مسائل پرعمل کیاہے یانہیں۔

(جواب) بعض نے کیاہے مگراکثرصحابہ وتابعین وتبع تابعین کاعمل اس کے خلاف ہےاورخوداحادیث مرفوعہ بھی اس کے خلاف وارد ہیں۔(۲)فقط۔

خلاف ترتیب سورتیں نماز میں پڑھنامکروہ تحریمی ہےاوراس کااعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۱/۴۰۲) امام یامنفردنمازفرض یاسنت ونفل میں پہلی رکعت میں لایلاف اوردوسری میں سورۂ فیل یا پہلی رکعت میں سورۂ فیل اوردوسری میں الم نشرح پڑھیں تونمازمکروہ تحریمی ہوئی یامکروہ تنزیہی اورنمازقابل اعادہ ہے یانہیں۔

چھوٹی سورت کافصل مکروہ ہے:۔

(سوال ۲/۴۰۳) اگرکوئی چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورۃ پڑھ کردرمیان میں ایک سورۃ چھوڑکردوسری رکعت میں تیسری سورۃ پڑھے یاپہلی رکعت میں چھوٹی سورۃ اوردوسری میں بڑی سورۃ پڑھےتوکیاحکم ہے۔

---

(۱)ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الا ذا ختم فیقرء من البقرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک (درمختار) وفی التتارخانیہ اذآ جمع بین سورتین فی رکعۃ رأیت فی موضع انہ لا باس بہ وذکر شیخ الا سلام لا ینبغی لہ ان یفعل الخ (ردالمحتارفصل فی القراء ۃ ج ا ص ۵۱۰ ط.س. ج ا ص ۵۴۶)ظفیر.(۲)والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقاوما نسب الی محمد ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما و تصح فی الاصح وفی در رالبحار عن مبسوط خواہر زادہ انہا تفسدویکون فاسقا وھو مروی عن عدۃ من الصحابۃ فالمنع احوط(درمختار) مروی عن عدۃ من الصحابۃ قال فی الخزائن وفی الکافی و منع الموتم عن القراء ۃ ما ثورۃ عن ثما نین نفر امن کبار الصحابۃ منہم المرتضیٰ والعباد لۃ وقددون اہل الحدیث اسا میہم (ردالمحتارباب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراء ۃ ج ا ص ۵۰۸ ط.س. ج ا ص ۵۴۴ واذا قرأ فانصتوا (مسلم باب التشہد)ظفیر.

(جواب) نماز فرض و واجب میں اس طرح برعکس ترتیب یعنی معکوس پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور حسب قاعدہ کل صلوٰۃ ادیت مع کراهة التحريم تجب اعادتها (۱) اعادہ اس کا واجب ہے (۲) اور نوافل میں مکروہ نہیں ہے وان يقراء منكوس الخ ولا يكره في النفل شئی من ذلک الخ درمختار. (۳) اور امام ومنفرد کا حکم اس بارہ میں برابر ہے۔

(۲) سورۂ قصیر کا فصل کرنا فرائض میں مکروہ ہے۔ (۴) اور دوسری رکعت میں بقدر تین آیت یا زیادہ۔ پہلی رکعت سے قراءت زیادہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے واطالة الثانية على الا ولىٰ يكره تنزيهاً اجماعاً ان بثلاث ايات الخ. (۵) درمختار فقط۔

نماز میں آیت سجدہ کا چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۴) امام آیۃ سجدہ پر پہنچ کر آیۃ سجدہ چھوڑ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے وکره ترک اية سجدة وقراء ة باقی السورة الخ (۶) پس معلوم ہوا کہ آیت سجدہ کو بالقصد چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

آخر سورہ میں آمین اور دوسرے کلمات جماعت کی نماز میں نہ کہے جائیں:۔

(سوال ۴۰۵) علاوہ آخر سورہ فاتحہ میں آمین بصورت خفی کہنے کے سورۂ بقرہ کے آخر میں آمین بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر۔ سورہ ملک کے آخر میں اللّٰهم ربنا ورب العلمين۔ سورہ قیامۃ ومرسلات والتین کے آخر میں کلمات مشہورہ مسنونہ سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورہ کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت میں کہے جاتے ہیں جیسے سورہ طٰہ میں وقل رب زدنی علماً کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ اللهم زدني علماً وايماناً ويقيناً فرمایا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ پس نماز ہائے فریضہ و نافلہ میں امام ومنفرد یہ کلمات عند الاحناف آہستہ مثل آمین سورہ فاتحہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ یہ اذکار نوافل میں یا منفرداً خارج عن الصلوٰۃ پر محمول ہیں۔ فرائض و جماعت نفل میں درست نہیں ہے۔ كذا في شرح المنية لا باس للمتطوع المنفردان يتعوذ بالله من النار الخ وان كان المصلى المنفرد فى الفرض كره له ذلک الخ واما الا مام والمقتدى فلا يفعل ذلک السوال والتعوذ لا فى

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب كل صلوٰة اديت مع كراهة التحريم الخ ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷ ۱۲ ظفیر. (۲) شامی نے جہاں اس قاعدہ کی تشریح کی ہے وہیں اس کی وضاحت کردی ہے کہ مذکورہ صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ قالوا يجب الترتيب فى سورالقران فلو قرء منكوسا اثم لٰ كن لا يلزمه سجود السهو لان ذالک من واجبات القراء ة لا من واجبات الصلوٰة كماذكره فى البحر فى باب السهو الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر. (۳) الدرا لمختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ و ج ۱ ص ۵۱۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفیر. (۴) ویكره الفصل بسورة قصيرة الخ ولا يكره فى النفل شئى من ذالک ايضاً ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۵) الدر المختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراء ة ج ۱ ص ۵۰۶. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۲. ۱۲ ظفیر.

(۶) الدر المختار على هامش رد المختار. باب سجود التلادت ج ۱ ص ۷۲۹. ۱۲ ظفیر.

لفرض ولا فی النفل الخ . شرح منیہ کبیری. فقط۔
(اس کتاب کا نام غنیۃ المستملی ہے۔کبیری اور شرح منیہ کے نام سے علماء میں مشہور ہیں۔ظفیر)

بسم اللہ جزو قرآن ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۰۶) بسم اللہ قرآن شریف کا جزو ہے یا نہیں۔اگر ہے تو جہری نماز میں بسم اللہ کو بالجہر کیوں نہیں پڑھتے۔ یہاں ایک حافظ نے ماہ رمضان میں قرآن سناتے وقت صرف قل ہواللہ کے شروع میں بسم اللہ بالجہر پڑھی۔
(جواب) حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ ہر ایک سورۃ کا جزو نہیں ہے۔محض فصل بین السورتین کے لئے اوائل سورۃ میں لکھی جاتی ہے اور سوائے سورہ توبہ ہر ایک سورۃ کے اول میں لکھنا اس کا ثابت ہے مگر جزو ہونا اس سورۃ کا ثابت نہیں ہے۔اس لئے جہر کرنا ہر ایک سورۃ کے ساتھ حکم نہیں ہے صرف تمام قرآن شریف میں ایک آیۃ بسم اللہ بھی ہے اس لئے تراویح میں جب قرآن شریف پورا پڑھا جاتا ہے تو ایک جگہ جہر کردیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

چھوٹی سورۃ کی تعریف:۔

(سوال ۴۰۷) جو آیۃ سورہ کوثر کے برابر ہو بڑی آیۃ شمار ہوگی۔کسی کتاب فقہ کی عبارت تحریر فرمادیجئے کہ کم سے کم بڑی آیۃ کی مقدار کیا ہے۔
(جواب) درمختار میں ہے وضم اقصر سورة کالکوثر او ماقام مقامها وهو ثلث ایات قصار نحوثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر فاستکبر. وفی الشامی قوله تعدل ثلاثا قصاراً ای مثل ثم نظر الخ وهی ثلثون حرفاً فلو قراء ایةً طویلةً قدر ثلثین حرفاً یکون قداتی بقدر ثلث ایات الخ .(۲) فقط۔

نماز میں متواترہ قرائتیں:۔

(سوال ۴۰۸) فن قراءۃ اصول وفرع دو قسم ہے اور سات ائمہ اور چودہ روایت سے مروی ہے تو نماز کے اندر تمام قرأۃ جمع کرکے پڑھ سکتے ہیں یا فقط فرع کی۔یعنی اختلاف فرش الحروف کا نماز کے اندر اجراء کرسکتے ہیں یا نہیں۔ایک کلمہ ایک راوی کا اور ایک کلمہ دیگر راوی کا نماز میں اجراء کرسکتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) نماز جملہ روایات متواترہ کے ساتھ صحیح ہے لیکن روایات غریبہ غیر معروفہ کو پڑھنا نماز میں اچھا نہیں اگرچہ وہ متواترہ ہوں کیونکہ عوام کو اس میں مضرت ہے کما فی الدر المختار ویجوز بالروایات السبع وفی الشامی بل یجوز بالعشر (ایضاً) لکن الا ولیٰ ان لا یقرأ بالغریبة عند العوام صیانةً لدینهم الخ .وفی الشامی قوله بالغریبة ای بالروایات الغریبة والا مالات لان بعض السفهاء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی

(۱) وهی ای بسم الله الخ اية واحدة من القران كله انزلت للفصل بين السور الخ وليست من الفاتحة ولا من كل سورة فی الاصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار .باب صفة الصلوٰة بعد الفصل ج ا ص ۴۵۸.ط.س.ج ا ص ۴۹۱)ظفیر.
(۲) رد المحتار .باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ا ص ۴۲۷ .ط.س.ج ا ص۴۵۸. ۱۲ ظفیر.

الاثم والشقاء ولا ینبغی للأئمة ان یحمل العوام علی ما فیه نقصان دینهم ولا یقرأ عند هم مثل قراء ة ابی جعفر وابن عامر و علی بن حمزة والکسائی صیانة لدینهم فلعلهم یستخفون اویضحکون وان کان کل القرائۃ والروایات صحیحة فصیحة ومشائخنا اختار واقراء ة ابی عمر و حفص عن عاصم الخ . من التتارخانیة عن فتاوی الحجة.(۱) الحاصل جوقراءت اب عموماً مروج ہے اور قرآ نوں میں مطبوع ہے یعنی قرأت حفص کی عاصم سے اسی کو پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

رموز اوقاف پرٹھیرنے اور نہ ٹھیرنے کی بحث:۔

(سوال ۴۰۹) الحمد لله رب العلمین O الرحمن الرحیم. من شرا لوسواس الخناس O الذی یوسوس . علی کل شئی قدیر O نِ الذی خلق الموت والحیوة . الآیة. آیت " لا "پراگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور اخیر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے نیز تیسری مثال میں اگر وقف کرلیا ہو تو آگے الذی کہہ کر پڑھا جاوے یا نِ الّذی کہہ کر۔

(جواب) آیۃ لا پر بضرورت وقف کردینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ اور تیسری مثال میں الذی اور نِ الذی پڑھنا دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ مگر حالت وقف میں الذی پڑھنا چاہئے۔

حنفی متفق علیہ مسلک کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہ کا قول معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۱۰) چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اسرار شریعت میں ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا نہ پڑھنے سے بہتر ہے اور شاہ صاحب علماء حنفیہ میں سے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی حنفی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے تو کیسا ہے۔

(جواب) حنفی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے۔(۲) اور شاہ ولی اللہ جیسا محقق اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کریں تو اوروں کے لئے یہ فعل درست نہیں ہے ان کو اپنے امام متبوع کی تقلید کرنی چاہئے۔ خصوصاً جب کہ دلائل سے بھی مذاہب امام قوی ہو۔(۳) فقط۔

امام رموز اوقاف پر وقف نہ کرے تو بھی نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۴۱۱) امام صبح کی دوسری رکعت میں اذا لسماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت سے یایّها

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱.۱۲ ظفیر.

(۲) ولا یقرأ الموتم خلف الا مام الخ لنا قوله علیه السلام من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة وعلیه اجماع الصحابة ور کن مشترک بینهما لکن حظ المقتدی الا نصات والا ستماع قال علیه السلام واذا قرأ فانصتوا ویستحسن علی سبیل الا حتیاط فیما یروی عند محمد ویکره عند هما لمافیه من الوعید (هدایه. فصل القراء ة ص ۱۰۹)ظفیر.

(۳) قالوارسم المفتی انما اتفق علیه اصحابنا فی الروایات الظاهرة یفتی به قطعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارمقدمه ج ۱ ص ۶۳ وج ۱ ص ۶۴ .ط.س. ج ۱ ص ۶۹)ظفیر.

الانسان ما غرک بربک الکریم الذی پر سانس توڑا۔ایک شخص کہتا ہے کہ اس طرح پڑھنا ناجائز ہے۔
(جواب) اس صورت میں قراءت صحیح ہوئی اور نماز میں کچھ خلل اور فساد نہیں آیا۔(۱) فقط۔

سورۂ فاتحہ میں سکتہ نہ کرنے سے شیطان کا نام نہیں بنتا:۔

(سوال ۴۱۲) بعض کا قول ہے کہ الحمد یعنی سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتات کرنا چاہئے۔اگر یہ سکتات نہ کئے جائیں تو نام شیطانی پیدا ہو جاتا ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔یہ قول صحیح ہے کہ غلط۔
(جواب) یہ قول بالکل باطل اور محض لغو ہے کما حققة فی القول الفاصل بین الحق والباطل للامام محمد بن عمرو بن خالد القرشی حیث قال اعلم ان هؤلاء القائلین عمو ا فیما زعموا وغفلوا فیما نقلوا بل ان مازعموه وسواس صرف وما نقلوه افتراء محض الخ .(۲) فقط۔

بے جگہ وقفہ کرے یا جزء سورہ نماز میں کوئی پڑھے تو نماز ہو جائے گی:۔

(سوال ۱/۴۱۳) زید ایک قاری وقف اضطراری بہت کثرت سے کرتا ہے۔وجہ اس کی یہ ہے کہ نہایت ترتیل سے پڑھتا ہے۔عشاء اور فجر میں اکثر جزء سورۃ پڑھتا ہے۔مصلیوں میں اور لوگ بھی قرآن صحیح بلا وقوف اضطراری پڑھ سکتے ہیں۔مصلیوں میں سے بعض ایسے پڑھنے کو طبعاً بہت مکروہ سمجھتے ہیں۔بڑی آیت میں کئی جگہ اور چھوٹی میں ایک جگہ کبھی دو جگہ وقف کیا جاتا ہے۔مثلاً اطعمهم اضطراری . الذی اطعمهم من جوع وامن هم اضطراری من خوف O اور مثلاً انا انزلناه فی لیلة القدروما O اضطراری . وما ادراک مالیلة القدر اس طرح وقف کرنا جائز ہے یا مکروہ ہے۔
(سوال ۲/۴۱۴) اور جزو سورۃ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔
(سوال ۳/۴۱۵) بعض مصلیان کا مکروہ سمجھنا ترک امامت کے لئے دلیل ہے یا نہیں۔
(سوال ۴/۴۱۶) جب قاری مذکور تدویر سے بلا وقف اضطراری پڑھ سکتا ہے تو ایسے پڑھنے سے اس کو منع کیا جائے گا یا نہیں۔
(جواب)(۱) اس طرح وقوف اضطراری میں دوبارہ آیات کا اعادہ کر لینے سے کچھ کراہت نہیں رہتی اور مقتدیوں کو بھی اس سے کراہت کرنا نہ چاہئے۔لیکن جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا قرآن شریف کا موجود ہے جو کہ اس قدر کثرت سے وقف اضطراری نہیں کرتا تو اس کا امام ہونا اچھا ہے۔کیونکہ مقتدیوں کی رعایت بہتر ہے۔(۳)
(۲) اور جزو سورۃ ہمیشہ پڑھنا خلاف سنت ہے اور غیر اولیٰ ہے۔بہتر یہ ہے کہ نماز میں پوری سورۃ پڑھی

---

(۱) ومنها زلة القاری فلو فی اعراب او تخفیف مشدد وعکسه الخ اوبو قف و ابتداء لم تفسدوان غیر المعنی به یفتی (الدر المختار علی هامش ردالمحتارزلة القاری ج۱ ص ۵۹۱.ط.س.ج۱ ص۶۳۰)ظفیر.(۲) دیکھئے کتاب مذکور القول الفاصل بین الحق والباطل ۱۲.(۳) وهو مافی الصحیحین اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان فیهم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی لنفسه فلیطول ما شاء الخ (ردالمحتار. باب الامامة ج۱ ص ۵۱۷.ط.س.ج۱ ص۵۳۵)ظفیر.

جاوے۔ شامی میں ہے صرحوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة الخ۔(۱) ج ۱ ص ۳۶۳ شامی۔

(۳) مصلیان کا کسی امام کی امامت کو مکروہ سمجھنا اگر بوجہ امام کی خرابی کے ہو تو اس امام کو امامت کرانا مکروہ ہے اور اگر امام میں کچھ خرابی نہیں تو مقتدیان کا مکروہ سمجھنا برا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

(۴) بے شک اگر تدویر سے بدون اوقاف اضطراری کے پڑھ سکتا ہے ویسا ہی پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام بقصد ثناء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۱۷) فلو قرء المقتدی لزم له قرأ تان وهو غير معهود فی الشرع وهذا انما يتم لو قرأ على نية الثناء اما لو قرأ الفاتحة على نية الثناء فيخرج عن القرانية فلا يلزم قرأتان كماتقول لو قرأ الفاتحة فی صلوٰة الجنازة على نية الدعاء لا باس به الخ. ارکان اربعہ ص ۱۰۲۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فاتحہ خلف امام صلوٰۃ خمسہ میں بقصد دعاء وثناء مثل صلوٰۃ جنازہ پڑھنا کس طرح منع ہے۔ بحر العلوم ارکان اربعہ میں جائز لکھا ہے کیا حنفیہ اس کو مان لیں گے تو وہابیہ سے کس طرح خلاص پائیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار . والموتم لا يقرأ مطلقاً و لا الفاتحة فی السرية اتفاقاً وما نسب لمحمد رحمة الله عليه ضعيف كمابسطه الكمال فان قرأ كره تحريماً وتصح فی الا صح وفی درالبحار وعن مبسوط خواهر زاده انها تفسدويكون فاسقاً وهو مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ درمختار وفی الشامی قوله " مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ " قال فی الخزائن وفی الكافی ومنع الموتم من القرأ ة ماثورة عن ثما نين نفرًا من كبار الصحابة منهم المرتضیٰ والعبادلة .الخ(۳) وفيه قبيله وقدروی الفساد بالقراءة عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم. فاقوهما المنع. شامی(۴) پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ کسی طرح اجازت قراءۃ فاتحہ کی امام کے پیچھے نہیں ہے کہ اس میں خوف فساد صلوٰۃ ہے کما روی عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم قاله الكمال. اور جنازہ چونکہ محل دعاء ہے تو اس میں بہ نیت ثناء جواز ہو سکتا ہے۔ اور صلوٰت خمسہ محل قراءت ہیں۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ کسی طرح فاتحہ خلف امام نہ پڑھے۔ فقط۔

تجوید کی عدم رعایت سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۱۸) امام باوجود تجوید جاننے کے قراءت تجوید سے نہ پڑھے۔ مثلاً آیۃ کی جگہ نہ ٹھیرایا۔ بغیر آیۃ کے سانس لے لیا یا وقفہ سکتے پر سانس لیتے ہوئے ٹھیرا۔ یا وقف اور وقف لازم اور وقف النبی کا خیال نہیں رکھا یا مد کی جگہ قصر کیا یا نون

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱. ۱۲ ظفير.
(۲) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفسادفيه اولا نهم احق بالا مامة منه كره له ذالک تحريما الخ وان هو احق، لا ، والكراهة عليهم (الدر المختار. على هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفير.
(۳) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفير.
(۴) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفير.

اظہار کی جگہ اخفاء کیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی۔ فقط۔

نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۱/۴۱۹) اگر نماز کے اندر قرآن مجید کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

قرآن سے مقصود لفظ ہے یا معنی:۔

(سوال ۲/۴۲۰) قرآن مجید سے مقصود در اصل لفظ ہے یا معنی۔

(جواب) قرائۃ قرآن میں مقصود اصل دونوں ہیں لفظ بھی اور معنی بھی اور قرآن نام ہے اس کلام اور عبادت خاص کا جو کہ مکتوب فی المصاحف ہے اور عربی زبان میں ہے قال اللہ تعالی انا انزلناہ قرانا عربیاً لعلم تعقلون .(۱) پس جو نظم عربی نہیں ہے وہ قرآن نہیں ہے اور نہ حکم تلاوت قرآن کا اس پر صادق آتا ہے اور نہ وہ ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا .لا اقول الم حرف الف حرف ولام حرف ومیم حرف رواہ الترمذی وغیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ .(۲) شامی میں ہے لان الا مام رجع الی قولھما فی اشتراط القراءۃ بالعربیۃ لان الما موربہ قراءۃ القراٰن وھو اسم للمنزل باللفظ العربی المنظوم ھذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً الخ.(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ امام صاحب اور صاحبین اس میں متفق ہوگئے ہیں کہ نماز میں قراءۃ قرآن انہی کلمات عربیہ کے ساتھ ہونی چاہئے جو کہ حقیقۃً قرآن ہے اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ الی آخرہ۔

الحاصل نماز کے اندر ترجمہ قرآن شریف کا پڑھنے سے نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں قراءۃ قرآن شریف فرض ہے اور قرآن نام نظم عربی کا ہے ترجمہ کو قرآن نہیں کہا جاتا مگر مجازاً۔ کما قال فی ردالمحتار والا عجمی انما یسمی قراناً مجازاً و لذا یصح نفی اسم القران عنہ الخ شامی .(۴) فقط۔

مقدار واجب پڑھنے کے بعد بھول گیا اور امام نے رکوع کے بجائے نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱/۴۲۱) امام نے نماز شروع کی اور تین یا چار آیۃ پڑھ کر بھول گیا تو اب اس کو رکوع کرنا تھا اس نے نماز توڑ دی پھر دوبارہ الحمد سے شروع کی تو کیسا ہے۔

---

(۱) سورئہ یوسف. ۱ ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ. کتاب فضائل القرآن. فصل ثانی ص ۱۸۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی حکم القراءۃ بالفارسیۃ ج ۱ ص ۴۵۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) ایضاً .ط.س. ج ۱ ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.

دو آیت پڑھ کر بھول گیا امام نے بیچ کی آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھا:۔

(سوال ۴۲۲/۲) امام نے نماز شروع کی، دو آیت پڑھ کر بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیت سے شروع کی یا دوسری سورۃ، تو نماز ہوئی یا نہ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

اگر دو آیت پڑھ کر بھول گیا تو دوسری سورۃ پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۳/۳) امام دو آیۃ پڑھ کر تیسری نصف آیت سے بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیۃ سے یا دوسری سورۃ شرع کردی تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز توڑنے کی ضرورت نہ تھی لیکن جب دوبارہ اس نماز کو پڑھ لی تو ادا ہوگئی۔(۱)

(۲) نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔(۲)

(۳) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۳) فقط۔

بعض لفظوں میں دو قراءت:۔

(سوال ۴۲۴) قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوتے ہیں مثلاً بصۜطۃ ج ھم المصۜیطرون، علیھم، بمصۜیطر ان میں سے کون سا حروف دو مرتبہ پڑھا جاوے۔ پنجاب میں دو مرتبہ پڑھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) لفظ بصطۃ اور ہم المصیطر ون اور علیھم بمصیطر کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین پڑھے خواہ صاد نماز صحیح ہے۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دو دفعہ پڑھے بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ قوله المصيطرون وفى قراءة لا بن كثير بالسين بدل الصاد و المتسلطون الجبارون الخ كما لين . لست عليهم بمصيطر وفى قراءة بالصاد بدل السين اى بمسلط.(۴) وفى القاموس البصط البسط فى جميع معانيه. فقط۔

قراءۃ میں ترتیل کی رعایت ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۵) انانشاهد كثير امن الحفاظ انهم يقرء ون القران المجيد بالتعجيل فى صلوٰة وغيرها كو قت الحفظ بحيث لا يفهم ما يتلفظون به من الا عراب والا لفاظ وغيرها والحال ان القران

---

(۱) وضم اقصر سورة كا لكوثر او ماقام مقامها وهو ثلاث ايات قصا رنحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد بر واستكبرو كذا لو كانت الا ية اوالايتان تعدل ثلاثا قصار ا (الدرالمختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ا ص ۴۲۷. ط.س. ج ا ص۴۵۸) ظفير. (۲) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للا مام ان يلجئه اليه بل ينقل الى اٰية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة (رد المحتار. باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ا ص ۵۸۲ .ط.س. ج ا ص۶۲۲) لو قرأ تعدل اقصر سورة جاز الخ وقدرها من حيث الكلمات عشر وحيث الحروف ثلا ثون (ايضا فصل فى القراءة ج ا ص ۵۰۲. ط.س. ج ا ص۵۳۸) ظفير.

(۳) ايضا .ط.س. ج ا ص۵۳۸. ۱۲ ظفير.

(۴) جلالين. اصح المطابع سوره غاشيه ص ۴۹۸. ۱۲ ظفير.

اطق علی ترتیله ورتل القران ترتیلاً. فهل یجوزلهم القراء ة علی سبیل التعجیل ام لا .

(جواب)قال فی الدر المختار. ویجتنب المنکرات هذرمة القراء ة وفی الشامی هذرمة الخ سرعة الکلام والقراء ة .(۱) الخ فعلم ان القراء ة بالکیفیة المذکورة من ترک الترتیل الما موربه والاستعمال المفضی الی الهذرمة مسن المنکرات التی ینبغی الا جتناب عنها .فقط.

ہر رکعت میں سورہ کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۲۶)ایک امام نے نماز جہری میں بعد الحمد کے جوسورۃ پڑھی اس صورت کے ساتھ قل ہواللہ پڑھ کر رکوع وسجود کیا اور دوسری رکعت میں الحمد کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملا کر اس کے بعد قل ہواللہ پڑھے حنفیہ کے نزدیک یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)فرائض میں عندالحنفیہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔شرح منیہ میں ہے والحاصل ان تکرار السورة الواحدة فی رکعة واحدة مکروهة فی الفرض ذکره فی فتاویٰ قاضی خاں وکذا تکرار ها فی رکعتین منه بان قرء ها فی الا ولی ثم کرر هافی الرکعة الثانیة یکره ذکره فی القنیه لکن هذا اذا کان بغیر ضرورة بان کان یقدر قراء ة سورة اخری اما اذا لم یقدر فلا یکره الخ ولا یکره تکرار السورة فی رکعة او فی رکعتین فی التطوع الخ .(۲)پس معلوم ہوا کہ فرائض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں جائز ہے۔فقط

پہلی رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ کی قراءۃ کی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۲۷)جولوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی پڑھتے ہیں یہ جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب)کراہت اس میں کچھ نہیں ہے۔(۳)البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعت میں پوری پوری سورۃ پڑھی جاوے۔(۴)کذافی الشامی۔فقط۔

پہلی رکعت میں ایک سورۃ کا ایک حصہ اور دوسری میں دوسری سورت کا حصہ پڑھائے تو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۸)اگر امام اول رکعت میں ایک سورۃ کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں دوسرا رکوع پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز درست ہے۔(۵)فقط۔

---

(۱) ردالمحتارباب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر.
(۲)غنیة المستملی ص .(۳)وکذا لوقرأ فی الا ولی من وسط سورة او من سورة اولها ثم قرأ فی الثانیة من وسط سورة اخریٰ الـخ او سورة قصیرةالا صح انه لا یکره (ردالمحتارفصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۶)ظفیر .
(۴)مع انهم صرحوابان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتارفصل فی القرا ء ة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۱)ظفیر.(۵)ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة و قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح کذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۷۳)ظفیر.

وتر کی رکعتوں میں بڑی چھوٹی سورتوں کی قراءت کی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۹) وتر میں امام صاحب نے پہلی رکعت میں والعصر۔ دوسری میں الھٰکم التکاثر۔ تیسری میں الھمزہ پڑھی۔ تیسری سورۃ دوسری سے دوگنی ہے تو نماز وتر ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز وتر ہوگئی۔ اس قدر سورتوں کے بڑے چھوٹے ہونے سے نماز میں کچھ کراہت نہیں آتی۔ (۱) فقط۔

درمیان میں چھوٹی سورہ نہ چھوڑی جائے:۔

(سوال ۴۳۰) کہا جاتا ہے کہ اذا جاء کے بعد تبت پڑھنی چاہئے۔ اس کو ترک کر کے قل ھواللہ نہ پڑھے حالانکہ پڑھنے والے کو اذا جاء اور قل ھواللہ سے محبت ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا فرائض و واجبات میں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ پس اگر قل ھواللہ دوسری رکعت میں پڑھنی ہے تو پہلی میں قل یا الخ پڑھ دے۔ اور اگر پہلی رکعت میں اذا جاء پڑھی ہے تو دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔ (۲) فقط

نماز میں ترتیب سورہ کا لحاظ:۔

(سوال ۴۳۱) ترتیب سور قرآنیہ کا نماز میں کیا حکم ہے۔ مثلاً قل اعوذ برب الفلق کے بعد قل ھواللہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) فرائض و واجبات میں اس تقدیم و تاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے (۳)۔ فقط۔

وقت کی تنگی کے وقت نماز فجر میں چھوٹی سورتیں درست ہیں:۔

(سوال ۴۳۲) صبح کی نماز میں وقت تھوڑا تھا اس وجہ سے اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی۔ بعد نماز ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ بڑی سورۃ پڑھنی چاہئے تھی۔

(جواب) وہ نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔ یہ کہنا کسی کا کہ یہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی غلط ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ

---

(۱) واطالة الثانية على الا ولىٰ يكره تنزيها اجماعا ان بثلاث ايات ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبر الحروف والكلمات واعتبر الحلبى فحش الطول لا عدد الا يات واستثنىٰ فى البحر ما وردت به السنة واستظهر فى النفل عدم الكراهة وان باقل لايكره (درمختار) قوله فحش الطول الخ كمالو قرأ في الا ولى والعصر وفى الثانية الهمزة فرمز فى القنية اولا انه لا يكره ثم رمز ثانيا انه يكره وقال لا ن الا ولى ثلاث ايات والثانية تسع وتكره الزيادة الكثيرة الخ (رد المحتار. فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۰۶ و ص ۵۰۷. ط.س ج ۱ ص ۵۴۲) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب قران کے خلاف سورتیں پڑھی گئیں، یہ بھی مکروہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے یوں نماز ہوگئی۔ ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا (درمختار) لان ترتيب السوره فى القراءة من واجبات التلاوة (ردالمحتارفصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير.

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة (الدرالمختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير.

عجلت ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔(۱)

پہلی رکعت میں مزمل کا حصہ اور دوسری میں بقرہ کا حصہ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۳۳) امام نے مغرب کی اول رکعت میں بعد الحمد شریف پہلی رکوع سورۃ مزمل کا پڑھا۔ دوسری رکعت میں پہلا رکوع الم کا پڑھا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔ مگر آئندہ اس طرح خلاف ترتیب قرآنی نہ پڑھنا چاہئے کہ اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے۔ کذافی الدر المختار۔(۲) فقط۔

نماز میں آیت کے دہرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۳۴) زید فرض مغرب کے پڑھ رہا ہے۔ اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ فیل شروع کی اور طیراً ابابیل کو دو مرتبہ پڑھا۔ اول مرتبہ لام کو سکون اور دوسری مرتبہ لام کو زبر کے ساتھ کہہ کر رکوع کر دیا اور دوسری رکعت میں بعد ختم سورۂ فاتحہ کے سورہ قریش شروع کی اور پوری سورۃ پڑھی آیا نماز ہوگئی یا نہیں یا سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی۔ سجدہ سہو کی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی۔(۳) فقط

فرض میں آنحضرت ﷺ سے جزو سورۃ کا پڑھنا صراحتاً ثابت نہیں:۔

(سوال ۴۳۵) فرض نماز میں آنحضرت ﷺ نے کسی وقت میں علاوہ سورتوں کے رکوع پڑھے ہیں یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنا مستحب اور سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اکثر پوری ہی سورۃ پڑھی اور شاید کبھی علاوہ سورۃ کے کہیں سے کوئی رکوع پڑھا ہو مگر تصریح (۴) نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) میسن فی السفر مطلقا ای حالة قرار او فرار الخ الفاتحة وجوبا و ای سورة شاء وفی الضرورة بقدر الحال (درمختار) ای سواء کان فی الحضر اوا لسفر الخ لانه علیه الصلوٰة والسلام قرأفی الفجر بالمعوذ تین الخ (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۳ وج ا ص ۵۰۵.ط.س.ج ا ص۵۳۸)ظفیر.

(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکو سا(الدرالمختار علی هامش ردالمحتارفصل القرأة ج ا ص ۵۱۰)ظفیر.

(۳) وقرأ بعد ها وجوبا سورة او ثلاث ایات ولو کانت الا یة اوالایتان تعدل ثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۵۹)ظفیر. اذا کر ایة واحدة مرا راان کان فی التطوع الذی یصیلیه وحده فلذلک غیر مکروه وان کان فے الفریضة فهو مکروه، وهذا فی حالة الا ختیاراما فی حالة العذر والنسیان فلا باس به (غنیة المستملی ص ۴۶۲.ط.س.ج ا ص ۴۹۲)ظفیر.

(۴) مع انهم صرا حوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۵. وان الغالب من قراء ته علیه السلام السورة التامة بل قال بعضهم لم ینقل عنه علیه السلام قراء ته السورة الا کاملة ولم ینقل عنه التفریق الا فی المغرب قرأ فیها الا عراف فی رکعتی ورکعتین الفجر قرأ بایتی البقرة وال عمران و قال اخرون انما هی افضل الخ وافتی بعض ائمتنا بان من قرأ سورة فی رکعتین ان فرقها لعذر کمرض حصل له ثواب السورة الکاملة والکلام فی سورة طویلة کالا عراف بخلاف سورة ثلاث ایات اواربع فتفریقها خلاف السنة ا ه (مرقات المفاتیح شرح مشکوٰة المصا بیح باب القراء ة فی الصلوٰة فصل اول ج ا ص ۵۲۷ وج ا ص ۵۲۸)ظفیر.

فاتحہ کے سکتات میں ثناء پڑھنا نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۳۶) ثنا فاتحہ کے سکتات میں پڑھنا افضل ہے یا سکوت بہتر ہے۔

(جواب) قراءۃ کے شروع ہونے کے بعد ثناء نہ پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۴۳۷) شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ نہ پڑھنے میں خوف ہے نماز کے نہ ہونے کا۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ حدیث شریف میں صاف امر ہے واذا قرأفانصتوا.(۲) اور دوسری حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة.(۳) اور نیز قرآن شریف میں ارشاد ہے واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۴) اس صورت میں مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔ اور حنفیہ کو اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھی تو کوئی نقصان ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۴۳۸) امام نے پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھی تو نماز میں کچھ نقصان ہوا یا نہیں۔

(جواب) فرضوں میں قصداً اس طرح پڑھنا کہ ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کیا جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے مکروہ ہے۔ اور نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر سہواً ہو گیا تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور نوافل میں کچھ کراہت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

قراءت بغیر حرکت لب معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۳۹) اگر کوئی شخص نماز بلا حرکت لب جی میں پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) قراءت وغیرہ ایسے معتبر نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وقرأ كما كبر سبحانك اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فى القراء ة سواء كان مسبوقاً او او مدركا وسواء كان امامه يجهر بالقراء ة اولا ، فانه لا ياتى به لما فى النهر عن الصغرىٰ ادرك الا مام فى القيام يثنى ما لم يبدأ بالقراء ة الخ (الدر المختار على هامش ر دالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل تاليف الصلاة ج ۱ ص ۴۵۵ و ج ۱ ص ۴۵۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸) ظفير. (۲) مشكوٰة باب القراء ة فى الصلوٰة ص ۷۹ و ۸۱. ۱۲ ظفير.

(۳) آثار السنن باب فى ترك القرأ ة خلف الا مام فى الصلوٰت كلها ج ۱ ص ۸۷ ۱۲ ظفير.

(۴) سورة الا عراف ركوع ۲۴. ظفير. (۵) ويكره الفصل بسورة قصيرة الخ ولا يكره فى النفل شئى من ذالك (درمختار) افادان التنكيس اوا لفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما فى شرح المنية (ردالمحتارفصل فى القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير. (۶) وادنى الجهر اسماع غيره وادنى المخافتة اسماع نفسه الخ ويجرى ذالك المذكور فى كل ما يتعلق بنطق كتسمية علىٰ ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء وغيرها (درمختار) اعلم انهم اختلفوا فى حدود وجود القراء ة على ثلاثة اقوال فشرط الهندوانى والفضلى لو جودها خروج صوت يصل الى اذنه وبه قال الشافعى وشرط بشر المريسى واحمد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه الخ ولم يشترط الكرخى وابو بكر البلخى السماع واكتفيا بتصحيح الحروف الخ (ردالمحتارفصل فى القراء ة ج ۱ ص ۴۹۸ و ج ۱ ص ۴۹۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۵) ظفير.

نصف آیت سے قراءت کی ابتدا مناسب نہیں:۔

(سوال ۴۴۰) زید ہمیشہ نماز میں قراءۃ نصف آیت سے شروع کرتا ہے، نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوجاتی ہے لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے کہ یہ امر نامشروع اور خلاف قواعد ہے۔(۱) فقط

الحمد اور ایاک پر جھٹکا:۔

(سوال ۴۴۱) الحمد پر جھٹکا لگانا اور ایسا ہی ایاك پر جھٹکا لگانا کیسا ہے۔

(جواب) خلاف قواعد تجوید پڑھنا قرآن شریف کا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہوجاتی ہے۔ فقط۔

تین آیتیں پڑھنا فرض ہے یا واجب:۔

(سوال ۴۴۲) جو تین آیۃ قرآن شریف کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں یہ فرض ہیں یا کیا۔

(جواب) درمختار میں واجبات نماز میں شمار کیا ہے۔ قراءۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کو یا تین آیۃ کو...... وضم اقصر سورۃ کالکوثر او قام مقامها وهو ثلاث ايات قصار الخ وكذا لوكانت الأية اوالايتين تعدل ثلاثاً قصاراً. الخ(۲)

پہلی رکعت میں پارہ ستائیس سے اور دوسری میں پہلے سے پڑھے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۳) نماز جمعہ میں رکعت اول میں ستائیسویں پارہ میں سے ایک رکوع پڑھا گیا۔ اور رکعت دویم میں پارہ اول میں سے ایک رکوع پڑھا نماز درست ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے اس لئے کہ یہ خلاف ترتیب قرانی ہے درمختار میں ہے ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوساً. درمختار، بان يقرأ فى الثا نيه سورة اعلىٰ مما قرأفى الا ولىٰ لان ترتيب السورمن القران من واجبات التلاوة الخ.(۳) شامی ص ۳۶۷ جلد اول۔ فقط۔

بلا بسم اللہ نماز میں فاتحہ:۔

(سوال ۴۴۴) نماز میں سورۂ فاتحہ بلا بسم اللہ پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوجاتی ہے اور کچھ نقص نہیں رہتا۔(۴) فقط۔

(۱) والا فضل ان يقرأ فى كل ركعة سورة تامة (غنية المستملى ص ۴۶۲) سورۃ کے بعض حصے کو بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے تو آیت ادھوری پڑھنا کب مناسب ہوگا۔ ولو قرء بعض السورة فى ركعة وبا قيها فى ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره . ايضاً) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷.ط.س.ج ۱ ص ۴۵۹. ۱۲ ظفير.

(۳) ردالمحتار للشامى . باب صفة الصلوٰة.فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفير.

(۴) وسننها ترك السنة لا يوجب فساد اولا سهوا بل اساء ة لو عا مداالخ. الثناء والتعوذ والتسمية والتا مين (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۲ وج ۱ ص ۴۴۳.ط.س.ج ۱ ص ۴۷۳...... ۴۷۴) ظفير.

جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی بھول سے دوسری میں اسی کو دہرادیا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۵ /۱) ایک شخص نے سہواً جو رکعت اولیٰ میں سورۃ پڑھی تھی وہی رکعت ثانیہ میں پڑھ لی تو نماز میں کچھ نقصان آیا نہیں۔

(سوال ۴۴۶ /۲) ایک شخص نے رکعت اولیٰ میں سورہ الناس شروع کردی۔ نصف سورۃ پڑھ کر رکوع کردیا اور نصف سورۃ رکعت ثانی میں پڑھی آیا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۱)

(۲) نماز ہوگئی۔(۲) فقط۔

ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کا تکرار فرائض میں نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۴۷) امرتسر کے گردونواح میں گاؤں کے رہنے والے حضرات پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں بھی سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں۔ آیا ایسا کرنا چاہئے یا نہیں۔ اگر کوئی دہقانی نہ جانتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طریق سنت یہ ہے کہ ایک سورۃ کو بار بار پہلی اور دوسری رکعت میں نہ پڑھیں بلکہ مختلف سورتیں ہر رکعت میں بہ رعایت ترتیب پڑھیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنی چاہئے۔ اسی طرح کبھی کوئی سورۃ کبھی کوئی سورۃ پڑھنی چاہئے یہ نہیں کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں بھی قل ہو اللہ پڑھی جائے۔ یہ طریقہ غیر مقلدوں کا ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورۂ اخلاص ہی کو مکرر پڑھا جاوے۔(۳) البتہ جس شخص کو اور کوئی سورت یاد نہ ہو اس کو مجبوری ہے۔ پس آپ لوگ جو حنفی ہیں موافق طریق سنت کے قراءۃ پڑھیں۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد مختلف سورتیں ترتیب کے موافق پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ مختلف سورتیں نماز میں پڑھی ہیں۔ ایسا نہیں کیا کہ صرف سورۂ اخلاص کو ہر ایک رکعت میں پڑھا ہو۔ فقط۔

رب العلمین پر سانس روکنا:۔

(سوال ۴۴۸ /۱) امام رب العلمین پر پختہ آیۃ کرتا ہے۔ نماز میں کوئی حرج تو نہیں۔

---

(۱) لا باس ان یقرأ سورۃ ویعید ھا فی الثانیۃ (درمختار) افادانہ یکرہ تنزیھا وعلیہ یحمل جزم القنیۃ بالکراھۃ ویحملہ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لذالک علی بیان الجواز ھذا اذا لم یضطر فان اضطربان قرأ فی الا ول قل اعوذ برب الناس اعادھا فی الثانیۃ ان لم یختم (رد المحتار. فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.

(۲) ولو قرأ بعض السورۃ فی رکعۃ وبا قیھا فی رکعۃ قیل یکرہ والصحیح انہ لا یکرہ (غنیۃ المستملی تتمات ص ۴۶۲) ظفیر.

(۳) ولا یتعین شئی من القران لصلوٰۃ علی طریق الفرضیۃ الخ ویکرہ التعین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القرائۃ ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴) لاباس ان یقرأ سورۃ وبعید ھا فی الثانیۃ (درمختار) قولہ لا باس الخ افا دان یکرہ تنزیھا وعلیہ یحمل جزم القنیۃ بالکراھۃ ویحمل فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لذالک علی بیان الجواز ھذا اذا لم یضطر (رد المختار. بابٌ ایضاً ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

فعال کے عین پر جزم پڑھنا:۔

(سوال ۴۴۹/۲) امام فعال لمایرید میں عین پر جزم کرتا ہے۔ نماز صحیح ہے یا نہیں۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۰/۳) آیۃ کریمہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاًO پر اگر وقف کرے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

آیت لا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۱/۴) آیۃ Oلا پر وقف کر دینے سے کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔

(۲) فعال کے عین میں ادغام ہے یعنی اس میں دو عین ہیں۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک گویا اصل اس کی یہ ہے فَعْ عَالٌ۔ پس اگر اسی طرح پڑھا تو نماز صحیح ہے۔

(۳) نماز صحیح ہے اور صفاًO پر وقف کر دینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

(۴) آیت Oلا پر وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز فجر میں طوال مفصل:۔

(سوال ۴۵۲/۱) فقہاء صبح کی نماز میں طوال مفصل کو پڑھنا اور چالیس آیت پڑھنا مسنون کہتے ہیں۔ اور بعض سور طوال مفصل بیس ۲۰ آیت ہیں۔ دو سورتیں پڑھنے سے چالیس آیت ہوں گی۔ کیا کرنا چاہئے۔

آیت سجدہ کا ترک:۔

(سوال ۴۵۳/۲) سجدہ والی سورت میں دو ایک آیت چھوڑ دینا سجدہ کی وجہ سے کیسا ہے۔

(جواب) (۱) افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھے پس صبح کی نماز کی ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ طوال مفصل کی پڑھے سنت ادا ہو جاوے گی آیتوں کا لحاظ نہ کرے خواہ چالیس ہوں یا کم وبیش۔(۱)

(۲) سجدہ کی آیت کو پڑھنا اور سجدہ کرنا بہتر ہے اس کو نہ چھوڑے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ویسن فی الحضر لا مام ومنفرد الخ طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج في الفجر والظهر الخ ای فی کل رکعة سورة مما ذکر (درمختار) ای من الطوال والا وساط والقصار ومقتضاه انه لا نظر الی مقدار معین من حیث عدد الأیات الخ (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۹......۵۴۰) ظفیر.

(۲) کره ترک اية سجدة وقراءة باقي السورة لان فيه قطع نظم القران وتغييرتا ليفه واتباع النظم والتاليف ما موربه بدائع مفاده ان الكراهة تحريمية لا يكره عكسه . الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود الصلوٰة ج ۱ ص ۷۲۹. ط.س. ج ۲ ص ۱۱۷......۱۱۸) ظفیر.

چھوٹی سورت کی مقدار کیا ہے اور وہ کون سی ہیں:۔

(سوال ۴۵۴) وہ چھوٹی سورتیں کون سی ہیں جن کو پہلی رکعت اور دوسری رکعت کی قراءۃ کے درمیان چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

(جواب) وہ سورتیں قصار مفصل کی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک ہیں۔(۱) فقط۔

علامت آیت:۔

(سوال ۴۵۵) قرآن مجید کی چھوٹی سی تین آیتیں جو ایک رکعت میں کافی ہوسکتی ہیں کون سی ہیں۔ آیت گول O ٹکڑے کی مانی جاتی ہیں یا ج۔ص۔ز۔ط وغیرہ پر مانی جاتی ہے۔ ایک بڑی آیت کے مقابلہ میں چھوٹی تین آیت کافی ہوسکتی ہیں یا کیا۔

(جواب) واجبات نماز میں سے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین آیات چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے چھوٹی سورہ جس میں تین آیتیں ہیں انا اعطینک الکوثر ہے۔ یہ سورۃ یا اس کے مانند کوئی دوسری سورۃ الحمد کے بعد پڑھنے سے واجب ادا ہوجاتا ہے اور آیت وہی سمجھی جاتی ہے جس پر گول نشان اس صورۃ سے ہو O اور بڑی آیت کی مثال آیۃ الکرسی یا آیۃ مداینۃ وغیرہ ہے۔ اور چھوٹی آیات کی مثال ثم نظر ثم عبس و بسر ثم اد برو استکبر ہے۔(۲) فقط۔

نستعین پر وقف نہ کرے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۵۶) زید نماز میں ایاک نعبدو ایاک نستعین پر باجود وقف ہونے کے وقف نہیں کرتا اور یوں پڑھتا ہے نستعین اھدنا الصراط مستقیم اور قل ھو اللہ احد ن اللہ الصمد پڑھتا ہے اس سے نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوتا اور قراءۃ سے یہ ثابت ہے یا نہ اور اس طرح پڑھنے سے معنی میں کچھ نقصان آئے گا یا نہ۔

(جواب) اصل یہ ہے کہ نستعین پر وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ اسی طرح قل ھو اللہ احد پر آیت کرنا نہ کرنا دونوں طرح ثابت ہے۔ پس اگر آیت کی جائے گی تو اھدنا اور اللہ الصمد پڑھا جائے گا اور اگر آیت نہ کی جاوے اور وقف نہ کیا جاوے تو ن اھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھا جائے گا معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا اور قرائۃ دونوں طرح پڑھتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر نستعین پر اور احد پر آیت کرنا ہے اور اھد نا الصراط المستقیم اور اللہ الصمد علیحدہ پڑھنا ثابت ہے۔ لہذا زید کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ ن ھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھے بلکہ جیسے اکثر قراءۃ پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھے۔ لیکن اگر اتفاقی زید نے اس طرح پڑھ دیا تو اس پر اعتراض نہ کیا جاوے اس کو غلط نہ کہا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) ومنها الی آخر لم یکن او ساطه الخ وباقیه قصاره (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۰۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۰) ظفیر. (۲) وضم افصر سورة کالکوثر او مقامها وهو ثلاث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد برو استکبر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة واجباب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر.

رکعات نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ۴۵۷) کوئی امام اگر اس طرح قراءت پڑھا کرے کہ مثلاً اس کو ہر پارہ کا ایک ایک رکوع یاد ہے اور ہر نماز میں ایک رکوع پڑھتا ہے۔ اسی طرح بالترتیب تمام ختم کر لیتا ہے پھر بعد ختم ابتداء سے شروع کرتا ہے۔ اس طرح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک میں پوری سورۃ پڑھے اس طریقے سے کہ جس طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ صبح اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔(۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام والی حدیث کا جواب:۔

(سوال ۴۵۸) عند الاحناف قراءۃ فاتحہ خلف الامام ناجائز ہے مگر غیر مقلدین دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ ایک عبادہؓ کی حدیث اور ایک ابو ہریرۃؓ کی جس میں یہ مذکور ہے۔ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی ان دونوں حدیثوں کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) حدیث عبادہؓ کا جواب مشکوٰۃ کے باب قراۃ فی الصلوٰۃ میں حدیث مذکور کے بعد موجودہ ہے۔ وہ حدیث یہ ہے وعن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما جعل الا مام لیؤ تم به فاذا كبر فكبر و اواذا قرأ فانصتوا.(۲) اس حدیث میں مطلقاً وعموماً یہ حکم فرمایا کہ جب امام پڑھے تو تم چپ رہو۔ پس معلوم ہوا کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے صرف سورہ فاتحہ کی اجازت دی تھی۔ پھر جہریہ نمازوں میں اس کی ممانعت فرمائی جیسا کہ حدیث ابو ہریرۃؓ میں فانتهى الناس عن القراء ة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها جهر فيه بالقراء ة من الصلوٰة حين سمعوا ذلک منْ رسول الله صلى الله عليه وسلم (۳) سے ثابت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے واذا قرأ فانصتوا کا حکم فرما کر سب نمازوں میں مطلقاً قرائۃ سورہ فاتحہ وغیرہ سے ممانعت فرمادی اور انصات کا حکم فرمادیا جیسا کہ آیۃ کریمہ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۴) سے بھی ظاہر ہے اور یہی جواب جمله اقرأ بها في نفسک.(۵) سے ہے جو کہ حدیث ابو هريره رضی الله عنه قسمت الصلوٰة بينى وبين عبدى الخ میں واقع ہے۔ اور اقراء بہا فی نفسک سے مراد نفس میں تصور کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) واستحسنوا فى الحضر طوال المفصل فى الفجر والظهر واوساطه فى العصر والعشاء وقصاره فى المغرب الخ. الأفضل ان يقراء فى كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة فى المكتوبة الخ (عالمگیری مصری. الفصل الرابع فى القراء ة ج ۱ ص ۷۶ و ج ۱ ص ۷۳. ط. ماجديه ج ۱ ص ۷۷) ظفير.

(۲) مشكوٰة باب القرائة فى الصلوٰة فصل ثانى ص ۸۱. ۱۲ ظفير.

(۳) مشكوٰة باب القراء ة فى الصلوة. فصل ثانى ص ۸۱. ۱۲.

(۴) سورة الاعراف ركوع ۲۴. ظفير.

(۵) مشكوٰة باب القراء ة فى الصلوة. فصل اول ص ۷۸. ۱۲ ظفير.

سورۂ فاتحہ سے فرض قراءت ادا ہو جاتی ہے:۔

(سوال ۴۵۹) سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھنے سے قراءۃ فرض ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) فرض قراءۃ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے ادا ہو گئی۔(۱)

صیغۂ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۶۰) نماز میں بوقت قرأت واحد کو بصیغۂ جمع اور جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔ مثلاً آیت کو آیات پڑھنا اور جنت کو جنات پڑھنا۔

(جواب) واحد کو بصیغہ جمع پڑھنا یا جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا غلطی ہے۔ عمداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

منفرد کی نماز میں قراءت و اقامت۔

(سوال ۴۶۱) تنہا آدمی مسجد یا مکان یا میدان میں نماز فرض پڑھتا ہے تو با قراءۃ و با تکبیر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) جہری نمازوں میں اس حالت میں قراءۃ بالجہر پڑھنا اچھا ہے اور جہر بالتکبیر بھی درست ہے مگر زیادہ جہر نہ کرے کسی قدر جہر میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) فقط۔

فرض دو خالی اور دو بھری کیوں ہیں:۔

(سوال ۴۶۲) چار رکعت فرض میں دو خالی اور دو بھری کیوں مقرر ہوئی ہیں؟

(جواب) نماز فرض میں دو رکعت بھری اور دو رکعت خالی احادیث سے ثابت ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے لہذا ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ چون و چرا اس میں مناسب نہیں ہے۔(۴)

فجر کی دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے لمبی کر دے تو مکروہ ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۶۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ امام صبح کی نماز میں اول رکعت سے

---

(۱) وفرض القراء ۃ اية على المذهب هي لغة العلامة عرفا طائفة من القران مترجمة اقلها ستة احرف لو تقديراً كلم يلد (درمختار) قوله على المذهب اى الذى هو ظاهر الرواية عن الا مام (ردالمحتار فصل فى القراء ۃ ج ۱ ص ۵۰۱ .ط.س.ج ۱ ص ۵۳۷) ظفير.

(۲) قال فى البزازية ولو زاد حرفا لا يغير المعنى لا تفسد عند هما الخ (ردالمحتارزلة القارى ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س.ج ۱ ص ۶۳۱)ظفير. (۳) ويخير المنفرد فى الجهر وهو افضل ويكتفي بادناه ان ادى وفى السرية يخافت حتما على المذهب (درمختار) قوله وهو افضل ليكون الا داء على هيئة الجماعة ولهذا كان لداء ه باذان واقامة افضل وروى فى الخبر من ان من صلى على هيئة الجماعة صلت بصلاته صفوف الملائكة(ردالمحتارفصل في القراء ۃ ج ۱ ص ۴۹۸ .ط.س.ج ۱ ص ۵۳۳)ظفير. (۴) اقول قد اخرج البخارى ومسلم رحمهما الله عن عبدالله بن ابى قتادة عن ابيه ابى قتادة رضى الله تعالى عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى الركعتين الا وليين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب وسورتين وفى اخريين بفاتحة الكتاب ويسمعنا الاية احيانا حاشيه هدايه الخ اور زیلعی میں ہے وفيما عد الايتين اكتفا بفاتحة الكتاب لقول ابى قتادة انه عليه الصلوة والسلام قرأة فى الا خريين بفاتحة الكتاب ۱۲ ج ۱ ص ۱۲۲)ظفير.

دوسری رکعت میں قراءت کو قصداً دو چار آیات طول دیوے اس صورت میں بلا کراہت نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے بلا کراہت۔ شامی میں ہے کہ بڑی سورتوں میں تین آیات کی زیادتی کا اعتبار نہیں ہے البتہ چھوٹی سورتوں میں دوسری رکعت میں تین آیات کی زیادتی مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دیوبند۔

قراءت خلاف ترتیب کی کراہت:۔

(سوال ۴۶۴) استفتاء نمبری ۲۴۹۵ موصول ہوا۔ آپ نے نمبر ۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ فرائض اور واجبات میں اس تقدیم و تاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے۔ مجھے اس میں کچھ کلام ہے۔ آج میری نظر سے بخاری شریف کی ایک حدیث گذری جس میں یوسف بن مالک راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے ام المومنین مجھے اپنا قرآن دکھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کہا اس لئے کہ اس کی ترتیب کے موافق اپنا قرآن کرلوں اس لئے کہ لوگ بے ترتیب پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کچھ حرج نہیں ہے جونسی آیت چاہے پہلے پڑھ لے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ بخاری شریف میں کہیں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں سورۂ یوسف پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیم و تاخیر مکروہ نہیں۔

(جواب) بندہ نے جو کچھ دربارہ کراہت خلاف ترتیب فرائض میں پڑھنے کو لکھا تھا وہ حنفیہ کا مذہب ہے اور اس میں احتیاط ہے۔ باقی یہ مطلب اس کا نہ تھا کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دیگر حضرات اس کو مکروہ نہ کہتے ہوں مگر حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ چنانچہ درمختار میں اس کی تصریح ہے۔(۲) فقط۔

فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن:۔

(سوال ۴۶۵) زید نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن شریف تین چار ماہ میں پڑھا۔ اخیر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورۃ اور اخیر رکعت میں کسی قدر الم سے مفلحون تک پڑھا تو اس فرض نماز میں کچھ کراہت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً قل اعوذ برب الناس پڑھی تو دوسری رکعت میں سورہ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں کما فی الشامی عن شرح المنیة من یختم القران فی الصلوٰة اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الاولیٰ یرکع ثم یقرأ فی الثانیة بالفاتحة وشئی من سورة البقرة لا ن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس الحال المر تحل ای الخاتم المفتح الخ۔(۳) لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ

---

(۱) بل الذی ینبغی ان الزیادةاذا کانت ظاهرة ظهور اتاما تکره الا فلا للزوم الحرج فی التحرزعن الخفیة وایضا قال والذی تحصل من مجموع کلامه وکلام القنیة ان اطلاق کراهة طالة الثانیة بثلاث ایات مقید بالسور القصیرة المتقاربة الا یا ت لظهور الاطالة حینئذ فیها اما السورةالطویلة والقصیرة المتفاوتة فلا یعتبر العدد فیهما بل یعتبر ظهر الا طالة من حیث الکلمات وان اتحدت ایات السورتین عددا. فقط واللہ اعلم ج ا ص ۵۰۷.ط.س. ج ا ص ۵۴۳ شامی.
(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکو سا الخ والایکره فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراءة ج ا ص ۵۰۱.ط.س. ج ا ص ۵۴۶) ظفیر.
(۳) ردالمحتارفصل فی القراءة ج ا ص ۵۱۰.ط.س. ج ا ص ۵۴۷.۱۲ ظفیر.

ہے۔(۱) فقط۔

امام کو مخصوص سورتوں کا حکم:۔

(سوال ۴۶۶) امام کو حکم کرنا کہ فلاں فلاں سورۃ نماز میں پڑھو اور امام کو ایسا کرنا جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) اگر موافق سنت سورۃ کا امر کیا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

قراءت خلف الامام کی احادیث اور ان کا درجہ، اور عوام قراءت پر آیت سے استدلال کا ثبوت:۔

(سوال ۴۶۷) قراءۃ خلف الامام کی جو احادیث صحاح میں اکثر وارد ہیں۔ یہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں یہ بھی مفصل تحریر فرماویں کہ اصول حدیث میں کس مرتبہ کی حدیث صحیح حدیث کی ناسخ بن سکتی ہے اور سند اس امر کی کہ آیت واذا قرأ القران فاستمعوا له فانصتوا لعلکم ترحمون نماز ہی میں نازل ہوئی ہے مع احادیث معتبرہ کے اور اقوال صحابہؓ کرام کے تحریر فرمائیے کہ اطمینان ہو جائے غیر مقلدین سوائے صحیحین کی احادیث کے دوسری صحاح و مسندات کتب حدیث کو نہیں مانتے ہر جگہ صحیحین کی حدیث طلب کرتے ہیں۔ پس یہ بھی تشریح فرمادیں سوائے صحیحین کے دوسری کتب حدیث میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں کہ جن کو بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کیا اور منسوخیت حدیث آمین بالجہر کی نسبت بھی یہی خیال ہے۔ کن احادیث سے حدیث آمین بالجہر منسوخ ہے۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(جواب) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قراءت خلف الامام میں اختلاف ائمہ ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے اتباع و موافقین عدم وجوب و عدم جواز قراءت خلف الامام کے قائل ہیں۔ دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی آیۃ قرآنیہ و اذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) اور حدیث صحیح مسلم۔ واذا قرأ فانصتوا۔(۴) اور حدیث من کان له امام .(۵) الحدیث ہے۔ اور شامی میں خزائن سے منقول ہے وفی الکافی ومنع الموتم من القراءۃ ما ثور عن ثمانین نفرا من کبار الصحابة المرتضی والعبادلة وقددوّن فی الحدیث اسا میهم .(۶) اور دربارہ نزول آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القران الا یة فتح القدیر میں منقول ہے واخرج ابو الشیخ من طریق سعید بن جبیر عن

(۱)ولو جمع بین سورتین فی رکعه لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدیر فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۲۹۹)ظفیر.

(۲)عن جابر قال کان معاذبن جبل یصلی مع النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم یاتی فیؤ م قومه فصلی لیلة مع النبی صلی اللہ علیه وسلم العشاء ثم اتی قومه فامهم فافتتح بسورة البقرة فانحرف رجل فسلم ثم صلی وحده وانصرف فقالوا له انا فقت یافلان قال لا واللہ لاتین . . رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلا خبر نه فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال یا رسول اللہ انا اصحاب نواضح نعمل بالنهاروان معاذا صلی معک العشاء ثم اتی قومه فافتتح بسورة البقرة فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی معاذ فقال یا معاذ افتان انت ؟ اقرأ والشمس و ضحها والضحی واللیل اذا یغشیٰ وسبح اسم ربک الاعلی متفق علیه . (مشکوٰۃ باب القرأۃ ص ۷۶)ظفیر.(۳)پ ۹ رکوع ۱۴. ۱۲ ظفیر.(۴)مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل اول ص ۷۹ وفصل ثانی ص ۸۱. ۱۲ ظفیر(۵)آثار السنن باب فی ترک القراءۃ خلف الامام ص ۸۷ وفتح القدیر فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۲۹۵. ۱۲ ظفیر.(۶) ردالمحتارباب صفة الصلوٰۃ فصل فی القرأۃ ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفیر.

ابن عباسؓ هذه الا ية نزلت فی صلوٰة الجعمة وفی العيدين قال محی السنة والا ولیٰ انها فی القراء ة فی الصلوٰة لان الاية مكية والجمعة وجبت بالمدينه وهذا قول الحسن والزهری والنخعی واخرج البيهقی عن احمد انه قال اجمع الناس علی ان هذه الاية فی الصلوٰة. واخرج ابن مردويه فی تفسيره الخ عن معاوية بن قرة قال سئلت بعض اشيا خنا من اصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم واحسبه قال عبدالله بن مغفل كل من سمع القران وجب والا ستماع والا نصات قال انما نزلت هذه الاية فی القراء ة خلف الا مام كذا فی فتح القدير (۱) اور آمین بالجہر یا سر دونوں حدیث سے ثابت ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے یہ آیۃ ادعوا ربکم تضرعاً وخفية (۲) سے حدیث اخفاء کو ترجیح دی ہے جیسا شرح منیہ میں ہے ويخفونها ای ويخفی الا مام والمقتدون امين لقول ابن مسعود رضی الله عنه اربع يخفيهن الا مام التعوذ والتسمية وامين وربنا لک الحمد وهذه الا ربعة روا ها ابن ابی شيبة عن ابراهيم النخعی وقدروی احمد وابويعلی والطبرانی والدار قطنی والحاكم فی المستدرک من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابيه انه صلی مع رسول الله صلی الله عليه وسم فلما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين .واخفی بها صوته وقال الشافعی و احمد رحمهما الله يجهر الا مام والماموم لما روی ابن ماجة كان عليه الصلوٰة والسلام اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتی يسمع من فی الصف الا ول فير تج المسجد قلنا تعارض روايتا الجهر والا خفاء فی فعله يترجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام يقولها وبانه الاصل فی الدعاء وامين دعاء فان معناه استجب. انتهی (۳)۔

(صحیحین کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ صحیحین میں ہی محصور سمجھنا غلط ہے۔ دوسری صحاح یا مستندات کو نہ ماننا کھلی ہوئی جہالت ہے۔ ظفیر)

نماز میں مختلف سورتوں کا رکوع پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۶۸) ایک سورۃ کا رکوع پڑھنا رکعت اول میں اور اس سورہ یا دوسری سورۃ کا رکوع پڑھنا دوسری رکعت میں یا دوسری پوری سورۃ کا پڑھنا دوسری رکعت میں۔ یا ایک سورۃ کو دو رکعت میں پڑھنا جائز ہے یا خلاف اولیٰ۔

(جواب) جواب اول یہ ہے کہ یہ سب خلاف استحباب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مسنون و مستحب یہ ہے کہ پوری سورۃ ایک رکعت میں مفصل میں سے موافق ترتیب فقہاء کے پڑھے جو معروف ہے۔ اور کتب فقہ میں مذکور ہے قال فی الشامی لان السنة فی الحضر فی كل ركعة سورة (۴) تامة كمايأتی وفيه بعد صفحة مع انهم صرحوا بان

---

(۱) فتح القدير فصل فی القراء ة (ج ۱ ص ۳۹۸) ظفير.
(۲) الاعراف ركوع ۸. ۱۲ ظفير.
(۳) غنية المستملی معروف به كبيری ص ۳۰۲. ۱۲ ظفير.
(۴) ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۹. ۱۲ ظفير.

الافضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ تامۃ (۱)۔ پس جزو سورۃ کا پڑھنا خلاف افضل و خلاف مستحب ہے جس کا مآل کراہت تنزیہی ہے نہ کراہت تحریمی (۲) فقط۔

قراءت خلف امام میں حنفیہ کیا کہتے ہیں اور کیوں:۔

(سوال ۴۶۹) قراءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے قراءۃ فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجھہ فقال اتقرؤن والا مام یقرأ فسکتوا فسأ لھم ثلثا فقالوا انا لنفعل قال لا تفعلوا الخ قال علی رضی اللہ عنہ. من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرۃ الخ . عن عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال یکفیک قرأۃ الا مام فھؤلاء جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اجمعو علی ترک القراء ۃ خلف الامام .(۳) فقط۔

عورت کا تراویح میں قرآن جہر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۰) عورت حافظہ اگر نماز نفل یا تراویح میں قراءۃ بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءۃ نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) جو عورت حافظہ قرآن ہو نماز میں جہر نہیں کر سکتی اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول۔ وعلی ھذا .لوقیل اذا جھرت بالقراء ۃ فی الصلوٰۃ فسدت کا ن متجھاً الخ. (۴) فقط۔

فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کو کافر کہنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۷۱) ایک مولوی صاحب افغانستان کے یہاں پر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قاری فاتحہ خلف الامام کافر ہے۔

(جواب) امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ نہ پڑھنی چاہئے ناجائز ہے اور یہی مقتضی آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القران فاستمعوالہ وانصتوا.(۵) اور احادیث صریحہ صحیحہ واذا قرأ فانصتوا وغیرہ کا ہے۔ با ایںہمہ فاتحہ پڑھنے والے کو کافر و مرتد کہنا سخت جہالت اور گمراہی ہے۔ کہنے والے کے کفر کا خوف ہے توبہ کرے یہ مسئلہ ائمہ دین میں مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ وجوب قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ (۶) پس تکفیر میں کہنے والے کے کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ردالمحتارفصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۴۱. ۱۲ .
(۲) وفی الخلاصۃ اذا قرأ سورۃ واحدۃ فی رکعتین اختلف فیہ والا صح انہ لایکرہ ولکن لاینبغی ان یفعل ولو فعل لاباس بہ وکذا لو قرأ وسط السورۃ اواخر سورۃ فی الاولیٰ وفی الثانیۃ وسط سورۃ اوا خر سورۃ اخری ای لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس بہ وفی نسخۃ الحلوانی قال بعضھم یکرہ (فتح القدیر فصل فی القرأۃ ج ۱ ص ۲۹۹) ظفیر.
(۳) شرح معانی الا ثار باب القراء ۃ خلف الا مام ج ۱ ص ۱۲۸ وج ۱ ص ۱۲۹ ظفیر.
(۴) ردالمحتارباب شروط الصلوٰۃ مطلب فی ستر العورۃ ج ۱ ص ۳۷۷.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.
(۵) سورۃ الا عراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر.
(۶) فقراء ۃ الفاتحۃ لا تتعین رکنا عند نا الخ خلافاللشافعی رحمہ اللہ فی الفاتحۃ الخ وللشافعی قولہ علیہ السلام لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب (ھدایہ) قولہ خلافا للشافعی الخ حتی لوترک منھا فی رکعۃ لا تجوز صلاتہ لان (حاشیہ ھدایہ. باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۹۷) ظفیر.

آیات کا جواب نماز میں:۔

(سوال ۴۷۲) غیر مقلد جو آیات کا جواب دیتے ہیں مثلاً سبح اسم ربک الاعلیٰ کا جواب سبحان ربی الاعلیٰ دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مذکورہ فی السوال کا جواب عندالحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہے جواب نہ دینا چاہئے۔البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے اور حضور سرور عالم ﷺ سے اکثر یہ جوابات خارج صلوٰۃ میں ہی منقول ہیں۔(۱) نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لئے ہے۔یا ابتدائے اسلام میں تھا جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھے مثلاً باتیں کرتے تھے۔اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام سے مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے فقط۔

دوسری رکعت کو طول دینے میں کس چیز کا اعتبار ہے:۔

(سوال ۴۷۳) نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قراءت مکروہ ہے۔یہ بحساب آیتوں کے ہے یا بحساب حروف کے یا بحساب کلمات کے۔

(جواب) اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قراءت تین آیات سے زیادہ نہ ہو۔اور اگر آیات متفاوت ہوں طول وقصر میں تو حروف وکلمات کا اعتبار ہے۔(۲) الخ فقط۔

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۷۴) عشاء یا صبح کی نماز میں امام ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھے تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آئی۔

(جواب) ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔نماز ہو جاتی ہے اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہ ہے قال فی الشامی وذکر شیخ الاسلام لا ینبغی له ان یفعل علی ماهو ظاهر الروایة وفی شرح المنیة الاولیٰ ان لا یفعل فی الفروض ولو فعل لا یکره ای لا یکره تحریماً.(۳) فقط اس عبارت سے پہلے یہ ہے اذا جمع بین سورتین فی رکعة رأیت فی موضع انه لا باس به) ظفیر۔

---

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قرأ سبح اسم ربک الا علی قال سبحان ربی الا علی رواه احمد قال المظهر عند الشافعی یجوز مثل هذه الا شیاء فی الصلوٰة وغیرها وعند ابی حنیفة لا یجوز الا فی غیر ها قال التورپشتی وکذا عند مالک یجوزفی النوافل ا ه (مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ص ۵۳۶ باب القراء ة فی الصلوٰة) ظفیر۔

(۲) واطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبرت الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۶. ط.س. ج ا ص ۵۴۲) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ا ص ۵۱۰ وکذا لوجمع بین سورتین فی رکعة واحدة الا ولیٰ ان لا یفعل فی الفرض ولو فعل لا یکره (غنیة المستملی ص ۴۶۲ ولو جمع بین سورتین فی رکعة لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدیر فصل فی القراء ة ج ا ص ۲۹۹) ظفیر۔

قراءت خلف الامام جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۵/۱) امام کے پیچھے قرات جائز ہے یا نہیں؟

آمین بالجہر جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۶/۲) آمین آواز سے کہنا کیسا ہے۔

(جواب)(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں مقتدیوں کو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔(۱) امام شافعی رحمہ اللہ ضروری فرماتے ہیں مگر حنفیوں کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اس بارہ میں اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث مسلم شریف میں واذا قرأ فانصتواؔ یعنی جب امام پڑھے تم چپ رہو۔ دوسری حدیث میں ہے، امام کی قراءت مقتدی کی قرات ہے۔

(۲) امین بالجہر حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے۔(۲) جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفية.(۳) فقط۔

فاتحہ خلف الامام کا حکم ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۷) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرأ فانصتوا.(۴) اور دوسری حدیث میں ہے من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة.

اگر امام جہری نماز میں چند آیتیں سراً پڑھ جائے تو کیا کرے:۔

(سوال ۴۷۸) اگر امام جہری نماز میں دو تین آیتیں خفیہ پڑھ جائے تو یاد آنے پر شروع سے جہراً پڑھے یا اسی جگہ سے؟ اور سجدہ کرلیوے یا نہ کرے؟

(جواب) ازسرنو جہراً پڑھے۔(۵) اور سجدہ کرلیوے۔(۶)

---

(۱) والموتم لا يقرأ مطلقا ولا الفاتحة في السرية اتفاقا فان قرأ كره تحريما (الى قوله) بل يستمع اذا جهر وينصت اذا اسر لقول ابى هريرة رضی اللہ عنہ كنا نقرأ خلف الا مام فنزل واذا قرأ القران فاستمعواله وانصتوا (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴......۵۴۵) ظفیر.

ؔمشكوٰة باب القراءة فى الصلوٰة ص ۸۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) والثناء والتعوذ والتسمية والتامين وكونهن سراً (درمختار) جعل سرا خبر الكون المحذوف ليفيد ان الاسرار بها سنة اخرى (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۴۴ .ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵......۴۷۶) ظفیر.

(۳) الاعراف ركوع ۱۲ ظفیر. (۴) عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما جعل الا مام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا رواه ابوداؤد والنسائى وابن ماجه (مشكوٰة ص ۸۱).

(۵) موطا امام محمد ص ۳۸ . ۱۲ ظفیر. (۶) در مختار میں ہے ويجهر الا مام وجوبا بحسب الجماعة فان زاد عليه اساء ولو ائتم بعد الفاتحة او بعضها سرا اعادها جهرا بحر شامی میں ہے (قوله اعاد جهرا) لان الجهر فيما بقى صار واجبا بالاقتداء والجمع بين الجهر والمخافتة فى ركعة واحدة شنيع (ردالمحتار فصل فى القراءة ج ۱ ص ۴۹۷ .ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲) ظفیر. (۷) اور چونکہ تاخیر ہوئی اس لئے سجدہ سہو کرے وتاخير الواجب عن محله وهو موجب لسجود السهو ۱۲ ظفیر.

فاتحہ خلف الامام اور ہاتھ ناف سے نیچے باندھنا:۔

(سوال ۴۷۹) امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہاتھ تحت السرہ یا فوق السرہ باندھنا چاہئے؟ تحت السرہ باندھنے پر بعض غیر مقلدین اعتراض وطعن کرتے ہیں۔

(جواب) امام کے پیچھے الحمد وغیرہ جملہ قراءت کی ممانعت قرآنِ شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا الا یة وفی حدیث مسلم واذا قرأفا نصتوا الحدیث۔(۱) اور حدیث صحیح ہے۔ من کان له امام فقراء ة الا مام له قراء ة ۔(۲) اور فوق السرہ ہاتھ باندھنے کی دونوں طرح کی حدیثیں موجود ہیں۔ کسی امام نے کسی پر عمل کیا اور کسی نے کسی پر۔(۳) اعتراض کسی پر نہیں ہوسکتا۔ ایضاح الادلہ منگا کر اس میں یہ سب مسائل موجود ہیں اور ان کی احادیث دیکھ لیجئے، بہت کام کی کتاب ہے اور غیر مقلدوں کے جواب میں بے مثل ہے۔ ہر ایک مسئلہ خلافی میں احادیث نقل کی ہیں اور امام صاحب کی مؤید احادیث مفصل تحریر فرمائی ہیں۔

خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۸۰) فرضوں کی پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جاوے تو جائز ہے یا مکروہ؟ اور تراویح کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں سورۂ بقرہ کی چند آیات پڑھنا کیسا ہے؟ اور پہلی رکعت میں غلطی سے سولہویں پارہ کا رکوع پڑھا اور دوسری میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا یہ صورت مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب) پہلی رکعت فرض میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔(۴) اسی طرح تراویح میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری رکعت میں اول سورۂ بقر سے چند آیات پڑھنا جائز ہے۔(۵) اور سہواً اگر پہلی رکعت میں سولہویں پارہ کا رکوع اور دوسری رکعت میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا گیا تو اس میں بھی کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ فرضوں میں قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے کہ مکروہ ہے بھول کر ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۶)

منفرد نماز میں قراءت جہری کرے یا سری:۔

(سوال ۴۸۱) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے مسجد میں نہ جاوے گھر میں نماز پڑھے تو اس کو آواز سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) منفرد کے لئے نماز جہری میں جیسے مغرب وعشاء وصبح میں جہر افضل ہے۔

....

(۱) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴.
(۲) موطا امام محمد ص ۷۸.
(۳) رواه ابو داؤد فی سنة علی انه قال السنة وضع الکف علی الکف تحت السرة (نصب الرایه ج ۱ ص ۳۱۳) ظفیر.
(۴) اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے کہ ترتیب کے مطابق ہے البتہ خلاف ترتیب مکروہ ہے ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (الدر المختار. علی هامش ردا لمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القرأة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) اور اگر شبہ ہو کہ قل ہو اللہ چھوٹی ہے اور قل اعوذ برب الفلق بڑی تو یہ برائے نام ہے اور کراہت کے لئے تین آیۃ زیادہ ہونا چاہئے واطالة الثانیة علی الا ولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایا ت الخ وان باقل لا یکره (ایضاً ج ۱ ص ۵۴۶) واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.
(۵) واذا قرأ فی الا ولیٰ قل اعوذ برب الناس ینبغی ان یقرأها فی الثانیة ایضا الخ وفی الوالجیة ...... من یختم القران فی الصلوٰة اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الا ولیٰ یر کع ثم یقوم فی الرکعة الثانیة یقرأ بفاتحة الکتاب وشئی من البقرة (غنیة المستملی ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۷) ظفیر.
(۶) افادان التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهواً فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر

پس صورت مسؤلہ میں آواز سے پڑھنا درست ہے بلکہ افضل ہے۔(۱) البتہ ترک جماعت بلا عذر شرعی گناہ ہے۔(۲)

نماز میں متفرق پاروں سے قراءت جائز ہے:۔

(سوال ۴۸۲) میں بیشتر فرائض میں متفرق سیپاروں کے رکوع اور مختلف سیپاروں اور سورتوں کی آیات پڑھی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس سے نمازوں میں کچھ فرق تو نہیں آیا؟

(جواب) جو عمل آپ کا پہلے رہا ہے متفرق آیات نماز میں پڑھنے کا اس میں کچھ گناہ نہیں ہوا اور نمازوں میں کچھ فرق نہیں آیا۔ البتہ آئندہ کو فرائض میں ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھا کریں یہ سنت ہے۔ ایک سورۃ کو دو رکعت میں نہ کریں متفرق آیات ورکوع بھی نہ پڑھا کریں۔ نفلوں میں درست ہے۔(۳)

سنت ووتر میں متفرق آیات پڑھنے کا حکم:۔

(سوال ۴۸۳) سنت مؤکدہ اور وتر میں متفرق آیات پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) وتر اور سنت موکدہ میں بھی بہتر پوری سورۃ پڑھنا ہے لیکن متفرق آیات پڑھنا بھی جائز ہے۔(۴) فقط۔

جمعہ کی فجر میں قراءۃ:۔

(سوال ۴۸۴) جمعہ کی فجر میں سورۂ جمعہ اور منافقون سنت ہے ان کے علاوہ کوئی اور سورۃ پڑھنا خلاف سنت تو نہیں ہے؟

(جواب) رسول اللہ ﷺ سے سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا اکثر ثابت ہے نہ ہمیشہ۔ اگر کوئی کبھی ان کے علاوہ پڑھے تو سنت کے خلاف نہیں۔(۵) بلکہ اس سے عوام کا مغالطہ سے بچنا زیادہ قریب اور اس وجہ سے احناف کے یہاں تعیین سورۃ نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱)وان كان منفرد ا فهو مخيران شاء جهراوا سمع نفسه لان امام فى حق نفسه وان شاء خافت لانه ليس خلفه من يسمعه والا فضل هو الجهر ليكون الا داء على هئية الجماعة هدايه فصل فى القراء ة يج ا ص ۱۰۵ .

(۲)والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارا دوا بالتاكيد الوجوب(درمختار) قال فى النهر الا ان هذا يقتضى الا تفاق على ان تركها مرة بلا عذر يوجب اثما الخ (رد المحتار باب الا مامة.ط.س.ج ا ص ۵۵۲)ظفير.

(۳)الا فضل ان يقرأ فى كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة فى المكتوبة الخ ولو قرأ بعض السورة فى ركعة والبعض فى ركعة قيل يكره وقيل لا يكره وهو الصحيح ولكن لكا ينبغى ان يفعل ولو فعل لا باس به كذا فى الخلاصه ولو قرأ من وسط سورة او من اخر سورة وقرأ فى الركعة الا خرى من وسط سورة اخرى او من اخر سورة اخرى لا ينبغى له ان يفعل ذالك على ما هو ظاهر الرواية ولكن لو فعل ذالك لا باس به (الى قوله) هذا كله فى الفرائض واما فى السنن لا يكره (عالمگيرى كشورى فصل رابع فى القرائة ج ا ص ۷۷.ط.ماجديهج ا ص۷۸...... ۷۹)ظفير.

(۴)عالمگيرى كشورى .فصل رابع فى القراء ة ج ا ص۷۷. ط.ماجديه ج ا ص۷۸...... ۷۹

(۵)ويكره التعيين كا لسجدة وهل اتى لفجر كل جمعة بل يندب قرأتهما احيانا (الدر المختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراء ة ج ا ص ۵۰۸.ط.س.ج ا ص ۵۴۴)ظفير.

(۶)واذا فرغ من الخطبه اقام والصلوٰة وصلى بالناس ركعتين على ماهو المتوارث المعروف وفى التحفه وغيرها يقرأ فيهما قدر ما يقرأ فى الظهر لا نهما بدل منه ان قرأ بسورة الجمعة واذاجاء ک المنافقون او بسبح اسم وهل اتک حديث الغاشية تبركا بالما ثورعنه عليه الصلوٰة والسلام على ما مر فى صفة الصلوٰة كان حسنا ، لكن يتركه احيا نا لئلا يتو هم العامة وجوبه (غنية المستملى ص ۵۲۰)ظفير.

فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۴۸۵) مقتدی کو امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ بغیر فاتحہ کے نماز مقتدی کی نہیں ہوتی، اور بعض صاحب فرماتے ہیں کہ امام کی قرائۃ مقتدی کو کافی ہے۔ صحیح کیا بات ہے؟ اور مقتدی کو قراءۃ کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ امام کی قراءۃ مقتدی کو کافی ہے ان کا قول صحیح ہے۔ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا نہ چاہئے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة دوسری حدیث میں ہے واذا قرأ فانصتوا. الخ. (۱) فقط۔

فجر میں قراءت کی مقدار:۔

(سوال ۴۸۶) فجر کی نماز میں کس قدر قراءت پڑھنا سنت ہے؟

(جواب) طوال مفصل کی سورتیں صبح کی نماز میں پڑھنا سنت ہے یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک۔ (۲) فقط۔

ضاد کو ظاء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۸۷/ ۱) ضاد کو ظاء پڑھنا نماز میں کیسا ہے؟

ضاد کو درمیانی مخرج سے پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۸۸/ ۲) بکر آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کرتا اور مذہب حنفیہ کا پورا پابند ہے مگر الحمد کو سات آیتیں پڑھتا ہے اور حرف ضاد کو اس طرح پڑھتا ہے کہ نہ دال ظاہر ہو نہ ظا۔ کیا ایسے امام کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) جو شخص مخرج سے پڑھنے پر قادر ہو وہ مخرج سے ادا کرے ورنہ قصداً ظاء نہ پڑھے۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ شرح فقہ اکبر میں بعض روایات میں بالقصد پڑھنے میں حکم کفر نقل فرما ہے۔ (۳) اعاذنا اللہ منہ۔

(۲) امام جماعت کو ایسے امور میں احتیاط کرنی چاہئے۔ کیا ضرورت ہے کہ وہ عامہ علماء احناف کے خلاف ایسا امر اختیار کرتا ہے جس سے عام نمازیوں میں تشویش ہو۔ کیا اس کے نزدیک ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی جو الرحمٰن الرحیم واہدنا الصراط المستقیم پر وقف نہیں کرتے یا ضاد کو ظاء نہیں پڑھتے۔ اگر ایسا خیال ہے تو گویا خواص و عوام اہل اسلام عرب و عجم کی نمازوں کو وہ باطل سمجھتا ہے۔ اور بطلان ایسے عقیدہ اور خیال کا ظاہر ہے۔ آخر کیسے کیسے علماء محققین حنفیہ

---

(۱) مشکوۃ ص ۷۹ و ص ۸۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۳ مطلب السنة تکون سنة عین و کفایة. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۹...... ۵۴۰) ظفیر.

(۳) وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرأ لظاء المعجمة مکان الضاد المعجمه ویقرأ اصحاب الجنة مکان اصحاب النار فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر قلت اما کن تعمده کفر افلا کلام فیه اذا لم یکن فیه لغتان ففی ضنین الخلاف سامی واما تبدیل الظاء مکان الضاد ففیه تفصیل (شرح فقه اکبر ص ۲۰۵) ظفیر.

میں گذری ہیں، کیا امام مذکور کو اپنی تحقیق کو ان سب سے زیادہ سمجھتا ہے جو اپنی تحقیق کے سامنے کسی کی نہیں سنتا اور سب کے خلاف اپنی رائے کو قابل اعتماد اور صواب سمجھتا ہے فقط۔

وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانی چاہیئے یا نہیں:۔

(سوال ۵۸۹) وتر کی تیسری رکعت میں جس میں دعاء قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں سورت ملانی چاہیئے یا نہیں۔

(جواب) وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے اور فرض ہے تیسری رکعت میں بھی سورۃ ملانا ضروری ہے۔ ہمیشہ وتر اسی طرح پڑھنا چاہیئے۔ ھکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔(۱)

آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے آمین بالجہر و بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۰) رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے آمین بالجہر و آمین بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں مروی ہیں اور آئمہ مجتہدین میں بعض نے آمین بالجہر کو راجح فرمایا ہے اور بعض نے آمین بالسر کو راجح فرمایا۔(۲) چنانچہ امام ابوحنیفہؒ آمین بالسر کو سنت فرماتے ہیں اور آمین بالجہر کو تعلیم اور ضرورت پر محمول فرماتے ہیں۔ جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے نماز سری میں کوئی آیت جہر سے پڑھی کہ مقتدیوں کو معلوم ہو جاوے کہ آپ فلاں سورت پڑھ رہے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تائید آیت قرآنی سے بھی ہوتی ہے ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ. والبحث فیہ طویل . فاکتف علی ہذہ الدلیل.

فرائض ونوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر قرأت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۱) فرائض یا نوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فصل کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

(۱) وھو ثلاث رکعات بتسلیمۃ الخ ولکنہ یقرأ فی کل رکعۃ من فاتحۃ الکتاب وسورۃ احتیاطا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ ص۵) ظفیر.

(۲) عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولاالضالین قال امین رفع بھا صوتہ رواہ ابوداؤد والترمذی واخرون وھو حدیث مضطرب وعن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قرأۃ ام القرآن رفع صوتہ وقال امین رواہ الدارقطنی والحاکم وفی اسنادہ لین (اثار السنن باب الجہر بالتامین ج ۱ ص ۹۲ وج۱ ص ۹۳) قال عطا امین وقد قال اللہ تعالیٰ ادعواربکم تضرعاوخفیہ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا یقول لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا امین واذا رکع فارکعوا الخ رواہ مسلم قال النیموی یستفادمنہ ان الامام لا یجہر بامین . وعن وائل بن حجر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین واخفی بھا صوتہ رواہ احمد والترمذی وابو داؤد اخرون واسنادہ صحیح وفی متنہ اضطراب (آثار السنن باب ترک الجہر بالتامین ج۱ ص ۹۴) تفصیل مذکورہ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفیر.

آیت کا شروع چھوڑ کر قراءۃ کی تو نماز ہوئی یا نہیں :۔

(سوال ۵۹۲) امام نے بعد سورۂ فاتحہ سورۂ فتحنا کے آخر رکوع کی آخیر آیت محمد الرسول چھوڑ کر یعنی والذین معہ اشداء الآیۃ ۔یعنی منھم مغفرۃ و اجراً عظیماً تک پڑھا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی مگر شروع آیۃ کا چھوڑنا اچھا نہیں ہوا۔(۱)

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۳) امام نے پہلی رکعت میں سورۂ اذا جاء پڑھی اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ۔ نماز کو پھر پڑھنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) فرائض میں قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے، اور سہواً اگر ایسا ہوگیا تو کچھ کراہت نہیں اعادہ نماز کا لازم نہیں ہے۔(۲)

ایک سورہ بیچ میں چھوڑ کر پڑھے یا بے موقع وقف کرے تو کیا حکم ہے :۔

(سوال ۵۹۴) اگر کوئی نماز میں ایک سورۃ پڑھ کر ایک چھوڑ کر تیسری سورت پڑھ لے اور قراءت میں بے موقع وقف کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ. ولا یکرہ فی النفل شئی .(۳)(فی الدر المختار) حاصل یہ ہے کہ چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ مگر نوافل میں مکروہ نہیں ہے۔ اگر درمیان آیۃ سانس ٹوٹ جاوے اس وجہ سے وقف کیا تو اعادہ اس آیۃ کا کرنا چاہئے۔ باقی تفصیلی حکم کسی قاری صاحب سے دریافت کرنا چاہئے۔

قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھنا کیسا ہے :۔

(سوال ۵۹۵) ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ادا ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول ﷺ نے عربی زبان میں کیا اور قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا۔ انہوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔ یہ بیان اس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) اس زبردست عالم کے حوالے سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کر دیتے ہیں۔ الحمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس عربی کلام اللہ کا جو ما بین الدفتین ہے۔ یعنی دو

---

(۱) الا فضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملةفی المکتوبة الخ ولو قرأ فی رکعة من وسط سورة او من اخر سورة وقرأ فی الرکعة الا خری من وسط سورة اخری او من اخر سورة اخری لا ینبغی له ان یفعل ذالک علی ما هو ظاهر الروایة ولکن لو فعل ذالک لا باس به کذا فی الذخیرة (عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفة الصلوٰة فصل رابع ج ۱ ص ۷۳.ط.ماجدیه ج ا ص ۷۸...... ۷۹) ظفیر. (۲) و یکره الفصل بسورة قصیرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ا ص ۵۱۰) افاد ان التنکیس او ا لفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهوفلا، کما فی شرح المنیة (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۱۰.ط.س.ج ا ص ۵۴۶) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۱۰ . ۱۲ ظفیر.

پٹھوں کے درمیان میں جو کلام اللہ ہے یہی قرآن شریف میں ہے اور یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔(۱)

پس اس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ترجمہ ہے الخ۔ بالکل غلط ہے اور افتراء ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناہ قرانا عربیاً .(۲) اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرمایا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے ولو جعلناہ قراناً اعجمی لقالوا لو لا فصلت ایاتہ أ اعجمی وعربی .(۳) یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور عجمی کر دیتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے۔ اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص نو مسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اس سے عربی لفظ نہیں کہے جاتے اس کو تاوقت یہ کہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھ لے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے۔ اور یہ کہنا اس کا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دیا۔ آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا۔ یہ عقیدہ بھی بالکل اس کا اہل سنت کے خلاف ہے۔ یہ نیچریت اور مرزائیت کے معتقد معلوم ہوتے ہیں۔ اہل سنت، اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ سے قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ خود قرآن شریف میں آیا:۔ نزل به الروح الا مین.(۴) کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔ الغرض ایسے بدعقیدہ والے کی بات نہ سننی اور نہ ماننی چاہئے۔ فقط۔

عورتیں جہری نماز میں قراءت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ:۔

(سوال ۵۹۶/۱) عورتیں نماز سریہ و جہریہ میں قراءت جہر سے کریں یا آہستہ؟

قراءت فرض کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۵۹۷/۲) نماز میں قراءت فرض ہے سو کس قدر فرض ہے؟

فجر کی ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا اور دوسری میں کوئی سورۃ تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۵۹۸/۳) فجر یا کسی نماز میں کسی سورۃ کا رکوع۔ اور دوسری رکعت میں کسی سورۃ کا جزو یا کل پڑھا تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) عورتیں سب نمازوں میں قرأت آہستہ کریں (فی الکبیریٰ قال ابن الهمام خرج بالنوازل بان نغمة المرأة عورة الی قوله وعلیٰ هذا لوقیل اذا جهرت بالقران فی الصلوٰة فسدت کان متجها)۔(۵)

....

(۱) کما صح لو شرح بغیر عربیة الخ او قرأ بهاعاجزا فجائز جماعاقید القراءة بالعجز لان الا صح رجوعه الی قولهما وعلیه الفتویٰ قلت وجعل العینی الشروع کا لقراءة لا سلف له ولا سندله یقویه (درمختار) وانما المنقول انه رجع الی قولهما فی اشتراط القراءة بالعربیة الا عند العجز الخ لان الا مام رجع الی قولهما فی اشتراط القراءة بالعربیة لان المامور به قراءة القران وهو اسم اللمنزل باللفظ العربی المنظوم هذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلا متواتر الخ (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۱.ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳......۴۸۴) ظفیر.
(۲) سورة یوسف رکوع. ۱. ۱۲ ظفیر. (۳) سوره فصلت. پاره: ۲۴. (۴) سورة النحل پاره ۱۴.
(۵) ردالمحتارباب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷ ..ط.س.ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) مطلق قراءت بقدر ایک آیت کے فرض ہے۔ کمافی الشامی۔ ای قرأة اية من القران وهی فرض عملی۔ (۱) اور الحمد شریف اور اس کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے۔ اور مقدار چھوٹی سورۃ سے جیسا انا اعطیناک الکوثر تین آیتیں ہیں، واجب ادا ہو جائے گا (وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلاث ايات قصار او اية طويلة فی الا ولیین. عالمگیری ج ۱ ص ٦٦. ظفیر.)

(۳) مستحب یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری سورۃ پڑھے۔ (والا فضل ان يقرأ فی كل ركعة سورة تامة ولو قرأ بعض السورة فی ركعة وباقيها فی ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره الخ كبيری ص ۴٦۲)

قرأت خلف الامام درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۹) قراءۃ خلف الامام جائز ہے یا ناجائز؟ اگر نا جائز ہے تو کیا دلیل ہے؟

(جواب) قراءة خلف امام نزد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جائز نیست بقول علیه السلام من كان له امام فقرأة الامام له قرأة رواه الطحاوی والا مام محمد فی موطا ه واسناده صحيح كما فی آثار السنن وقوله علیه السلام واذا قرأ فأنصتوا الحديث رواه مسلم. (۲) وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

(ويكره عند هما الما فيه من الوعيد ويستمع وينصت (هدايه) قال العلامه بدر الدين يعنی فی شرح الهدايه وفی شرح التاويلات عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه من قرأ خلف الا مام لا صلوة له وروی ايضاً نهی ذلک عن جماعة من الصحابة رضی الله عنه. جميل الرحمن)

قراءت میں مسبوق کے لئے امام کی ترتیب لازم ہے یا نہیں:۔

(سوال ۶۰۰) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم ہے یا نہیں۔ مثلاً امام نے کوئی سورۃ پڑھی تو مسبوق اس سے قبل کی سورۃ بلا کراہت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی نماز میں منفرد کے حکم میں ہے (والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد فيما يقيضه. درمختار. جمله)

مشکوٰۃ و بخاری کی حدیث میں تطبیق کیا ہے:۔

(سوال ۶۰۱) سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارہ میں مشکوٰۃ میں خداج آیا ہے اور بخاری میں لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اس کا مطلب واضح فرمائیں۔

---

(۱) باب صفة الصلوة مبحث القراة ج ۱ ص ۴۱۵ ط. س. ج ۱ ص ۴۴٦. ۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ ص ۷۹ وص ۸۱ اور آثار السنن باب فی ترک القرأۃ خلف الامام ج ۱ ص ۸۷۔ ۱۲ ظفیر۔

(جواب) یہ حکم امام ومنفرد کے لئے ہے مقتدی کوقراءت کی ممانعت دوسری احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ واذا قرأ فانصتوا.(۱) الحديث من كان له امام فقرأة الامام له قرأة الحديث.(۲)وقال الله تعالیٰ واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۳)فقط۔

خلاف ترتیب قراءت کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۶۰۲) درقراءۃ تقدیم الم نشرح تاخیر والضحیٰ جائز است یانہ؟ واگرسہواً ایں چنیں کند سجدہ سہو ہست یانہ؟

(جواب) قصداً تقدیم الم نشرح وتاخیر والضحیٰ نکند وبحالت سہو، سجدہ سہو نیست۔ (فی الدر المختار. ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً. قال الشامی لان ترتيب السور فی القرأة من واجبات الصلوٰة (الی ان قال) انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا.

(شامی ج ۱ ص ۵۱۰ فی فصل القراءة. ۱۲ جمیل الرحمن)

درمیان سے سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یانہیں۔اسی طرح قنوت اور جنازہ میں دعا کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۶۰۳) جب کسی سورۃ کو درمیان سے پڑھے تو بسم اللہ کرے یانہیں۔اور وتر میں جب دعائے قنوت پڑھے۔ بسم اللہ کرے یانہیں۔اور نماز جنازہ میں جب درود یا دعاء پڑھے تو بسم اللہ کرے یانہیں۔

(جواب) جب کسی سورۃ کو درمیان سے بھی پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور وتر میں جب دعاء قنوت پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور جنازہ کی نماز میں جب درود یا دعا پڑھے اور بسم اللہ شروع میں پڑھے کچھ حرج نہیں ؏ کتبہ رشید احمد۔
الجواب صحیح۔عزیز الرحمٰن۔

(جلد دوم تمام شد)

---

(۱)مشکوۃ باب القراءة فی الصلوٰة ص ۷۹ وص ۸۱. ظفير
(۲)آثار السنن .باب فی ترک القرأة ص ۸۷. ۱۲ ظفیر.
(۳)سورة الاعراف رکوع ۲۴. ۱۲ ظفیر.
؏ یعنی ان تمام صورتوں میں اگرچہ بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے لیکن اگر پڑھ لے تو حرج بھی نہیں ہے۔ کما فی الشامی ج ۱ ص ۴۵۸ فی بيان مفسدات الصلوة عجه قوله سمع اسم الله تعالیٰ فقال جل جلاله الخ. لان نفس تعظيم الله تعالیٰ والصلوٰة على النبی صلى الله عليه وسلم. لا ينافی الصلوٰة ويؤيده ما فی الدر المختار فی بيان تاليف الصلوٰة لا تسن البسملة) بين الفاتحة والسورة مطلقا ولو سرية ولا تكره اتفاقاً الخ. جميل غفرله.